

مسلل اشاعت کا 30 واں سال

جنوری 2021ء

ماہنامہ
کفر الایمان
اردو
انگریزی

مَوْتُ الْعَالَمِ مَوْتُ الْعَالَمِ (عالم کی موت عالم کی موت ہوتی ہے)

امیر المجاہدین شیخ الحدیث

علامہ
حافظ خادم حسین رضوی نمبر

مدیر اعلیٰ
محمد نعیم طاہر رضوی

فاروق آپٹیکل سروس

☆ چشمے ہر قسم

☆ کنٹیکٹ لینزز

☆ کامپیٹکس لینزز

☆ مصنوعی آنکھیں

☆ آلہ سماعت

کوالیفائیڈ ماہرین کی زیر نگرانی لگائے جاتے ہیں

نظر بند ریعہ جدید کمپیوٹر ٹیسٹ کی جاتی ہے

10 - علامہ اقبال روڈ (متصل الحمراء سینما) چوک بوہڑ والا

لاہور فون: 36369724 - 36365048

اہلسنت و جماعت کا ترجمان و گھر رضا کا امین

رکن کونسل آف جرائد اہلسنت

بیاد حکیم اہلسنت حضرت
محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمہ

مدیر مسئول: محمد نعیم طاہر رضوی

مدیر: محمد خرم نبی

نائب مدیران: محمد جنید نعیمی، محمد احمد

مدیر انتظامی: ڈاکٹر محمد جمیل

مدیر ترکیل: عبدالرسول رب سیاف

دریاشتہارات: راشد علی رضوی

نظامیہ: محمد یوسف، محمد قاسم نعیمی

زیر تعاون

عام شمارہ 50 روپے

500 (عام)

سالانہ (کتب خانے اور ادارے) 600 روپیہ

تاجیات (پاکستان) 10,000 روپیہ

ویکرملک

سالانہ 50 امریکی ڈالر

تألیف 275 امریکی ڈالر

امریکہ 50/13

یورپ اور عرب ممالک 40 ڈالر

عراق، ایران، ترکی، بھارت 35 ڈالر

ترسیل ذرا ادارتی و انتظامی امور میں راہنمائی کا ہے۔

فخر الایمان سوسائٹی
دہلی روڈ، صدر بازار، لاہور کینٹ
پاکستان پوسٹ کوڈ نمبر 54810

بذریعہ ایڈیٹریہ 0300-4109371

موتور و شکار

100/ = روئے

ماہنامہ لاہوری اردو اخباری
کنز الایمان

جمادی الاول 1442ھ، جنوری 2021ء، جلد 30، نمبر 1

مجلس ادارت

* مفتی محمد عبدالعلیم سیالوی

* ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

* ڈاکٹر راغب حسین نعیمی

* پروفیسر مجیب احمد

* پروفیسر حافظ محمد کمال بیٹ

مجلس مشاورت

* صوفی گلزار حسین قادری

☆ متن از امام

* محمد نواز ذکری

☆ عبدالناصر عطاری

* محمد مجاز صابری

Tel: 0092-42-36680752, 36681927

Mob: 0092-333-4284340

www.kanzliman.org

E-mail: kanzul_iman@gmail.com

پرنٹر: محمد نسیم چاچا پرنٹنگ پریس، صدر، لاہور چھاؤنی

﴿اس شمارے میں﴾

- | | | | |
|----|--------------------------------|----|--|
| 4 | حافظ مظہر الدین مظہر | 1 | نعت رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم |
| 5 | ناصر بشیر | 2 | منقبت |
| 6 | ادارہ کنز الایمان | 3 | اداریہ |
| 7 | صاحبزادہ محمد محبت اللہ نوری | 4 | موت العالم موت العالم |
| 9 | پروفیسر محمد عطاء الرحمن رضوی | 5 | رہے گا یونہی انکا چر چار ہے گا |
| 11 | صاحبزادہ محمد داؤد رضوی | 6 | حاجی لال خان کا پیارا لعل |
| 16 | پروفیسر محمد عطاء الرحمن قادری | 7 | علامہ خادم حسین رضوی..... حیات و خدمات |
| 24 | صاحبزادہ پیر بشیر احمد یوسفی | 8 | علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ |
| 30 | محمد ضیاء الحق نقشبندی | 8 | یا رسول اللہ ﷺ خادم حاضر ہے |
| 33 | علامہ محمد عمر قادری | 9 | اب دین محمدی تخت پر کیسے آئے گا |
| 36 | عبد الناصر عطاری | 10 | علامہ خادم حسین اپنی تقاریر کے آئینے میں |
| 38 | ارشاد احمد عارف | 11 | عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے |
| 41 | سعد اللہ شاہ | 12 | آہ! علامہ خادم حسین رضوی |
| 44 | ابوالایمن | 13 | عشق کی اذان |
| 45 | مجیب الرحمن شامی | 14 | ہماری سیاست کی ”رضوی ٹیکنالوجی“ |
| 48 | ادریا مقبول جان | 15 | دگر دانائے راز آید کہ ناید |
| 52 | سعدیہ قریشی | 16 | ایک عاشق رسول ﷺ کا سفر آخرت |
| 55 | محمد اکرم چوہدری | 17 | لبیک لبیک لبیک یا رسول اللہ ﷺ !!! |
| 59 | محمد اظہار الحق | 18 | دھیل چیر والا فقیر |
| 62 | انصار عباسی | 19 | عاشق رسول ﷺ کا سفر آخرت |
| 64 | ڈاکٹر طاہر رضا بخاری | 20 | حضرت علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ |
| 67 | خورشید ندیم | 21 | فر داو رکردار |

70	سجاد میر	22	عاشق رسول ﷺ کا جنازہ
73	نصرت جاوید	23	علامہ رضوی ایک طاقتور کرشماتی شخصیت
77	عبداللہ طارق سمیل	24	مولانا خادم رضوی
78	منظہر برلاس	25	کچھ بھی نہ تھا، غلام تو تھا
80	سید صابر حسین شاہ بخاری	26	آہ! امیر المجاہدین بھی ہمیں روتا چھوڑ گئے!
84	ڈاکٹر اظہر وحید	27	عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے لکے
88	قاضی عبدالرؤف معینی	28	وہ شان سلامت رہتی ہے
90	منظہر علی خان لاشاری	29	دیوانہ مر گیا آخر کو ویرانوں پہ کیا گزری
92	سعید آسی	30	بامقصد زندگی کا استعارہ۔ علامہ خادم رضوی
95	ڈاکٹر علی اکبر الازہری	31	شہید ناموس رسالت ﷺ کی لکار
98	فضل حسین اعوان	32	علامہ رضوی، پاسان ناموس رسالت ﷺ
101	آغا مشہود شورش	33	عظمت موت کے دروازے پر
103	نیوز: روز نامہ نوائے وقت	34	علامہ خادم حسین رضوی انتقال کر گئے
105	نیوز: روز نامہ نوائے وقت	35	علامہ خادم رضوی کی نماز جنازہ کی ادائیگی
108	رپورٹ: روز نامہ نوائے وقت	36	عاشق رسول ﷺ کا تاریخی جنازہ
109	رپورٹ: روز نامہ نوائے وقت	37	شخصیات کا خراج عقیدت
111	رپورٹ: روز نامہ نوائے وقت	38	علامہ خادم حسین رضوی۔۔۔ شہرت یافتہ شخصیت
112	رپورٹ: روز نامہ نوائے وقت	39	ختم قل شریف

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

وہ جان ہیں جہان کی جان ہے تو جہان ہے

ہم سوئے حشر چلیں گے شہ ابرار کے ساتھ

حافظ مظہر الدین مظہر

ہم سوئے حشر چلیں گے شہ ابرار کے ساتھ
قافلہ ہوگا رواں قافلہ سالار کے ساتھ ﷺ

رہ گئے منزل سدہ پہ پہنچ کر جبریل
چل نہیں سکتا فرشتہ تیری رفتار کے ساتھ ﷺ

یہ تو طیبہ کی محبت کا اثر ہے ورنہ
کون روتا ہے پٹ کر درد دیوار کے ساتھ

اے خدا دی ہے اگر نعت نبی کی توفیق
حسن کردار بھی دے لذت گفتار کے ساتھ

میل سے مجھ سا بھی گنہگار گزر جائے گا
ہوگی سرکار کی رحمت جو گنہگار کے ساتھ ﷺ

رات دن بھیج سلام ان پہ ملائک کی طرح
پڑھ درود ان پہ غلامان و فادار کے ساتھ ﷺ

دیکھ اے معترض نعت رسول عربی ﷺ
قرب حناں کو ملا تھا انہی اشعار کے ساتھ

سب عطائیں ہیں خدا کی میرے مولا کے طفیل
ورنہ یہ لطف و کرم مجھ سے گنہگار کے ساتھ

ہم بھی مظہر ابنیں گے کوئی نعت ازگلیں
گر ملاقات ہوئی شاعر دوبار کے ساتھ

علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ

ناصر بشیر

جو نقیب عشق رسول تھا وہ چلا گیا
جو مدینے والے کا پھول تھا وہ چلا گیا

کبھی پھول تھا کبھی خار تھا جو کلام میں
جو ہر اک ادا میں قبول تھا وہ چلا گیا
اسے مرتبہ یہ ملا تھا عشق جنوں میں

جو نبی کے پاؤں کی دھول تھا وہ چلا گیا
کوئی اس کے جیسا نہیں رہا میرے شہر میں
جو وفا کا اصل اصول تھا وہ چلا گیا

اسے نسبت رہی پختن کے چراغ سے
جو غلام اہلیت رسول تھا وہ چلا گیا

جسے گل کہا زمانہ کے عاشقان رسول نے
جو حد کے حق میں بھی بولا تھا وہ چلا گیا

وہ سیاہ شب کے گمان میں تھا یقین کوئی
نئی صبح کا جو نزول تھا وہ چلا گیا

اداریہ

علامہ خادم حسین رضوی دنیا سے چل بسے!

علامہ خادم حسین رضوی دنیا سے چل بسے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کے جانے سے علم و خدمت دین اور سیاست کا ایک باب ختم ہو گیا۔ آپ علیہ الرحمہ کا یہ سفر حضرت غازی ممتاز حسین قادری شہید علیہ الرحمہ کی رہائی کے لئے جدوجہد سے شروع اور ان کی شہادت کے بعد تحریک لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر علماء کے ساتھ بنیاد رکھنے پر نئے انداز سے جاری ہوا۔ اپنے دیرینہ رفیق ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب سے علیحدگی کے بعد تحریک لبیک پاکستان کے نام سے سیاسی جدوجہد کا آغاز کیا اور الیکشن حلف نامہ میں ختم نبوت کی شق میں تبدیلی کئے جانے پر فیض آباد کا تاریخی دھرنہ دیا جو کہ کامیابی سے ہمکنار ہوا اور آپ پاکستان کے تمام علماء میں ممتاز ہوئے اگلا مرحلہ ضمنی الیکشن کا تھا جس میں تحریک لبیک پاکستان نے دیگر مذہبی جماعتوں سے زیادہ ووٹ لے کر تھمرا لوگوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا اس سے اگلا مرحلہ 2018ء کا الیکشن تھا جس میں تحریک لبیک پاکستان نے 22 لاکھ ووٹ حاصل کئے اور مرکز میں پانچویں اور پنجاب میں تیسری بڑی جماعت کے طور پر سامنے آئی۔ سندھ صوبائی اسمبلی میں تحریک کو دو نشست حاصل ہیں۔ ملک خداداد میں جو بھی مذہبی ریشہ دوانی شروع ہوئی اس کے سد باب کیلئے تحریک لبیک پاکستان نے اہم کردار ادا کیا۔ آسیہ ملعونہ کا معاملہ ہو یا ختم نبوت ﷺ پر ہونے والے پے در پے حملے ہوں گستاخانہ خاکوں کا معاملہ ہو یا ناموس رسالت ﷺ و ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم سے خلاف جو بھی کھڑا ہوا تحریک لبیک پاکستان میدان عمل میں آگئی۔

حالیہ فرانسیسی حکومت کی سرکاری سطح پر گستاخانہ جرأت پر تحریک لبیک پاکستان پھر میدان میں آئی اور فیض آباد میں دھرنہ دیا جو کامیابی پر فتح ہوا مگر موسم کی خرابی نے علامہ خادم حسین رضوی صاحب کو مزید بیمار کر دیا اور آخر وہ اپنے لواحقین اور لاکھوں محبین کو روتا چھوڑ کر چلے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ علامہ صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور سوگواران کو صبر جمیل عطا کرے (آمین) ادارہ سوگواران کے غم میں برابر کا شریک ہے

مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ

استاذ العلماء امیر المجاہدین حضرت علامہ خادم حسین رضوی

صاحبزادہ محمد محبت اللہ نوری

اداریہ: ماہنامہ ”نور الحیب“ بصیر پور شریف

یہ دنیا دار فانی ہے۔ یہاں جو آیا جانے کے لیے آیا:

”جو کچھ زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے اور باقی رہے گی آپ کے رب کی ذات جو بڑی عظمت اور احسان والی ہے۔“ (الرحمن 26-27)

صرف رواں سال 2020ء ہی میں کتنی باغ و بہار شخصیات داغ مفارقت دے گئیں کہ آج ان کی یادیں قلب و روح کو تڑپا جاتی ہیں

مجھے کیا کیا چراغ خانماں افروز کیا کیسے کہ جن کی یاد سے دل میں اک آتش خانہ روشن ہے اہل دل، اہل درد اور پرانی وضع کے لوگ جن کا خمیر سادگی، تواضع اور علم سے اٹھایا گیا تیزی سے رخصت ہو رہے ہیں اور قحط الرجال کے اس دور پر فتن کی تاریکی اور گھٹن بڑھتی جا رہی ہے یوں تو روزانہ کتنے افراد عالم آخرت کی جانب روانہ ہوتے ہیں مگر ان میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی رحلت صرف ایک گھر، خاندان یا شہر کے لئے ہی نہیں پوری امت کے لیے باعث رنج و الم ہوتی ہے۔ جن کا نعم البدل تو کیا بدل بھی ڈھونڈنے سے نہیں ملتا ایسے ہی قابل رشک افراد میں استاذ العلماء امیر المجاہدین حضرت علامہ خادم حسین رضوی بھی تھے جنہوں نے تحفظ ناموس رسالت ﷺ اور ختم نبوت ﷺ کے مقدس مشن کے لئے اپنی محنت لگن اور جہد مسلسل سے تاریخ ساز کارنامے انجام دیے۔۔۔ ان کے خطابات سے ایک نیا جذبہ اور ولولہ پیدا ہوا جس سے پاکستان ہی نہیں عالم اسلام ”لبیک یا رسول اللہ“ کے مقبول نعرے سے گونج اٹھا۔

علامہ رضوی سیلف میڈ انسان تھے۔ انک سے تعلق تھا۔ حفظ قرآن کریم کے بعد درس نظامی کی

تحکیل کی بعد ازاں جامعہ نظامیہ رضویہ میں استاذ الصوفیہ کی حیثیت سے شہرت پائی۔ اسی اثناء میں محکمہ اوقاف پنجاب کی ملازمت اختیار کی پھر استغنیٰ دے کر تحریکی کاموں میں مشغول ہو گئے۔ وہ قرآن وحدیث، اسلامی تاریخ اور علامہ اقبال کے بر محل اقتباسات سے لوگوں کو گرماتے وہ اپنی طرز خطابت اور انداز سیاست کے موجد بھی ہیں اور خاتم بھی۔۔۔۔۔

نواز شریف کے دور حکومت میں جب ختم نبوت کے قانون میں ترمیم کی ناپاک سعی کی گئی تو علامہ رضوی نے نومبر 2017ء کو فیض آباد (راولپنڈی) میں تاریخی دھرتا دیا۔ جو 22 دنوں کے بعد اس وقت کے وزیر قانون کی برطرفی اور ایک معاہدے کی صورت میں ختم ہوا ان کی جماعت تحریک لبیک پاکستان نے 2018ء کے الیکشن میں مجموعی طور پر 22 لاکھ سے زیادہ ووٹ لے کر حکومتی سیاسی اور صحافتی حلقوں کو دور طہ حیرت میں ڈال دیا۔ فرانس میں وہاں کی حکومت کی سرپرستی میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت سے دینی حلقوں میں احتجاج کا سلسلہ جاری تھا کہ رضوی صاحب نے اس سلسلے میں بھرپور انداز میں احتجاج کرتے ہوئے، فیض آباد میں ایک بار پھر دھرتا دیا۔ حکومت کی طرف سے بے رحمانہ انداز میں آنسو گیس کے شیل پھینکے گئے۔ سخت سردی اور بارش کے باوجود وہ خود اور تحریک کے کارکنان چٹان کی طرح کھڑے رہے۔ اس دوران ان کی طبیعت ناساز ہو گئی اور بالآخر 19 نومبر 2020ء جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب تقریباً آٹھ بجے ان کی روح قبس عصری سے پرواز کر گئی۔ (ان اللہ وانا الیہ راجعون)

مینار پاکستان کے وسیع وعریض گراؤ میں نماز جنازہ تھا مگر نہ صرف یہ پارک ہی نہیں بلکہ بادشاہی مسجد اور گرد و جوار کی تمام سڑکیں انسانوں سے پُر تھیں۔ ہر طرف سری سر نظر آرہے تھے یوں سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے در کی نوکری کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے عظمت و عزت سے سرفراز فرمایا بلاشبہ حضرت کا وصال ”موت العالم موت العالم“ کا آئینہ دار ہے۔ قطب الرجال کے اس دور میں ایسی ہستی کی جدائی عالم اسلام کے لئے بالعموم اور اہل سنت و جماعت کے لیے بالخصوص عظیم سانحہ ہے اللہ تعالیٰ حضرت کو ترقی درجات سے نوازے اور ان کے صاحبزادے تحریک لبیک کے نئے امیر صاحبزادہ علامہ حافظ محمد سعد رضوی، تحریک لبیک کے کارکن اہل خانہ اور وابستگان کو معتقدین کو کو صبر جمیل عطا فرمائے اور انہیں ان کے عظیم مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ نبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

رہے گا یٰ نبی انکا چر چار ہے گا

پروفیسر حافظ محمد عطاء الرحمن رضوی

اداریہ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ ﷺ گوجرانوالہ

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر لمحہ بہ لمحہ بڑھتا ہی جا رہا ہے اور آپ کی شان میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ کلی کلی محافل میلادِ سبحانی جا رہی ہیں۔ سیرت طیبہ پر تحقیقی کام جاری ہے اور نئی نئی کتب شائع ہو کر سامنے آ رہی ہے یہ شان و عظمت دیکھ کر منکرین گھبرائے گئے اور بوکھلاہٹ کا شکار ہو کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخانہ خاکے شائع کیے۔ منکرین کی اس کج روی کی حکومتی سطح پر سوائے ترکی کے کسی نے پروازِ مذمت نہیں کی لیکن عوامی سطح پر پورا عالم اسلام تمام گستاخوں بالخصوص گستاخِ فرانسیسی حکومت کی مذمت اور اس کی مصنوعات کا بائیکاٹ کر رہا ہے۔ امیر المجددین علامہ حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے لیت بابت بارغ سے فیض آباد تک ناموس رسات مارچ کیا۔ در فیض آباد میں دھرنہ دیا اور بجا طور پر حکومت سے مطالبہ کیا کہ چونکہ گستاخی فرانسیسی حکومت نے کیا ہے لہذا جواب بھی پاکستانی حکومت کی جانب سے فرانسیسی سفیر کو ملک بدر کرنے سے اور فرانسیسی مصنوعات کا سرکاری طور پر بائیکاٹ کرنے سے دینا چاہیے۔ حکومتی نمائندگان نے سفیر کی ملک بدری کے لئے دو سے تین ماہ کا ٹائم لیا اور فرانسیسی مصنوعات کے فوری بائیکاٹ کا وعدہ کیا۔ اس عہد نامہ پر دو حکومتی وزراء اور کمشنر اسلام آباد کے دستخط موجود ہیں۔ علامہ حافظ خادم حسین رضوی گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کا غم لیے ہوئے دھرنے کے دو دن بعد داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

جوز کے تو کوہِ گراں تھے ہم

جو چلے تو جاں سے گزر گئے

رہ یار ہم نے قدم قدم

تجھے یادگار بنا دیا

ان کی اچانک رحلت کا غم جہاں پر۔ عالم اسلام میں محسوس کیا گیا وہاں دشمنوں نے خوشی منائی۔ انڈین میڈیا کے تشدد صحافیوں نے امیر المجددین پر تنقید کرتے ہوئے ان کی رحلت پر مسرت کا

اظہار کیا۔ ہالینڈ کے گستاخ گیرٹ ولڈر جس نے گستاخانہ خاکوں کی نمائش کا مقابلہ کر دانے کا اعلان کیا تھا اور عاشقانِ رسول کے پرزور احتجاج پر ہالینڈ حکومت نے اسے روکا تھا اس گستاخ کی ہاسی کڑھی میں اہال آیا، اس نے ”خوب چھٹکارا“ کے الفاظ لکھ کر شیخ الحدیث علامہ خادم حسین رضوی کی رحلت پر خوشی کا اظہار کیا۔

ماشاء اللہ حدِ نظر تک پھیلے ہوئے جنازے کا عظیم الشان اجتماع ان گستاخوں کی فینڈس حرام کرنے کے لیے کافی تھا اور پکار پکار کر یہ اعلان کر رہا تھا کہ گستاخانہ رسالت کانِ بھول کرسن میں کہ امیر المومنین تو دنیا سے تشریف لے گئے لیکن انکا مشن جاری و ساری رہے گا۔ ناموس رسالت ﷺ سے تحفظ کی آواز بلند ہوتی رہے گی۔ غازی علم الدین شہید، غازی عامر عبدالرحمن شہید اور غازی ممتاز حسین قادری شہید کے پیروکار جنم لیتے رہیں گے۔ لبیک یا رسول اللہ (ﷺ) کا نعرہ بلند ہوتا رہے گا، جسے سن کر محبت والوں کا ایمان تازہ اور گستاخوں کے دل دہلتے رہیں گے۔

بتلا دو گستاخ نبی لو، غیرت مسسم زندہ ہے
آقا پہ مر مٹنے کا جذبہ، کل بھی تھا اور آج بھی ہے
پست وہ ایسے ہو سکتا ہے، جس کو حق نے بلند کیا
دونوں جہاں میں انکا چہ چا، کل بھی تھا اور آج بھی ہے

اور اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں محدث بریلوی عید الرحمنہ نے کیا خوب فرمایا

پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے
رہے گا یونہی انکا چہ چا رہے گا

اور ان شاء اللہ۔ پڑے خاک ہو جائیں خاکے بنانے والے

تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق صادق حاجی لال خان کا پیارا لعل

صاحبزادہ محمد داؤد رضوی گوجرانوالہ

تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے مقدس مہینے ربیع الاول شریف 1386ھ کی بابرکت ساعتوں میں صوبہ پنجاب کے دور دراز علاقہ انک کی تحصیل پنڈی گھیب میں نکالوت نامی گاؤں کے ایک درویش صفت بزرگ حاجی لال خان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے لال لعل عطا فرمایا جس کی چمک دنیا بھر میں محسوس ہو رہی ہے۔

خادم حسینؑ کا نام تجویز ہوا ہوسم باسکی ثابت ہوا۔ روزنامہ پاکستان لاہور کے کالم نگار نے ”دیس پیسز والے باباجی“ کے عنوان سے اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ خادم حسین نام کا خادم نہیں تھا بلکہ زندگی بھی واقعی اپنے آقے ﷺ کا خادم بن کر زاری جب کبھی ماحول میں بے دینی کی ہوس ڈیرے ڈالتی تو وہ تازہ ہوا کا جھونکا بن کر ٹھک ہوتی سانسوں کو کشادگی عطا کر جاتا، جب کبھی گلشن اسلام میں خزاں بچے گاڑتی تو بہار بن کے قلب و فکر کے سوکھے گلشن میں عشق و مستی کے پھول کھلا جاتا، جب بھی گھنٹہ نوپ اندھیرے اس قوم کی منزل کھوٹی کرنے لگتے تو وہ روشنی بن کر تاریک ماحول کا نور کر دیتا، جب کبھی الحاد کی دھوپ نے وجود کو فحشا ناچا ہوا برسیدہ دار بن گیا۔ وہ ابریشم کی طرح نرم تھا لیکن جب بات ناموس رسالت ﷺ کی آتی تو فولاد بن جاتا تھا۔ وہ اقبال کا ایسا مرد مومن تھا جو خاکی تھ مگر خاک (کی آلودگی سے) سے آزاد تھا۔ افلاک جیسا غرور رکھنے والوں سے اس کی حریفانہ کشاکش تھی۔ ناموس رسالت ﷺ کی خاطر اس نے نہ صرف بھاری تنخواہ والی نوکری چھوڑ دی۔ ٹھٹھہرتی راتوں میں ٹنگی سڑکوں پر بھی جاسویا وہ غیرت بنقیس کی زندہ مثال تھا جس کے بام تک مرغ حکمران کبھی نہ پہنچ پایا۔ بار بار آزمائش کا وقت آیا لیکن وہ

رہا جو انہوں نے گزشتہ سال مینار پاکستان پر ہی منعقدہ لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس میں بولا تھا:

”دس ہوئے مینار پاکستان ایہو جیا منظر کدی پہلے بھی دیکھیا ای“

(محمد کوثر عباس روزنامہ پاکستان 24 نومبر 2020ء)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عیہ الرحمہ کے مقبول زمانہ کلام کا ایک پیارا شعر

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام اللہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

مولانا حافظ خادم حسین رضوی کچھ اس انداز میں بلکہ وجدانی کیفیت میں پڑھتے کہ مجمع پر بھی کیفیت طاری ہو جاتی اور پھر دنیا نے دیکھا کہ ان کا انجام بھی ایسا ہی ہوا۔ ربیع الآخر کی چوتھی شب، نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد کچھ دین کی باتیں کر کے صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہوئے اپنی جان، جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

میری ان سے پہلی ملاقات یوں ہوئی کہ والد گرامی مفتی ابوداؤد محمد صادق رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے گوجرانوالہ صدیق آباد (کلر آبادی) حافظ آباد روڈ، عظیم الشان جامع مسجد سنی رضوی تعمیر کرائی۔ تقریباً پندرہ سولہ سال قبل مولانا محمد عبدالغفور رضوی نے مولانا خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کو جلسہ یوم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں خطاب کے لیے دعوت دی۔ چنانچہ آپ تشریف لائے اور کھڑے ہو کر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ایمان افروز بیان فرمایا۔

لاہور میں کافی عرصہ ہر سال شیخ انور حسین رضوی کے گھر والد گرامی مفتی ابوداؤد محمد صادق رضوی رحمۃ اللہ علیہ بڑی گیارہویں شریف کی محفل میں خطاب فرمانے کے لئے تشریف لے جاتے رہے۔ علامہ خادم حسین رضوی بھی اپنے رفقا کے ہمراہ حضرت باض قوم رحمۃ اللہ علیہ کا خطاب سننے کے لئے تشریف لاتے اور آپ کا بڑا ادب و احترام فرماتے۔

مجاہد تحریک ختم نبوت مولانا محمد خالد حسن مجددی رضوی نے مولانا خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں منعقدہ تقریب میں انکشاف کیا کہ مولانا حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ، محدث اعظم

پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اول اور شاگرد رشید ہیں۔ مولانا ابوداؤد محمد صادق رضوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا علامہ گل احمد مفتی صاحب، مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی صاحب کے شاگرد رشید ہیں۔

والد گرامی مفتی ابوداؤد محمد صادق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے مولانا حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ راقم الحروف اور برادر دم حافظ صاحبزادہ محمد عرف رضوی سلمہ اور برادر دم صاحبزادہ محمد رؤف رضوی سلمہ پر بڑی شفقت فرماتے۔ فقیر کو کئی مرتبہ اپنے فدا یاران ختم نبوت ﷺ کے زیراہتمام ایوان اقبال لاہور میں منعقد ہونے والی تاجدار ختم نبوت کانفرنس اور ایک مرتبہ مسم مسجد میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں بیان کرنے کا حکم فرمایا۔ کئی مرتبہ فرماتے کہ غازی ممتاز حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ کا پڑھا ہوا شعر بھی سنائیں۔

یا رسول اللہ ﷺ تیرے چاہنے والوں کی خیر

سب غلاموں کا بھلا، سب کریں طیبہ کی سیر

18 ذوالحجہ 1436ھ بمطابق 3 اکتوبر 2015ء بروز ہفتہ نماز مغرب سے چند لمحات قبل والد گرامی ولی کامل مفتی ابوداؤد محمد صادق رضوی کا وصال ہوا تو وصال کے چند گھنٹے بعد رات تقریباً 11 بجے مولانا خادم حسین رضوی کا فون آیا، اظہار افسوس فرمانے کے بعد پوچھا کہ ”حاجی صاحب کا جنازہ کس نے پڑھانا ہے۔“ میں نے عرض کیا کہ ”ابھی سوچ دو بچا ہو رہی ہے“ تو آپ فرمانے لگے کہ آپ خود اپنے والد گرامی کا جنازہ پڑھائیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں تو ایک تیرے انسان ہوں، ماشاء اللہ ”بڑے بزرگ عالم دین جنازہ پڑھائیں گے۔“ دوبارہ فرمانے لگے کہ ”میرا خیال ہے آپ ہی پڑھائیں۔“ فقیر نے بڑے ادب سے معذرت کی اگلے دن آپ نے قبلہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ میں شرکت فرمائی اور تدفین کے وقت بھی موجود رہے۔ حضرت نابض قوم رحمۃ اللہ علیہ کے ختم جہلم کی تقریب میں بھی آپ نے خطاب فرمایا۔

ایک مرتبہ جلوس کی شکل میں راولپنڈی سے لاہور جاتے ہوئے گوجرانوالہ میں کچھ دیر کے لیے ٹھہرے تو میں نے عرض کیا کہ حضرت ماشاء اللہ عاشقوں کے اتنا بڑا ہجوم ہے، اباجی قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ایسے موقع پر پڑھا کرتے تھے۔۔۔

جب حسن تھا انکا جلوہ نما، انوار کا عالم کیا ہوگا

بن دیکھے خدا ہے ہر کوئی، دیدار کا عالم کیا ہوگا

سن کر بہت خوش ہوئے فرمانے لگے کہ ”ماںک پر یہ سب کون سا“۔

6 صفر المظفر 1433ء یکم جنوری 2012ء، ہماری ہمشیرہ محترمہ کا وصال ہوا تو آپ نے فاتحہ خوانی کے لئے آنے کا اظہار فرمایا، ہم نے عرض کی کہ آپ آنے کی بجائے، چند دن کے بعد مرکز اہلسنت زینت الساجد میں عرس قادری رضوی کی تقریب ہے اس موقع پر آپ تشریف لے آئیں چنانچہ اس موقع پر تشریف لائے۔ بڑا ہیہ را بیان فرمایا۔

ایک مرتبہ گوجرانوالہ میں بل سنت و جماعت کی اولین معیاری دینی درس گاہ جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم کے سار نہ جلسہ دستار فضیلت کے موقع پر بھی آپ کا بڑا ایمان افروز بیان ہوا۔ ربیع الاول 1434ء میں جامع مسجد رضائے معظمہ، نونمبر، رلیٹ عالم چوک میں بھی آپ نے ولادت تاجدار ختم نبوت ﷺ کے موقع پر بیان فرمایا۔

☆---☆---☆

پاکستان کا مطلب کیا۔۔۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

علامہ خادم حسین رضوی..... حیات و خدمات

پروفیسر حافظ محمد عطاء الرحمن قادری

شیخ الحدیث امیر المجاہدین حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی اچانک رحلت فرما گئے۔ ان اللہ و
 انسا اللہ و احعون۔ جانا تو دین سے ہر ایک نے ہے لیکن ان کا اس قدر جلد داغ مفارقت دے جانا
 ہر مسلمان کو تڑپا گیا۔ اس سانحہ پر صرف لواحقین ہی نہیں ملک و بیرون ملک کے عاشقانِ رسول
 غمزدہ و طول ہیں۔ ساری زندگی ذکر مصطفیٰ ﷺ کے دھو میں بچانے والے کی یاد میں ہر اپنا اور بیگانہ
 رطب اللسان ہے۔ ان کے صحیفہ حیات کے چند اوراقِ نذر قارئین ہیں۔

ولادت: شیخ الحدیث علامہ حافظ خادم حسین رضوی کی ولادت ۳ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ/۲۲ جون
 ۱۹۶۶ء بروز بدھ تحصیل پنڈی گھیب ضلع الیک کے ایک قصبہ ننگہ کلاں میں ہوئی۔ آپ کے والد
 گرامی حاجی محل خان اعوان برادری کے ایک زمیندار گھرانے کے فرد تھے۔

تعلیم و تربیت: ابتدائی تعلیم چوتھی جماعت تک اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ پھر جہلم
 میں حفظ القرآن کی سعادت پائی اور دینہ میں علامہ قاری محمد یوسف سیالوی سے تجوید و قرأت کی
 تعلیم حاصل کی۔ درسِ نظامی عظیم و قدیم درجہ گاہ جامعہ نظامیہ رضویہ سے کیا۔

اساتذہ کرام: فیض یافتہ محدث اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، استاذ العمامہ
 مولانا محمد رشید نقشبندی، شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللطیف نقشبندی، شرفِ منت علامہ محمد عبدالکلیم
 شرف قادری برکاتی، شیخ الحدیث علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی، مولانا علامہ محمد صدیق ہزاروی،
 قاری غلام یسین، حافظ غلام محمد۔

تدریس: تدریس کا آغاز مادر علمی جامعہ نظامیہ رضویہ سے کیا۔ عرصہ دراز تک صرف نجوکی
 تدریس فرمائی اور ملک و بیرون ملک میں عربی گرائمر کی تدریس کے حوالے سے خصوصی شہرت
 پائی۔ جامعہ نظامیہ رضویہ میں ہی شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے اور ابوداؤد شریف کا درس
 مشہور تھا۔ جامعہ نعمانیہ لاہور میں بھی تدریس فرمائی اور اہل سنت کے اس قدیمی ادارے کو حیاتِ نو
 بخشی، اس کی عظیم الشان جامع مسجد بنوائی۔ تحریکی مصروفیات کی وجہ سے تدریس کا سلسلہ موقوف ہو
 گیا تھا لیکن وصال سے کچھ عرصہ قبل جامعہ نعمانیہ میں تدریس کا دوبارہ آغاز فرمادیا تھا۔

تصنیف و تالیف: تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کے امتحان کے لیے آپ نے ایک مقالہ

بعنوان ”اعلیٰ“ حضرت بحیثیت مرجع العلماء“ تحریر فرمایا جو آپ کے استاذ محترم مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ کو اس قدر پسند آیا کہ اسے فتاویٰ رضویہ میں بطور تعارف شامل فرمایا۔ ضرورت ہے کہ اس یادگار مقالے کو علیحدہ رسالے کی شکل میں بار بار شائع کیا جائے۔ علاوہ ازیں عربی گرائمر سے متعلق دو کتب تیسیر البواب الصرف اور تعلیمات خادمیہ تحریر فرمائیں جو نصابی کتب ہونے کی وجہ سے دینی مدارس میں بہت مقبول ہیں اور ان کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ عربی صرف و نحو میں مہارت کی وجہ سے امام الصرف والنجو کے لقب سے یاد کئے گئے۔

بیعت و خلافت: آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں عارف کامل حضرت خواجه محمد عبدالواحد صدیقی المعروف حاجی میر صاحب علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے جبکہ اپنی عقیم الشان دینی و روحانی خدمات کی بدولت تاج الشریعہ، نبیرۃ اعلیٰ حضرت مفتی محمد اختر رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ اور ولی کامل، نباض قوم مفتی ابوداؤد محمد صادق رضوی علیہ الرحمہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی خلافت سے سرفراز ہوئے۔

دینی و ملی خدمات: آپ کی زندگی کا مقصد دین کی سر بلندی تھا۔ اس مقصد کو لے کر آپ عمر بھر سراپا جدوجہد رہے۔ اس سلسلے میں فدا یانِ فتم نبوت کے امیر رہے اور تحفظِ فتم نبوت کے لیے خوب محنت کی۔ اس تنظیم کے زیر اہتمام ۷ ستمبر کو ایوان اقبال میں تاجدارِ فتم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا جاتا تھا اور اس کا ترجمان ”العاقب“ شائع ہوتا رہا۔ العاقب کے تحفظ ناموس رسالت نمبر اور علامہ فضل حق خیر آبادی نمبر بڑے زبردست حوالے کی چیز ہیں، جامعہ نظامیہ رضویہ کے فارغ التحصیل علماء کی تنظیم ”مجلس علمائے نظامیہ“ کے امیر رہے۔

☆ غازی ممتاز حسین قادری کی رہائی کے لیے ان تھک محنت کی اور ان کی شہادت کے بعد تحریک لبیک یا رسول اللہ ﷺ میں بنیادی کردار ادا کیا۔ ۲۰۱۷ء میں فتم نبوت کے تحفظ کے لیے فیض آباد میں کامیاب دھرنا دیا اور وزیر قانون کا استعفیٰ لے کر اگلے ۲۰۱۸ء کے عام انتخابات میں آپ کی قیادت میں تحریک لبیک پاکستان نے حصہ لیا اور ۲۳ لاکھ ووٹ لے کر ملک کی پانچویں بڑی جماعت ٹھہری۔

☆ آسیہ ملعونہ کی رہائی کے خلاف تحریک چلائی جس کی پاداش میں کئی ماہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ آپ محکمہ اوقاف میں اپنے استاذ محترم مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی کی اجازت سے تشریف لے گئے اور جامع مسجد شاہ ابوالعالی اور جامع مسجد میرکی کے خطیب رہے لیکن جب آپ نے محسوس کیا کہ محکمہ اوقاف آپ کی آواز کو دبانا چاہتے ہیں تو دامن جھاڑ کر یوں چلے آئے کہ باقہ مدہ

ریٹائرمنٹ و پنشن وغیرہ کے حصول کے لیے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ جامع مسجد رحمۃ اللعالمین نزد چوک یتیم خانہ ملتان روڈ لاہور کے تاحیات خطیب رہے۔ یہ مسجد آپ کی زیر نگرانی دوبارہ تعمیر کی گئی تھی اور اسی کے پہلو میں آپ کا مزار شریف بھی بنایا گیا ہے۔

☆ ناموس رسالت کے لیے اس دور میں آپ کی آواز سب سے توانا اور پختہ قرار پائی۔ زندگی کا آخری خطاب ناموس رسالت کے موضوع پر فیض آباد دھرنے میں ۱۶ نومبر ۲۰۲۰ء کو فرمایا اور حکومت سے ایک مرتبہ پھر اپنی بات منوا کر اٹھے یعنی فرانسیسی سفیر کی ملک بدری اور فرانسیسی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے گا۔

انداز خطابت: آپ کے انداز خطابت نے دنیا کے دل موہ لیے تھے۔ یہ مفرد انداز خطابت تھا جس میں تصنع اور بناوٹ کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ لہجہ نہ بالکل سپاٹ ہوتا، نہ مصنوعی جوش بلکہ شبنم کی برسات کی مانند تقریر فرماتے۔ موقع بوقع حقیقی جذبے کے ساتھ برق کی مانند گر جتے۔ یوں کہنا درست ہو گا کہ اپنے انداز خطابت کے آپ خود ہی موجد تھے۔ گردانیں سنا کر دابھی آپ نے وصول کی اور حدیث شریف اور فرمودات صحابہ کے طویل متن اس مسکور کن انداز میں پڑھتے کہ مجمع پر وجد طاری ہو جاتا۔ بالخصوص حسن و جمال مصطفیٰ اور سراپائے رسول اکرم ﷺ بیان کرتے تو رنگ باندھ دیتے۔ فتاویٰ رضویہ شریف کا خطبہ زبانی یاد تھا، جسے کئی مرتبہ دوران خطابت سنایا۔ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ اور علامہ اقبال علیہ الرحمہ کا کلام از بر تھا۔ اپنے تو اپنے غیر بھی ماننے پر مجبور ہو گئے کہ کلام اقبال کا ایسا حافظہ اور شارح ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ قعیدہ بردہ شریف بھی آپ کو مکمل یاد تھا۔ ناموس رسالت ﷺ آپ کے خطابات کا مرکزی موضوع رہا اور اس کے ساتھ ساتھ ناموس صحابہ و اہلبیت رضی اللہ عنہم کے لیے آپ کی تقاریر نہایت جاندار ہیں۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی بارگاہ میں بے ادبی کرنے والوں کے لیے شمشیر برہنہ ثابت ہوئے۔ تقریر کھڑے ہو کر کرنا پسند کرتے تھے لیکن ۲۰۰۹ء میں ایک حادثے کے نتیجے میں نچلا دھڑ مفلوج ہو جانے کی وجہ سے وہیل چیئر پر تشریف فرما ہو کر خطاب فرماتے۔ آہ!

زمانہ بڑے غور سے سن رہا تھا ”تمہیں“ سو گئے داستاں کہتے کہتے

اخلاق و عادات: آپ دشمنوں کے لیے مرد آہن تھے تو دوستوں کے لیے ریشم کی مانند نرم تھے۔ نہایت خوش اخلاق مہمان نواز اور ملنسار تھے۔ چہرہ بالعموم مقسم رہتا تھا۔ ان کی مسجد میں روزانہ بعد نماز عشاء درود پاک کی محفل سجائی جاتی اور آپ کے گھر سے روزانہ شیرینی بطور تبرک پیش کی جاتی۔ دلائل الخیرات شریف باقاعدگی سے پڑھتے تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت حرز جاں تھی۔ مفتی محمد اشرف القادری کا بیان ہے کہ دوران سفر آپ پندرہ پندرہ پارے تلاوت کر جاتے تھے۔ غریبوں مسکینوں کی وادری کرتے تھے۔ کچھ احباب کا خیال ہے کہ آپ کو دوسو غیب حاصل تھا۔ نہایت سخی اور غریب پرور تھے۔ کسی مسلمان کی تکلیف کو دیکھ کر تڑپ جاتے تھے۔ لباس سادہ لیکن نفیس اور صاف پہنتے تھے۔ معذوری کے باوجود راقم الحروف نے کبھی آپ کے کپڑے میلے تو کجا لیکن آلود بھی نہیں دیکھے۔ چہرہ نورانی اور ایسا نہ کشش تھا کہ جو دیکھتا وہ دیکھتا ہی رہ جاتا۔ خاص طور پر آنکھیں پُر کشش اور نظریں عقابی تھیں۔ گفتگو بڑی دلکش، آواز رعب دار اور شیریں اس قدر تھی کہ جی چاہتا تھا کہ وہ بولتے رہیں اور ہم سنتے رہیں۔ کبھی کبھی خوش طبعی بھی فرماتے تھے۔ الغرض نہ تو وہ اس قدر خاموش رہتے کہ زہد خشک معلوم ہوں اور نہ ہی اتنی زیادہ گفتگو کرتے کہ فضول گوئی کا شائبہ ہو۔ وہ علامہ اقبال کے فلسفہ خودی کی مجسم تصویر تھے۔ علامہ اقبال نے درج ذیل شعر آپ جیسے افراد ہی کے لیے کہا ہے:

جس سے جگر لہرے میں شندک ہو وہ شبنم دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفاں

تاجدار بریلی سے عقیدت: علامہ خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ سے بڑی گہری عقیدت رکھتے تھے۔ باوجود یہ کہ نقشبندی سلسلے میں بیعت تھے لیکن وہ اپنے نام کے ساتھ رضوی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی عقیدت کی وجہ سے لکھتے تھے۔ ان کی شاید ہی کوئی تقریر ہو جو فتاویٰ رضویہ، حدائق بخشش اور دیگر کتب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے حوالے سے خالی ہو۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا نعتیہ کلام پڑھتے تو سماں باندھ دیتے۔ تشریح کرتے تو وضاحت و تفہیم کا حق ادا کر دیتے۔ سلام رضا کے اشعار جب مسلسل پڑھتے تو سامعین عیش و عشرت اٹھتے۔ عقائد کے باب میں اعلیٰ حضرت کی تحقیقات سے سر مواعرف کو بھی ہلاکت کا دروازہ قرار دیتے۔ درج ذیل الفاظ میں امیر الحاجدین نے عاجزی و انکساری اور عتیدت و نیاز مندی کی انتہا فرما

دی: ”آپ کو پتہ ہے میں اعلیٰ حضرت بریلوی کے در کے کتوں کا کتا بھی نہیں بن سکتا جی ہاں۔
 سمجھتی نہیں ہے مجھے تو..... یہ جو بزرگ (نباض قوم) یہاں (زینت المساجد جلوہ فرما) ہیں، ہم تو
 ان کے در کے نہیں بن سکتے، اعلیٰ حضرت بریلوی (کا در) تو بڑی دُور کی بات ہے۔“ (مذکورہ
 خطاب میموری کارڈ میں ادارہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ سے دستیاب ہے)

حضرت نباض قوم سیرِ محبت: نائب محدث اعظم پاکستان، نباض قوم الحاج
 مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی علیہ الرحمہ سے بے انتہا محبت تھی۔ انکی استقامت، شجاعت،
 حق گوئی اور ثابت قدمی کے نہ صرف معترف تھے بلکہ بطور حوالہ بیان کرتے تھے۔ ماہنامہ
 ”رضائے مصطفیٰ“ گوجرانوالہ کے دور طالب علمی سے ہی قاری اور مداح رہے۔ دورانِ سفر
 سوبائل میں ریکارڈ شدہ حضرت نباض قوم کے خطبات، لغتیں اور ترانے سماعت فرماتے۔ حضرت
 نباض قوم کا ارشاد فرمودہ ترانہ:

جاگ اُٹھے ہیں اہلسنت گونج اٹھا یہ نعرہ ہے
 دور ہوا اے دشمن ملت پاکستان ہمارا ہے

خود بھی پڑھتے اور جلسوں میں پڑھوا کر خوش ہوتے اور کہا کرتے کہ: ۱۹۷۳ء میں، جہلم میں کئے
 ہوئے حضور نباض قوم کے بیان سے ہی میں نے (درج ذیل) عبرت آموز اشعار سنے تھے۔

وہ قوم جو کل کھیلتی تھی شمشیروں کے ساتھ
 آج سینا دیکھتی ہے اپنے شمشیروں کے ساتھ

ذُر اللہ سے ہوش کرو، مکر و فریب سے کام نہ لو
 یا اسلام پہ چلنا سیکھو، یا اسلام کا نام نہ لو

☆ ۲۰۱۵ء میں جب وہ جامع مسجد گلزار حبیب ای بلاک سبزہ زار لاہور تشریف لائے، دورانِ
 محفل انہیں حضرت نباض قوم علیہ الرحمہ کی قیص مبارک اور رومال شریف پیش کیا گیا تو انہوں نے
 عقیدت سے اپنے سر پر رکھ لیا۔

☆ زینت المساجد گوجرانوالہ میں امیر المجاہدین علیہ الرحمہ نے ایک بیان کا یوں آغاز فرمایا،

یہاں تقریر کرتا میرے لئے امتحان بھی ہے کہ جنہوں نے ساری زندگی بڑی دیری کے ساتھ اور بڑی غیرت کے ساتھ حضور ﷺ کے دین پر پہاڑ ادا کیا اور ساری زندگی انہوں نے دائیں بائیں نہیں دیکھا کہ چھوٹا آیا، بڑا آیا، عہدے والا آیا، غریب آیا، امیر آیا، اپنا آیا، بیگانہ آیا، شریعت کی بات دونوں انداز میں آپ نے فرمائی۔ اگر اور مگر کم اور کیسے کتن اور اتنا، یہ آپ کی ڈکٹری میں غلطی نہیں تھی۔ میری مراد منہ عن الالفاظ، یہ طریقہ رہبر شریعت، اہلسنت کی پہچان اور نشان، مفتی اعظم عالم اسلام، حضرت قہد علامہ ابو داؤد محمد صادق صاحب رحمۃ اللہ بطول حیاتہ (خطاب بموقع عرس اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ)

راقم الحروف پر عنایات: راقم الحروف پر آپ کی شفقت و عنایت بہت تھی۔ دوسرے راقم کے غریب خانے پر جلوہ فرما ہوئے۔ راقم کی دعوت پر مسجد گھزار حبیب ایک سے زائد مرتبہ شریف لائے۔ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ کے حکم پر جب خلیفہ اعلیٰ حضرت مفتی غلام جان ہزاروی علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات کے موضوع پر راقم نے کام شروع کیا اور مواد کی کیا جانی پر جب بھی تھکاؤٹ محسوس کرتا تو آپ حوصلہ دیتے۔ آپ کی حوصلہ افزائی کی بدولت یہ کتاب مکمل ہوئی اور ”حیات فقیر زماں“ کے نام سے شائع ہوئی۔ راقم الحروف آپ کی خدمت میں کئی کئی گھنٹے حاضر رہتا، لیکن وصال سے چند سال قبل آپ کی تحریر کی مصروفیات اور راقم کی کالج کی مصروفیات بڑھ جانے کی وجہ سے یہ سلسلہ محدود ہوتا چلا گیا۔ افسوس۔

ملاقاتیں ادھوری رہ گئیں کئی باتیں ضروری رہ گئیں

آخری خطاب: آخری خطاب علالت کی حالت میں فیض آباد راولپنڈی کے مقام پر کیا، جس میں ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لیے اپنے مطالبات، ہوائے جوہری امت کے مطالبات تھے یعنی فرانسیسی سفیر کی ملک بدری اور فرانسیسی مصنوعات کا سرکاری سطح پر بائیکاٹ۔ علاوہ ازیں آپ نے خلیفہ ایجنسیوں کی جموئی رپورٹوں کا بجاطور پر گلیا کہ ”فرانسیسی سفارت خانے کو نڈر آتش کرنے کا منصوبہ بنانے کا بہتان“ تحریک پر باندھا گیا۔

وصال: فیض آباد کی بخت بستہ ہواؤں میں علالت کی حالت میں آپ اپنے موقف پر ڈٹے رہے اور اپنے مطالبات پر وعدہ لے کر اٹھے۔ اسی حالت میں لاہور واپس ہوئے۔ ۱۹ نومبر ۲۰۲۰ء بروز جمعرات آپ کی طبیعت بہتری کی جانب مائل تھی۔ صاحبزادہ سعد حسین سوئی نے خود راقم الحروف کو بتایا کہ بوقت مغرب آپ نے خود اپنا نمبر پھر چیک کیا جو نارمل تھا۔ آپ نے اطمینان کا اظہار

کیا۔ بوقت عشاء اہل خانہ بالخصوص صاحبزادگان کو رسول اللہ ﷺ سے وفا کرنے کا درس دیتے رہے۔ آپ کو فرانس میں آقا ﷺ کے خاکے شائع ہونے کا سخت افسوس تھا۔

جو انکی عزت پہ حرف آیا ہم اپنی عزت کا کیا کریں گے

کے مصداق یہ غم آپ کو اندر ہی اندر کھائے جا رہا تھا۔ صاحبزادہ سعد حسین رضوی نے مزید بتایا کہ "عشاء کے بعد اچانک آپ کی طبیعت خراب ہو گئی اور چند لمحات میں وہ ہو گیا جس کا کسی کو وہم و گمان بھی نہیں تھا۔ آپ گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کا غم لیے ہوئے دار فانی سے رحلت فرما گئے۔"

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

ہفتہ شب جمعہ ۲۴ ربیع الآخر ۱۴۴۲ھ کی شب ۱۹ نومبر ۲۰۲۰ء کو عہدِ گل کا آفتاب غروب ہوا اور صبح ہوتے ہوتے دینائے علم و حکمت میں اندھیرا چھا گیا۔

۔ گئے سب اہل نظر دنیا سے یہ کہہ کر یہ دنیا پیار کے قابل نہیں ہے

آٹا فانا جنگل کی آگ کی مانند یہ خبر پوری دنیا میں پھیل گئی۔ تھوڑی دیر کے لیے آپ کی سانس بحال ہونے کی افواہ بھی پھیلی جو غلط ثابت ہوئی اور مسجد رحمۃ للعالمین کے اسپیکر پر آپ کی رحلت کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا۔ رات ہی میں آپ کی رہائش گاہ پر زائرین کی بھیڑ لگ گئی۔ صبح نماز فجر کے بعد آپ کی رہائش گاہ کے داخلی دروازے کے اندر آپ کا جسد اقدس زیارت کے لیے رکھ دیا گیا اور باہر بانس لگا کر راستہ بنا دیا گیا۔ جمعرات سے لے کر ہفتے کی صبح تک مسلسل زیارت کا سلسلہ جاری رہا۔ راقم الحروف بھی زیارت کے لیے حاضر ہوا اور آپ کے نورانی چہرہ کے دیدار کا شرف حاصل کیا۔ آپ کا چہرہ نورانی اور نہ کشش تھا۔ داڑھی مبارک کے بال چمک رہے تھے۔ یاد رہے تھوڑی پرمنہ کو بند رکھنے کے لیے نہ توپٹی باندھی گئی اور نہ ہی ناک اور منہ میں روٹی رکھنے کی ضرورت محسوس کی گئی۔

۔ عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے لٹے

ہفتے کو مہیارہ بجے صبح یمنار پاکستان میں جنازے کا اعلان کیا گیا۔ صبح آٹھ بجے ہی یمنار پاکستان کا وسیع و عریض گراؤنڈ عاشقوں سے لبالب بھر گیا۔ مسجد رحمۃ للعالمین سے یمنار پاکستان کا راستہ تقریباً آدمے گھٹنے کا ہے لیکن جنازے کا جلوس چار گھنٹے میں یہ سفر طے کر پایا۔ مشتاقانِ دیدِ ایوب لینس کے شیشوں سے چمپے رہے، جس کے نتیجے میں ایوب لینس چیونٹی کی رفتار سے چلتی رہی اور جنازہ گیارہ بجے کی بجائے پونے دو بجے آپ کے خلیفہ اکبر و جانشین مولانا حافظ سعد حسین رضوی کی امامت میں ادا کیا گیا۔ جنازے میں لاکھوں عاشقوں کا جھوم اس نہ کہیر تھا کہ شمار ممکن ہی نہ رہا، اقبال

پارک بھرنے اور سڑکوں کے بھر جانے کے بعد بادشاہی مسجد بھی بھر گئی۔

تدفین: جامع مسجد رحمۃ اللعالمین کے پہلو میں تقریباً بیس گھنٹے بعد سپرد خاک کر دیا گیا۔ تدفین تک آپ کا چہرہ تروتازہ اور شاداب رہا اور مسکراہٹ آپ کے لبوں پر کھیتی رہی۔ آپ کا یہ سکون گہری اور آرام دہ نیند کا غماز چہرہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے اس شعر کی عملی تفسیر بنا رہا۔

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سوتا ملا

جان کی اکسیر ہے اللہ رسول اللہ کی

جہاں آپ کے جنازے کا عظیم الشان اجتماع اہل سنت کے سوا داعظم ہونے کا اعلان کرتا رہا، وہاں آپ کا نورانی چہرہ اہل سنت کے نورانی عقیدے کی حقانیت کا مبلغ بنا رہا۔

صحافتی و سرکاری حلقوں کا خراج عقیدت: یہ بات بھی خوشگوار

حیرت کے ساتھ دیکھی اور محسوس کی گئی، وہ صحافت جس کے لیے علامہ خادم حسین رضوی کا نام لینا بھی شجر ممنوعہ کی حیثیت رکھتا تھا، اس نے وصال، جنازہ اور تدفین کی خبروں کو شہ سرخیوں کے ساتھ شائع کیا۔ صدر، وزیراعظم، آرمی چیف، سرکاری نمائندین، عالم اسلام کے علماء و مشائخ اور سفیروں نے آپ کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ آپ کی یہ بے مثال مقبولیت و محبوبیت ایک بات اور سمجھا گئی کہ جو ذکر مصطفیٰ ﷺ کو حرز جاں بنالیتا ہے۔ اس کا چہرہ چا اور دھوم دونوں جہاں میں ہو جاتی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

جب تیری یاد میں دنیا سے گیا ہے کوئی جان لینے کو ذلہن بن کے تقاضا آئی ہے

فتح چہلم ان شاء اللہ العزیز ۳۳ جنوری ۲۰۲۱ء بروز اتوار جامع مسجد رحمۃ اللعالمین لاہور میں ہوگا۔

☆---☆---☆

علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ

صاحبزادہ پیر بشیر احمد یوسفی

ایک تارا چمکے ٹوٹ گیا
یا مئی لوتغیر کو میں جان گیا
اس کو سب مان گئے
آپ کو جو مان گیا

علمائے حق اللہ تبارک و تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ ہر دور میں علمائے حق نے آزمائش اور فتنوں کے وقت ثابت قدمی کا مظاہرہ فرمایا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی نیابت کا فریضہ ادا کرتے ہوئے تمام فتنوں کے سامنے سیدہ چلائی دیوار ثابت ہوئے ہیں لیکن کبھی پرچم اسلام کو سرنگوں نہیں ہونے دیا۔ کئی جہلاء اٹھے، کئی سازشیں مچی گئیں۔ عوام کو علماء سے دور کرنے کی کوشش کی مئی ناموس رسالت ﷺ اور ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم پر حملے کیے گئے لیکن ہر دور میں کوئی نہ کوئی مرد قلندر ضرور تھا جس نے باطل کے ایوانوں کو ڈھا کر رکھ دیا انہی شخصیات میں سے ایک عبقری شخصیت امیر المجاہدین فتانی خاتم النبیین ﷺ حافظ مسلک اہلسنت حضرت علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اس دور کے ہر بندے کو اپنے مقدر پر نازاں ہونا چاہیے کہ اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ پایا ہے۔

حضرت علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ 1966ء کو ننگر قوت ضلع ایک میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام حاجی لال خان ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بھائی جس کا نام امیر حسین ہے اور چار بہنیں ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا انتقال 2008ء میں ہوا والدہ کا انتقال 2010ء میں ہوا۔ حضرت علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ابتدائی تعلیم چوتھی کلاس تک اپنے گاؤں ننگہ کلاں سکول سے حاصل کی اس کے بعد دینی تعلیم کے لئے ضلع جہلم چلے گئے اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر بمشکل آٹھ سال ہی تھی اور یہ 1974ء کی بات ہے جب علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ اکیلے جہلم پہنچے تو اس وقت تحریک ختم نبوت اپنے عروج پر تھی جہلم میں علامہ

صاحب کے گاؤں کے استاد حافظ غلام محمد موجود تھے نے انہیں جامعہ غوثیہ اشاعت العلوم عید گاہ لے گئے یہ مدرسہ قاضی غلام محمود کا تھا جو پیر مہر علی شاہ کے مرید خاص تھے۔ وہ خود خطیب و امام تھے اس لئے مدرسہ کے منتظم ان کے بیٹے قاضی حبیب الرحمن تھے۔ مدرسہ میں حفظ قرآن مجید کے لیے استاد قاری غلام یاسین تھے جن کا تعلق ضلع سحرات سے تھا اور وہ آنکھوں کی بینائی سے محروم تھے۔ علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کے ابتدائی بارہ پارے جامعہ غوثیہ اشاعت العلوم میں حفظ کیے اور اس سے آگے کے 18 پارے مشین محلہ نمبر ایک کیدار العلوم میں حفظ کیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن پاک حفظ کرنے میں چار سال کا عرصہ لگا۔

1978ء میں قرآن مجید حفظ کر لیا جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر بارہ سال ہوئی تو دینہ ضلع سحرات چلے گئے وہاں دو سال تک قرأت کی تعلیم حاصل کی تو اہل کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد 1980ء میں مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے لاہور چلے گئے وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شہرہ آفاق دینی درس گاہ جامعہ نظامیہ لاہور میں درس نظامی کی تعلیم حاصل کی لاہور مدرسہ میں 8 سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد 1988ء میں فارغ التحصیل ہو گئے تھے قرآن پاک حفظ کرنے کے علاوہ درس نظامی اور احادیث پڑھیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ترمذی شریف مفتی محمد عبداللطیف نقشبندی صاحب سے مسلم شریف ابوداؤد شریف علامہ محمد رشید نقشبندی صاحب سے کثر الدقائق، قصیدہ بردہ شریف علامہ عبدالکیم شرف قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بخاری شریف پڑھی اس کے علاوہ علامہ حافظ عبدالستار سعیدی صاحب زیدہ مجدد علامہ محمد صدیق ہزاروی صاحب زید مجدد بھی آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ 1988ء میں دورہ حدیث مکمل ہوا اور دستار فضیلت عطا کی گئی۔

علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی شادی اپنے چچا کی بیٹی سے ہوئی۔ 1993ء میں محکمہ اوقاف میں خطیب کی ملازمت کے بعد شادی ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سادہ لباس زیب تن فرماتے تھے انتہائی سادہ غذا استعمال فرماتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سادگی کا مزید نظارہ چشم فلک نے فیض آباد میں ٹھہرتی سردی میں کیا جب آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے بھائی کے ساتھ ہی بغیر کسی پروٹوکول اہتمام کے سڑک پر ہی بستر لگا کر سوئے جسے دیکھ کر امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انداز مبارک کی یاد تازہ ہو گئی۔

حضرت علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ دو عشروں سے جامعہ نظامیہ رضویہ میں تدریس کر رہے تھے اس کے علاوہ فدا یان ختم نبوت پاکستان اور مجلس علمائے نظامیہ کے مرکزی امیر رہے۔ دارالعلوم انجمن نعمانیہ سمیت کئی مدارس، تنظیمات اور اداروں کے سرپرست اور نگران رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں جمود بالکل نہیں تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک حادثے کے نتیجے میں معذوری لاحق ہو گئی مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ محتمدوں سے زیادہ متحرک تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عمل سے لوگوں کو یہ درس دیا کہ دین کا کام کرنے کے لئے جذبہ رکھنا چاہیے۔ کسی عذر کو اڑے نہیں آئے دینا چاہیے پوری دنیا میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لبیک یا رسول اللہ اور تاجدار ختم نبوت زندہ ہادی صدائیں بلند ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جو نعرہ بھی اگایا وہ بچے بچے کی زبان پر جاری ہو گیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جس انداز میں تحفظ ناموس رسالت ﷺ اور دفاع ختم نبوت ﷺ کے لیے کام کیا رہتی دنیا تک اسے یاد رکھا جائے گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اقبال کے فلسفہ خدی کے ائمن تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حقیقی معنوں میں اہل اسلام کو بیدار کر کے رکھ دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ناموس رسالت ﷺ کے معاملے میں اگر مگر اور چونکہ چنانچہ کی محاش نہیں ہوتی۔

غازی ممتاز حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ نے جب ستارہ رسولین تاثیر کو اصل جنم کیا اور پھر غازی صاحب کو گرفتار کیا میں اور ان کو پھانسی دے دی گئی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے غازی ممتاز حسین قادری شہید رحمۃ اللہ علیہ کی رہائی کی تحریک کو بڑے احسن انداز میں آگے بڑھایا سین آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تمام کوششوں کے باوجود حکومت وقت نے غازی صاحب کو کافی غلات میں پھانسی دے دی۔ 2017ء میں ایک پارلیمانی بل میں حکومت کی طرف سے قانون ختم نبوت ﷺ کی ایک شک میں الفاظ بدلنے پر انہوں نے غیرت ایمانی کا اظہار کرتے ہوئے نومبر 2017ء میں فیض آباد انٹر چینج پر دھرتا دیا۔ 25 نومبر کی صبح وفاقی پولیس اور رنجہرز نے ایک ناکام آپریشن کیا جس میں کئی افراد زخمی ہوئے پولیس نے 12 ہزار آنسو گیس کے شیل پھینکے اور 8 لوگ شہید بھی ہوئے۔

عشق سرکار رسالت ﷺ کے سوا کچھ بھی نہیں بات ایمان کی تھی وہ کیوں برامان گیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں 2018ء کے الیکشن میں تحریک لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے 22 لاکھ کے قریب ووٹ حاصل کئے۔ اتنے کم عرصہ میں یہ مرکزی پانچویں بڑی تحریک اور

ہنجاب کی تیسری بڑی تحریک بن گئی۔ اس تحریک کا مقصد نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ ہے اور علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ آخری دم تک اسی نظام کے نفاذ کے لیے لڑتے رہے۔ علامہ صاحب رحمۃ اللہ صبر کی وفات پر ترکی کے ایک عالم دین خالد الراعی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق کے حوالے سے لکھا

(ترجمہ)۔۔۔ ”آپ نے دفاع ناموس رسالت ﷺ کے لیے تحریک لبیک یا رسول اللہ کی بنیاد رکھی اس راہ میں آپ کو بہت ستایا گیا“

آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک انج بھی اپنے مقصد سے نہیں بنے آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ساری زندگی مدینہ پاک نہیں گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ میں آقائے نامدار مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤں گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر حملے ہوتے رہے اور میں سب کچھ چھوڑ کر ادھر آ گیا۔

علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ بیٹوں کے نام یہ ہیں حافظ محمد سعد رضوی اور حافظ محمد انس رضوی ہیں۔ حافظ محمد سعد رضوی صاحب آپ رحمۃ اللہ کے جانشین اور مجلس شوریٰ کے فیصلے سے نئے امیر مقرر ہوئے ہیں۔

اقبال سے عشق کی وجہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دوران تعلیم درسی کتب کے علاوہ جن کتب کا مطالعہ کرتا تھا ان میں ڈاکٹر اقبال کا فارسی مجموعہ کلام سرفہرست ہے۔ 1988ء میں کلیات اقبال خریدی تھی اور نو عمری میں ہی اس میں مرقد و شاعر کے افکار کا مطالعہ شروع کر دیا آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گویا کہ اقبال کی روح نے مجھے اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ اقبال کے کلام کے بعد ڈاکٹر اقبال کی شاعری کے استاد مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کو پڑھا اور ان کے بیشتر کلام کو ازبر کر لیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے اقبال، مولانا روم، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی شاعری نے بہت زیادہ متاثر کیا اور یہ حضرات عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ جام پلاتے ہیں جنہیں پینے کے بعد کسی چیز کی حاجت نہیں رہتی اور اردو شعرا میں اکبر الہ آبادی کی شاعری پسند تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علامہ اقبال سے والہانہ عقیدت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر اور بیانات میں دکھائی دیتی تھی گزشتہ کچھ سالوں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ یوم اقبال کے موقع پر مزار اقبال کے احاطہ میں خصوصی نشست سے مرقد اقبال پر حاضری کے بعد خطاب بھی فرماتے رہے۔ مذہبی حلقوں سے تعلق رکھنے والے عام فہم

لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بدولت کلام اقبال کو پڑھا اور سنا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مطالعہ کا جنون رہتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر ناسے بہت پڑھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم مرید سعید اور مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ کے تمام سفرنامے پڑھ ڈالے۔ تاریخ اسلام کا مطالعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولین ترجیح دی تھی اور تمام مسلم سپہ سالار کی کا مطالعہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اسلام کے تمام سپہ سالار اپنی مثال آپ ہیں لیکن حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بہت زیادہ متاثر کیا ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری دینا ایک دیرینہ خواہش تھی اور الحمد للہ پوری ہوئی۔

کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سخت مزاج تھے انکے بیانات سخت تھے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کفار کیلئے سخت اور مسلمانوں کیلئے نرم دل تھے۔ بقول اقبال

۔ ہو حلقہ یاروں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فو لاد ہے مومن

آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی کی ملامت کی پرواہ کیے بغیر باطل کے سامنے ڈٹ کر بہ باغک دہل حق بات کہتے تھے عربی زبان کا ایک مقولہ ہے ”الحق مر لو کان دوز“ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے اسی حوالے سے سوال کیا کہ لوگ کہتے ہیں آپ سخت گفتگو کرتے ہیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ”پترا کدی بچی گل وی ٹھی ہندی اے“ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ سختی صرف اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام کی خاطر تھی ورنہ عام زندگی میں انتہائی شفیق انسان تھے۔ قبہ والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بڑی محبت تھی ہمارے دوست محمد آصف یوسفی صاحب واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کی حضور کو کوئی عالم جو بغیر پیسوں کے تقریر کرتا ہو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک بندہ خود ہے اور دوسرا بندہ خیر اسلام ہیں جو بغیر پیسوں کے چلے جاتے ہیں۔

انتقال پر ملال

19 نومبر 2020ء شب جمعہ المبارک بوجہ علالت ہمر 54 سال لاہور میں وفات پائی۔ حضرت

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں

”خاتم النبیین حضور سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! بندہ مومن کی وفات کے بعد سب سے پہلی جزا جو اسے دی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے جنازے میں شریک تمام لوگوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ (شعب الایمان جلد 7 صفحہ 7 حدیث 9258)

21 نومبر 2020ء بروز ہفتہ، دوپہ کو نماز جنازہ گراؤنڈ منار پاکستان میں ادا کی گئی جس میں ایک کروڑ ستر لاکھ عشاقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت کر کے اپنی بخشش کا سامان کیا۔

مرتا وہ ہے جس کا کوئی مشن، کوئی نصب العین نہ ہو، علامہ خادمِ حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشن اور نصب العین کے ساتھ ہمیشہ لوگوں کے دلوں میں زندہ رہیں گے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خوبصورت بیانات ہمیشہ مسلمانوں کے جذبات کو گرماتے رہیں گے اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خوبصورت زندگی پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے ہماری مغفرت فرمائے (آمین)

آنکھیں اشک بار دل ہے بے تاب
غم وہ ہے جس کی کوئی حد نہ حساب
دل ویران اور آنکھ اجاڑ
ہم پر ٹوٹا ہے رنج و غم کا پہاڑ
ایک تارا چمک کے ٹوٹ گیا
کون تھا وہ جو ہم سے چھوٹ گیا
برق کی طرح حق کے رسندہ ہے
اس کے دشمن مریں وہ دندہ ہے

مفتی خلیل احمد یوسفی صاحب (چھوٹے بھائی) باقاعدہ قبلہ کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ بندہ ناچیز کے ساتھ بھی آپ کی بہت زیادہ شفقت تھی۔ جب بھی ملاقات ہوتی دور سے ہی دیکھ کر اپنے پاس بلا لیتے میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو انتہائی غلط، دیانت دار، درد دل عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی پایا ہے۔ قبلہ والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سی نصیحتیں بھی ارشاد فرمائیں جو صرف ایک غلط اور شفیق انسان ہیں کر سکتے ہے

یا رسول اللہ ﷺ خادم حاضر ہے

محمد ضیاء الحق نقشبندی

یا رسول اللہ ﷺ آپ کا غلام حافظ خادم حسین رضوی حاضر ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ کے نام پر قربان ہو کر آپ کی ہر گاہ میں پہنچا ہوں میری ناگہمیاں کام نہیں کرتی تھی لیکن میرا دل اور زبان مسلسل آپ ﷺ کی عزت و ناموس کی حفاظت میں مشغول رہی دنیا مجھے دیوانہ، مولوی اور نہ جانے کیا کہتے ہیں لیکن میں نے اپنی طاقت اور ہمت کے مطابق کلی گلی، قریہ قریہ، گاؤں گاؤں شہر، شہر، غلامان مصطفیٰ کو بیدار کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا آپ کے ساتھ غلامی کا رشتہ تھا، ہے اور رہے گا احوال ہونے لے ناٹا اولاد ملی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوں۔

میرے خلاف مقدمات ہوئے تو صرف اسی وجہ سے کہ میں دین اسلام کی بات کرتا ہوں اور دین کو تحت (حکومت) پر لانا چاہتا تھا۔ مجھے مدرسہ سے فارغ کیا گیا۔ محکمہ اوقاف سے جبری ریٹائر کیا گیا۔ لیکن حضور میں نے لاکھوں روپے محکمہ اوقاف سے لینے سے انکار کر دیا جو تا حال محکمہ اوقاف کے اکاؤنٹ میں پڑے ہیں۔ میں جامیہ ادچھوڑ کر انیس، عشق رسول ﷺ چھوڑ کر آیا ہوں۔ کمزور ناگوں پر طاقتور زبان سے لبیک یا رسول اللہ کہتا رہا، کھلواتا رہا۔

مجھے اپنوں اور بیگانوں نے جھٹے دیے کہ میری زبان سخت ہے میں مانتا ہوں کہ زبان سخت تھی لیکن میں اہل بیت و صحابہ کی طرح آپ کے عشق میں چور چور تھا میں حضرت امام مالک، علامہ فضل حق خیر آبادی، مولانا احمد رضا فاضل بریلوی، ارطغرل غازی علیہم الرحمہ کی طرح آپ کے عشق میں ڈوبا ہوا تھا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کے عشق کی مستی میں سب کہہ دیتا تھا۔ غلام کی غلامی کو قبول فرمائیں۔ مجھے اللہ عز و جل کے قرآن اور آپ ﷺ کی سیرت یہاں لے آئی۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھے آپ کا پڑوس چاہیے۔ داتا علی ہجویری کا غلام حاضر ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ مسلمان تقسیم در تقسیم ہو رہے ہیں۔ کرم فرمائیں۔ اے خاصہ خاصان رسل ﷺ میری غلامی قبول فرمائیں۔ میں نے ساری زندگی قلندر لاہوری حضرت اقبال علیہ الرحمہ کی شاعری سے عقیدہ توحید و رسالت، محبت رسول ﷺ اور امت کو اپنے قدموں پر کھڑا ہونے کا درس دیا جو انہوں نے دیا تھا۔ یا رسول اللہ غلام کی غلامی کو قبول فرمائیں۔

یا رسول اللہ ﷺ جس محبت رسول ﷺ کا بیج کاشت کر کے آیا ہوں امید ہے اللہ کی مہربانی سے یہ درخت ایک دن ضرور تنکھور بنے گا۔ یا رسول اللہ ﷺ جس مقصد کے لیے ہمارے بڑوں نے قربانی دی تھی اس پر پاکستان کو نہیں چلایا جا رہا۔ یا رسول اللہ ﷺ دین متین کو حکومت میں لانے کا خواہشمند تھا اپنے چاہنے والوں کی خیر فرمادے۔ سواد اعظم اہلسنت اکثریت ہونے کے باوجود سیاست میں ان کا کوئی کردار نظر نہیں آتا، یا رسول اللہ دین مصطفیٰ کو حاکمیت دے اور تحریک لبیک یا رسول اللہ پر کرم فرمائیں۔ اس تحریک کے امیر اور میرے بیٹے کو اپنے نقش قدم پر چھنے والا بنادیں۔ یا رسول اللہ ﷺ اپنی محبت کو میری جماعت میں قائم رکھیے۔

یا رسول اللہ ﷺ دنیا میرے اشارے پر نہیں، آپ کی محبت میں ریلیوں، جلسوں اور دھڑوں میں آتی تھی، میری آواز خاموش ہوئی لیکن آپ سے چاہنے والے ہمیشہ آپ کی غلامی میں جیتے مرتے رہیں گے۔ یا رسول اللہ ﷺ میں مجدد اہل ثانی کے قول کے مطابق محنت کرتا رہا کہ رب تک پہنچنے کے لئے محبت رسول ﷺ ہی واحد راستہ ہے۔ مجھے گھسیٹا گیا، مجھے گریبان سے پکڑا گیا، میرے غلاف آنسو گیس استعمال کی گئی، مجھ پر میرے کارکنوں پر بڑی گولیوں چلائی گئیں، مجھے 8 شہدائے جنازے اٹھانے پڑے مگر یہ کچھ بھی نہیں کیونکہ مجھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح تنگ نہیں کیا گیا حضرت امیر حمزہ کی طرح میرا جگر نہیں چبایا گیا، حضرت عبداللہ بن جحش کی طرح میرا کان اور ناک کاٹ کر انہیں رسی میں نہیں پرویا گیا میدان احد میں حضرت انس بن نضر کی طرح مجھے تیر سے چھنی نہیں کیا گیا کہ جن کی ہمشیرہ نے آپ کی انگلیوں کے گوشت سے آپ کو پچی پتی تھاکہ یہ گوشت میرے بھائی حضرت انس کا ہے۔ میرے جذبات صرف غلامی رسول ﷺ میں تھے میرا مقصد لوگوں کو آپ کے در پر لانا تھا حضور اپنی امت پر کرم فرمائیے آپ کی امت آپ کے سوا کہاں جائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اس محبت امت کے محافظ ہیں۔ جن کی خاطر آپ نے بروز قیامت سرسجدے میں رکھ کر امت کی بخشش کے لیے اللہ کو راضی کرنا ہے۔ حضور ﷺ آپ کا فقیر، آپ کا غلام حاضر ہے۔ الیکشن میں میرے ساتھ دھاندلی کی گئی میں نے دھڑا نہیں دیا میں نے فرانسیسی سفیر کو لاکارتے ہوئے دھڑا دیا۔ جس دن دھڑا دیا میرے بیٹے سعد حسین اور میری بڑی بیٹی کی اس دن شادی تھی۔ عشق رسول ﷺ میں اولاد کی شادی بھول گیا۔ میں معذور تھا، لاپرواہے بس تھا، بے سہارا تھا، بیمار تھا، بیمار عشق رسول تھا۔ آپ کا کرم محدود نہیں۔ آپ کی لچر دیکھیں۔ آپ کی سخاوت محدود نہیں۔ حضور وقت

کم تھا لیکن اللہ عزوجل نے ایسا کرم فرمایا، افراد ملتے گئے اور کارواں بننا گیا۔ یا رسول اللہ ﷺ، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مزار پر ایک دفعہ گیا تھا وہاں پڑھا تھا کہا میری قبر پر آنے والے! موت اگر تلواروں میں ہوتی تو میں چار پائی پر وفات نہ پاتا۔ بہت تھک گیا ہوں، دنیا کی طویل 54 سالہ زندگی کے بعد سکون کی نیند ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سونا چاہتا ہوں۔ مجھے دنیا میں زیادہ جینے کا شوق نہیں تھا۔ شکر ہے کہ میں اس کی غلامی، اس قدم بوسی، اس نسبت، اس شفاعت کو پانے کے لیے اکثر تقریروں میں بھی کہا کرتا تھا کہ مجھے ہارٹ اٹیک ہو جائے میری نس پھٹ جائے اور میں جلدی سے آپ ﷺ کے قدموں میں پہنچ جاؤں۔ بس یا رسول اللہ ﷺ اپنے نواسے، شہید کردہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے صدقے خادم حسین کو قبول فرمائیں (آمین)

☆---☆---☆

فرمان امیر المجاہدین

ہم یہیں پلے بڑھے ہیں۔ ہمارے آباء و اجداد کی قبریں ہمارے گاؤں میں ہیں اور آپ کو ہمارے بارے میں اتنی تشویش کیوں ہے جاؤ اور کشمیر کی ماں بیٹیوں کی فکر کرو۔

حاکموا وہ آپکی راہ تک رہی ہیں

اب دین محمدی تحت پر کیسے آئے گا

تحریر مولانا محمد عمر قادری

دنیا کی تاریخ میں کچھ واقعات ایسے ہوتے ہیں جو کہ معاشرے میں ایک چنگاری سلگا دیا کرتے ہیں بلکہ بعض اوقات تاریخ بدل کر رکھ دیتے ہیں جیسے کہ عرب عورت سے ہندی راجا دہری قزاقوں کی زیادتی اور محمد بن قاسم کا آگ بن کر ہند پر چھا جانا اور جدید دور میں حکومتی اہلکاروں کا تیونس میں ایم۔بی۔اے۔پس شخص کی ریڑھی کو الٹا اور ملک کے نوجوانوں کا گھروں سے باہر نکل کر علی زین العابدین کی آمریت کو ختم کر دینا اسی سلسلہ کی ایک کڑی ممتاز حسین قادری کی شہادت ہے۔ جن کی شہادت نے ملک کے ایک بڑے کو اضطراب میں مبتلا کر دیا لیکن انکی شہادت نے جس شخص کے دل میں چنگاری سلگا کر رکھ دی دنیا انکو خادم حسین رضوی کے نام سے جانتی ہے اور یہ شخص منہ تدریس کو چھوڑ کر شعلہ حوالہ بن کر ابھرا اور طوفان سن کر قوم کو خرد سے عاری اقبال کا صاحب جنون بنانے لگا یہی وہ جنون تھا کہ بقول اور یا مقبول جان کے انھوں نے اپنی زندگی میں خادم رضوی کے تیار کردہ لوگوں سے زیادہ چارج جمع نہیں دیکھ۔ یہی وہ خادم حسین رضوی تھے کہ جنہوں نے تاثیر قتل کے بعد اپنے ماہنامہ میں نزکانہ کے عدالتی ریکارڈ سے ثابت کیا تھا کہ آسیہ ملعونہ نے واقعی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی نکالنے کا اعتراف کیا تھا لیکن غازی کی شہادت کے بعد تو شاید انکو ایک دن بھی چین کا نصیب نہ ہوا کہ اور وہ سوچ جو گستاخان رسول کو ہیرا بنانے والی تھی اس کے خلاف جنون عشق سلگانے میں مصروف ہو گئے جس کا رزلٹ ان کے جنازے کی صورت میں سب نے دیکھ لیا لیکن جنازہ دیکھنے کے بعد جو چیز سب سے اہم دیکھنے والی ہوتی ہے وہ ہے وصال فرمانے والے کی آئیڈیالوجی کو مرنے نہ دینا اور اس کے لئے گہرے تدبیر کی ضرورت ہوا کرتی ہے تاکہ مرحوم کے مجدد ہونے کے دعوے شروع کر دئے جائیں یا جنازے کی گنتی میں پڑا جائے کیونکہ ہمارا لادینوں سے اصل مقابلہ ووٹوں کی گنتی کا ہے ووٹوں کے قارون ہمارے علماء کے بڑے بڑے جنازوں کو تحفہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کیونکہ ان کو اس کا ادراک ہے کہ ووٹ اور حکمرانی کی طاقت تو ہمارے پاس ہی ہے گو کہ بڑا جنازہ ہر لوگوں کے منہ پر ایک بہت بڑا طمانچہ ضرور ہے اور قبلہ رضوی صاحب کو تا قیامت زندہ کر گیا ہے مگر آج کل جنازے حق کو ثابت ضرور کرتے ہیں لیکن طاقت کو نہیں کیونکہ امام خمین کے دور میں ۷۰۰ نہیں تھے لہذا بڑا جنازہ ہی دلوں کے پادشاہ

ہونے کا فیصلہ کر دیا کرتا تھا لہذا عصر حاضر میں اب رضوی صاحب کے اقبال کے نظریہ ”جدا جو ہو سیاست دین سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی“ کو مرنے نہ دینے کے لئے کیا اقدامات کرنے چاہئیں؟

۱- میرے نزدیک سب سے پہلے ایک کروڑ سے زیادہ ممبر شپ مکمل کی جائے جس کے لئے پرائمری یونٹ بنا کر ذمہ داروں کو ممبر شپ فارم کی ذمہ داری دی جائے۔

۲- اگر ایسا کرنا مشکل نظر آئے تو دیگر مسالک کے لوگوں سے بھی سیاسی اتحاد کر لیا جائے۔

(دیگر مسالک سے اتحاد کرتے ہوئے اختلاف کا یہ اصول مدنظر رکھا جائے کہ دین پر حملہ ہو تو بد مذہب سے اتحاد کر کے مقابلہ جائز ہے)

۳- علامہ نورانی مرحوم کی طرح تحریک میں رہنماؤں جنرل، بیرٹرز، سینئر وکلاء وغیرہ کو شامل کیا جائے تاکہ تحریک قوی انداز اختیار کر سکے جس میں مختلف جہت ہائے کے افراد بھی شامل ہیں۔

۴- کثیر مشرغ عظام کو دین دشمنوں (ہنس دم، لادینیت، سیکورازم، غیرہا) کے مقابلے کے ایجنڈے پر متفق کیا جائے اور وہ اپنے مریدین سے بذریعہ دوٹ مقابلے کا عہد لیں۔

۵- ملکی، انجینیئریوں میں موجود دین دشمن عناصر اور غیر ملکی انجینیئریوں کے سردار کا شعور اجاگر کیا جائے دیگر مسالک سے اتحاد کے مقصد پر متفق کرنا چاہوں کہ 2000ء میں جامعہ منیبہ میں منعقدہ ایک اجلاس میں یہ معاملہ زیر غور تھا کہ آیا اب دین پر حملہ ہوا ہے بد مذہبوں سے اتحاد کر لیا جائے؟

آخر کار والد محترم علامہ قاری کریم الدین سیالوی علیہ الرحمہ اٹھے اور اسیبر الکبیر امام محمد کی کتاب سے حوالہ دیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ اگر غیر دین پر حملہ کر دیں تو خوارج کے ساتھ مل کر دین دشمنوں سے جہاد کرنا جائز ہے۔

بس ان کے اس حوالے سے قلم کا وہ خاموش ہو گئے اور مفتی عبدالقیوم ہزاروی، ڈاکٹر سرفراز نعیمی علامہ عبدالکبیر شرف قادری تمام نے ان کے فتویٰ کی تائید کر دی جب یہ بات علامہ خادم رضوی ملک چنگی تو انھوں نے بھی مکمل تائید کی کیونکہ امام محمد کا فرما تھا کہ لادینوں کا حملہ کسی مسلک پر نہیں اسلام پر ہے لہذا ایسا کرنا واجب ہو گا لہذا اب جبکہ دین پر حملوں کی انتہا ہو چکی، وقت یہ ثابت کرنے کا نہیں کہ جتنا زہ ایک کروڑ سے زیادہ کا تھا بلکہ یہ ثابت کرنے کا ہے کہ علامہ رضوی کے مشن کے سامنے والے ڈیزہ کروڑ سے زیادہ ہیں لہذا آج اگر میری معروضات پر عمل نہ کیا گیا اور غازی کی قربانی اور علامہ مرحوم کے بیانات سے جو عشق رسول ﷺ اور دین کو تخت پر لانے کا جذبہ جاگامے اُرفوت ہو گیا تو ہم نہ علامہ رضوی سے قلمس رہیں گے نہ ہی دین سے بلکہ ہم صرف

جنازے کو گن کر علامہ رضوی کی عظمت کو اجاگر کرنے والوں میں شمار ہوں گے! اگر ایسے ہی گئے رہے تو وقت و وقت کی طاقت کو ثابت کر کے نہ جانے کس کی جمہوری عظمت کو ثابت کر دے۔ یاد رکھو باطل کی پھونکیں کڑوروں میں بڑھتی جا رہی ہیں ہم کب ثابت کریں گے کہ عشق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنگتی آگ کے آگے یہ کچھ بھی نہیں۔ پہلے دین کو زندہ تو ہو لینے دو، مجدد کون؟ اس کا فیصلہ خود ہی ہو جائے گا۔

سارا جہان تمہارا ہے

اٹھو گر ہاندھ لو نکر

☆---☆---☆

سلام بخضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم

اے صبا مصطفیٰ سے کہہ دینا غم کے مارے سلام کہتے ہیں
یاد کرتے ہیں آپ کو شام و سحر، بے سہارے سلام کہتے ہیں

☆☆☆

اللہ اللہ حضور کی باتیں، مرجب رنگ و نور کی باتیں
چاند جن پر ثار ہوتا ہے اور تارے سلام کہتے ہیں

☆☆☆

جب محمد کا نام آتا ہے رحمتوں کا پیام آتا ہے
لب ہمارے درود پڑھتے ہیں، دل ہمارے سلام کہتے ہیں

☆☆☆

اللہ اللہ حضور کے گیسو بھینی بھینی مہکتی وہ خوشبو
جن سے معمور ہے فضا ہر سو، وہ نظارے سلام کہتے ہیں

ہونے کا فیصلہ کر دیا کرتا تھا لہذا عصر حاضر میں اب رضوی صاحب کے اقبال کے نظریہ ”جدا جوبو“ سے استدین سے تورہ جاتی ہے چنگیزی کو مرنے نہ دینے کے لئے کیا اقدامات کرنے چاہئیں؟

۱۔ میرے نزدیک سب سے پہلے ایک کروڑ سے زیادہ ممبر شپ مکمل کی جائے جس کے لئے پرائمری یونٹ بنا کر ذمہ داروں کو ممبر شپ فارم کی ذمہ داری دی جائے۔

۲۔ اگر ایسا کرنا مشکل نظر آئے تو دیگر مسابک کے لوگوں سے بھی سیاسی اتحاد دیا جائے۔

(دیگر مسابک سے اتحاد کرتے ہوئے اختلاف کا یہ اصول مدنظر رکھا جائے کہ دین پر حملہ ہو تو بد مذہب سے اتحاد کر کے مقابلہ جائز ہے)

۳۔ علامہ نورانی مرحوم کی طرح تحریک میں ریٹائرڈ جنرل، سپرنٹنڈنٹ، سکالر وغیرہ کا کوشش کیا جائے تاکہ تحریک قوی ہمارا حق دار رہے کہ بس میں مختلف طبقہ ہائے کے افراد بھی شامل ہیں۔

۴۔ کثیر مشائخ عظام کو دین دشمنوں (برہنہ، لادینیت، سیکولرزم وغیرہ) کے مقابلے کے پینڈے پر متحد کیا جائے اور وہ اپنے میدان سے بذریعہ دھوکے کا عہد لیں۔

۵۔ ملکی ایجنسیوں میں موجود دین دشمن عناصر اور غیر ملکی ایجنسیوں کے رازدار کا شعور جاگرایا جائے

دیگر مسابک سے اتحاد کے متعلق آج دشمن رہا چوں کہ 2000ء میں جامعہ نعیمیہ میں منعقدہ ایک اجلاس میں یہ معاملہ ریغوثھا کہ آیا اب اس پر حملہ ہو ہے بد مذہبوں سے اتحاد دیا جائے؟

آخر کار علامہ محترم علامہ قادری رحمہ اللہ دین سے بڑی حدی رحمت اللعالمین اور لیسر، الکبیر، ام محمد و سائب سے حوالہ دیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ ”مراغیہ“ دین پر حملہ کر دیں تو خورق کے ساتھ مل کر دین دشمنوں سے جہاد کرنا جائز ہے۔

بس ان کے اس حوالے سے تمام علامہ خاموش ہو گئے اور مفتی عبدالقیوم ہزاروی، ڈاکٹر فرزانہ نعیمی علامہ عبدالحمید شرف قادری تمام نے ان کے فتویٰ کی تائید کر دی جب یہ بات علامہ خادم رضوی تک پہنچی تو انھوں نے بھی مکمل تائید کی کیونکہ امام محمد کا فرمانا تھا کہ لادینوں کا حملہ کسی مسلک پر نہیں اسلام پر ہے لہذا ایسا کرنا واجب ہو گا اب جبکہ دین پر حملوں کی انتہا ہو چکی، وقت یہ ثابت کرنے کا نہیں کہ جنازہ ایک کروڑ سے زیادہ کا تھا بلکہ یہ ثابت کرنے کا ہے کہ علامہ رضوی کے مشن کے سامنے واسے ڈیڑھ کروڑ سے زیادہ ہیں لہذا آج اگر میری معروضات پر عمل نہ کیا گیا اور غازی کی قربانی اور علامہ مرحوم کے بیانات سے جو عشق رسول ﷺ اور دین کو تخت پر لانے کا جذبہ جاگامے رفوت ہو گیا تو ہم نہ علامہ رضوی سے قلعہ ہیں گئے نہ ہی دین سے بلکہ ہم صرف

جنازے کو گن کر علامہ رضوی کی عظمت کو اجاگر کرنے والوں میں شمار ہوں گے! اگر ایسے ہی گئے رہے تو وقت و وٹ کی طاقت کو ثابت کر کے نہ جانے کس کی جمہوری عظمت کو ثابت کر دے۔ یاد رکھو باطل کی پھونکیں کڑوروں میں بڑھتی جا رہی ہیں ہم کب ثابت کریں گے کہ عشق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنگتی آگ کے آگے یہ کچھ بھی نہیں۔ پہلے دین کو زندہ تو ہو لینے دو، محمد کون؟ اس کا فیصلہ خود ہی ہو جائے گا۔

سارا جہان تمہارا ہے

اشھوگر باندھ لو کر

☆---☆---☆

سلام بحضور سرور کونین **صلی اللہ علیہ وسلم**

اے صبا مصطفیٰ سے کہہ دینا غم کے مارے سلام کہتے ہیں
یاد کرتے ہیں آپ کو شام و سحر، بے سہارے سلام کہتے ہیں

☆☆☆

اللہ اللہ حضور کی باتیں، مرجب رنگ و نور کی باتیں
چاند جن پر نثار ہوتا ہے اور تارے سلام کہتے ہیں

☆☆☆

جب محمد کا نام آتا ہے رحمتوں کا پیام آتا ہے
لب ہمارے درود پڑھتے ہیں، دل ہمارے سلام کہتے ہیں

☆☆☆

اللہ اللہ حضور کے گیسو بھینی بھینی مہکتی وہ خوشبو

جن سے معمور ہے فضاہر سو، وہ نظارے سلام کہتے ہیں

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

ارشاد احمد عارف

علامہ حافظ خادم حسین رضوی کی نماز جنازہ میں انسانوں نے سب کراں بھوم کو دیکھ کر امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول یاد آیا "فرمایا" ہمارے بعد ہمارے جنازے فیعلہ کریں گے۔ حق پر کون تھا؟" ہم سب نے تحریک لبیک کے سربراہ اور بیوی مسک کے عالم دین کی نماز جنازہ سمجھ کر قیاس کے گھوڑے دوڑائے حافظ خادم حسین رضوی کی چارپانچ سالہ سیاسی جدوجہد کو عوامی مقبولیت کے ترازو میں توڑا اور 2018ء کے انتخابات میں تحریک لبیک کی انتخابی ناکامی کے علاوہ لاہور کے دھرنے میں پیر افضل قادری کے غیر قانونی "غیر ذمہ دارانہ بیان اور حافظ خادم حسین رضوی کے تجویز پر ترش انداز گفتگو کے تناظر میں دیکھ اور غلط اندازہ لگایا نہ جانا کہ یہ عاشق رسول کا جنازہ ہے تاجدارِ ختم نبوت ﷺ کے ادنیٰ سپاہی و حرمت و ناموس رسالت ﷺ کے پیر کا سفر آخرت!

چارپانچ دہائیوں سے پاکستان میں لادینی اقدار، مغربی تہذیب اور ہندو نہ ثقافت کی ترویج کے لئے منظم کوششیں جاری ہیں، سوشلزم، سیکولرزم اور برہمن سب کا ٹنڈہ ماں "پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ" کے نعرے کو پس پشت ڈال کر کلہ گوشہریوں کے دس و دماغ سے جذبہ عشق رسول ﷺ کو مٹا کر رہا ہے۔ فارن فنڈ این جی اوز نے مغربی ایجنڈے کو آگے بڑھایا اور میڈیا کے ایک حصہ نے جوش و خروش سے اس کی پذیرائی کی اشرافیہ کی اس پذیرائی سے یہ سمجھا گیا کہ 1973ء کے آئین کی اسلامی شقوں کا خاتمہ ممکن ہے اور انسانی حقوق کے نام پر ناموس رسول ﷺ پر حملہ آور ہونا آسان۔

مسلم لیگ (ن) کے دور حکمرانی میں ایک مسلمہ غیر مسلم اقلیت کی تالیفِ قلب کے لئے حلف نامہ تبدیل کیا گیا تو مقاصد واضح تھے امریکہ و یورپ کی خوشنودی کا حصول اور پاکستان کے قومی تشخص میں غیر محسوس تبدیلی۔ قومی اسمبلی اور سینٹ میں موجود بعض مذہبی رہنماؤں نے محض یہاں نواز شریف کی خوشنودی کے لئے ختم نبوت کے قلعے پر شب خون کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کیا مگر علامہ خادم حسین رضوی ڈٹ گئے اور فیض آباد کے دھرنے میں نہ صرف حکومت کو ان تزامم کی واپسی پر مجبور کر دیا بلکہ مزید قہار کا استغفیٰ لے کر چھ فیض آباد دھرنے ختم کرانے کے لئے ریاستی

طاقت استعمال ہوئی، ترغیب و دباؤ کے حربے آزمائے گئے مگر ٹانگوں سے معذور خادم حسین رضوی اپنے جانثاروں کے ساتھ ڈٹے رہے، ایک اہل حدیث عالم دین نے یہ کہہ کر خادم حسین رضوی کی استقامت کو سلام پیش کیا کہ ”حکومتی رعب و طاقت کے سامنے جید علماء اور مشائخ کی ٹانگیں کاٹنے لگیں مگر دونوں ٹانگوں سے معذور خادم حسین رضوی پورے قد سے کھڑا رہا“

۔ پورے قد سے جو کھڑا ہوں یہ تیرا ہے کرم مجھ کو جھکنے نہیں دیتا ہے سہارا تیرا صلی اللہ علیہ وسلم
 خادم حسین رضوی ایک جذبے، ایک دلوں، ایک شعلے کا نام تھا، بے ریا، بے لوث اور بے خوف عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

مینار پاکستان کے سائے میں جمع ہونے والے لاکھوں لوگ خادم حسین رضوی کی نماز جنازہ میں شرکت سے زیادہ دنیا کو اپنے آقا و مولا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دلی محبت، شیفنگی اور وابستگی سے آگاہ کرنے کے لئے جمع ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اسلام کی تضحیک و توہین میں مشغول مغرب کو بتایا کہ جب تک ہم زندہ ہیں اور ہمارے دل میں حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ موجزن ہے پاکستان کا اسلامی تشخص تبدیل ہو سکتا ہے نہ ہم کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت و ناموس سے کھیلنے کی اجازت دے سکتے ہیں، خادم حسین رضوی محض استعارہ تھا، لاکھوں کلمہ گو مسلمانوں نے مینار پاکستان کے زیر سایہ اپنے وجود کا احساس دلایا، اپنی دھڑکنوں میں بسنے والے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور ناموس پر جان قربان کرنے کا عہد کیا۔

۔ غلامی رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں موت بھی قبول ہے جو ہونہ عشق مصطفیٰ تو زندگی فغول ہے
 خادم حسین رضوی ڈیڑھ دو سال سے ریاست کا مستحب تھا، میڈیا کی نظر کرم سے محروم اور مجاہدین سوشل میڈیا کے سب و شتم کا مرغوب موضوع، چند روز قبل فرانسیسی صدر کے گستاخانہ انداز فکر کے خلاف تحریک لبیک کے دھرنے کا مکمل بلیک آؤٹ ہوا مگر وہ کامیاب رہا کہ ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے وفاداری اور تاجدار ختم نبوت کی پہچان کی بے غلطی عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دلوں میں بستا تھا۔ ثابت یہ ہوا کہ ریاستی وسائل و اختیارات اور ریگور و سوشل میڈیا کی طاقت سے کسی فرد کو مقبولیت کے بام عروج پر پہنچایا جاسکتا ہے نہ مخالفت اور پابندیوں سے عوام کے دلوں میں موجزن محبت میں کمی لائی جاسکتی ہے۔

ایک حدیث قدسی کے مطابق ”جب اللہ تعالیٰ کو کسی شخص کی کوئی ادا پسند آجائے تو فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اس شخص کی الفت خلق خدا سے دلوں میں ڈال دیں“ یہ بنیادی طور پر اس شخص کی محبت نہیں

اس کے اللہ کو پسند ادا کی پذیرائی ہوتی ہے جتنا پاکستان کے زیر سایہ بھی ایک درویش خدا مست کے جذبہ حب رسول ﷺ کی پذیرائی کا اہتمام تھا۔ لاکھوں عاشقان رسول ﷺ کے اس اجتماع سے یہ تو واضح ہوا کہ گناہگار سے گناہگار پاکستانی مسلمان بھی بلا تمیز مسلک و مشرب حرمت و ناموس مصطفیٰ کا محض فلفل و نگہبان اور عشق مصطفیٰ کے خمیر میں گندھا ہے یہاں کے عوام اپنی تمام تر بشری کمزوریوں کے باوجود اتحاد و وحدت کا محور اسلام اور ذات مصطفیٰ ﷺ کو گردانتے ہیں اور اسی منزل سے وابستہ رہ کر وہ عظمت رفتہ کی حقانیت کا خواب دیکھتے ہیں

بتان رنگ و خوں کو توڑ کر یک رنگ ہو جا نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی
سارہ الطوار، رویش مفتش، جوریہ نشیں خادم حسین رضوی نے چار پانچ ساں کی سیاسی ریاضت میں ثابت کیا کہ مٹایا قیصر و کسی کے استبداد کو جس نے وہ کیا تھا؟ زور حیدر، فقہر یوڈر، صدق سیلانی رضی اللہ عنہم! خلیفہ بارون الرشید نے یک بار مام، لک عبد الرحمن سے پوچھا کوئی شخص گستاخی رسول ﷺ کا مرتکب ہو تو کیا کرے آپ نے فرمایا: ”مہ ستاخ کو سزا دے“ خلیفہ نے کہا اگر وہ مزائد دے سکے تو؟

اب یہ بولے ”پھر حضور کی ساری اُمت مر جائے اسے جینے کا کوئی حق نہیں۔“

خادم حسین رضوی سلامین پاکستان بکند اُمت وہی بدور کراتے اپنے خدا کے حضور پیش ہو گئے کہ اگر ہم گستاخان رسول سے بدلہ لینا درکنار ان کا منہ بند نہ کر سکتے تو پھر ہمیں جینے کا کوئی حق نہیں رسول اللہ ﷺ کو روز قیامت منہ دکھانے کے لئے اُمت اپنا فرض ادا کرے یا غیرت سے چلو بھر پانی میں ڈوب مرے۔ میرے اللہ دو در حبیب ﷺ کے چوکیدار کی شائد یہی ادا پسند آئی کہ اس نے ایک فقیر بے نوا کے جنازے کو تاریخ ساز و یادگار بنا دیا۔

جو رکے تو کوہ گراں تھے ہم، جو چلے تو جاں سے گزر گئے

وہ یاد ہم نے قدم قدم، تجھے یادگار بنا دیا

خادم حسین رضوی مردانہ وار جیسا اچانک مرا تو زمانے بھر کو حیران کر گیا۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم حیرے ہیں اللہ تعالیٰ علامہ خادم حسین رضوی کے جانشین مولانا سید حسین رضوی کو اپنے والد کی طرح عشق

آہ! علامہ خادم حسین رضوی

سعد اللہ شاہ

کیا سروکار ہمیں رونق بازار کے ساتھ ہم الگ بیٹھے ہیں دست ہنر آثار کے ساتھ وقت خود ہی یہ بتائے گا کہ میں زندہ ہوں کب وہ مرتا ہے جو زندہ رہے کردار کے ساتھ وہ بہادر اور دلاور ہوتے ہیں جو کسی بڑے مقصد سے وابستہ ہو کر زبان و مکاں سے ورا ہو جاتے ہیں۔ جوتی تھی ہماری گردن تھی۔ جو کٹا ہے وہ سر ہمارا ہے کچھ بے بس مقام آئے ہیں جہاں تاب جواب دے جاتی ہے۔ دل بھر آتا ہے اور آنکھیں چمک اٹھتی ہیں یہ جذبول کا معاملہ بہت عجیب ہوتا ہے۔ اس کا بیان اشکوں اور آہوں کے سوا ممکن ہی نہیں۔ بات تو وابستگی اور علاقے کی ہے کہ روح کے تار چھڑیں یا دل کے اور سرمستی وجود پر طاری ہو جائے، میں اپنی کیفیت کو بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ یہاں الفاظ صرف ٹانگ ٹوئیاں مار رہے ہیں اور بے بسی میں سر بیٹھتے ہیں۔ اظہار کرنے والے تو جاں سے گزر جایا کرتے ہیں۔ پتہ نہیں میں کیا بیان کر رہا ہوں کہ مجھے کچھ علامہ خادم حسین رضوی کے حوالے سے کہنا ہے پر کہہ نہیں پا رہا۔ دفعتاً میرے ذہن میں دو تین نام آئے۔ غازی علم دین شہید اور مت ز قاری کچھ تو ان سب میں قدر مشترک ہے کہ علامہ خادم حسین رضوی کے تذکرے کے ساتھ ایک دبستان عاشقان رسول ﷺ کا کھل گیا۔

۔ یہ شہادت گہد الفت میں قدم رکھنا ہے لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

شہادت کی تمنا بھی بڑی چیز ہے کہ اس میں پیدا ہونے والی تڑپ دل کو خیال کا ہم ساز کر دیتی ہے۔ یہ لوگ ایسے ہی اتنے بے باک اور جرات مند نہیں ہو جاتے قیام بھی انہی کا قیام ہے اور جہد بھی انہی کا جہد!

۔ وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

یہ منصب شہادت ہی تو ہے کہ آقا ﷺ کی ختم نبوت پر عمل شہادت کے لئے کوئی معذوری کو بھی سر راہ نہ بنے دے چلنے کی سکت نہ رکھنے والا تیغ زن بھی، تو ہم نے دیکھ لیا کہ جو عشق کا قافلہ لے کر نکلا۔ کہنا بہت آسان ہے ہائے ہائے آقا ﷺ پہ قربان ہوتا ہوا وہ روشن اور تابناک چہرہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اخلاص اور ایثار کا پیکر۔ تمام تر بشری کمزوریوں اور ثقافتی بے ساختہ پن کے باوجود وہ شخص حب نبی ﷺ میں سرشار اور ڈوبا ہوا تھا اس کی بدنہی کی داستان اس

دنیا کی قسمی ہی نہیں۔ میں کوئی جذباتی بات نہیں کر رہا۔ یہ ایقان مجسم کا تذکرہ ہے۔ سب کچھ حیرت ناک ہی تو لگتا ہے کہ ذہیل چیئر پر بیٹھا شخص جوش اور جذبے سے بھرا ہوا اس قدر متحرک ہو کہ ہزاروں لوگ اس کے ساتھ نکل کھڑے ہوں۔ وہ لوگوں کا حوصلہ اور اعتبار بن جائے۔ وہ ایک بڑی پارٹی لیک یا رسول ﷺ کھڑی کر دے کہ جس کا منشور ہی رسول کریم ﷺ کی محبت ہو۔ ختم نبوت کے مسئلے پر وہ فیض آباد دھرتا دے۔ یہ فیض آباد علامہ خادم حسین رضوی کے باعث پہچانا جائے گا۔ باتیں کرنے والے تو باتیں کرتے رہتے ہیں کہ ان کا کام ہی ہے، مگر کچھ لوگ ایسے کام کر جاتے ہیں کہ انہیں سوخن معاف کرنے کو جی چاہتا ہے۔ علامہ خادم حسین حافظ اور عالم دین تو تھے قدرت نے انہیں غضب کا حافظ بھی عطا کیا تھا کہ لمبی لمبی حدیثیں یاد تھیں اور تو اور میرا خیال ہے کہ انہیں اقبال بھی حفظ تھے کہ اس عاشق رسول ﷺ کا کلام بھی قرآن و سنت ہی سے جلا پاتا ہے۔ علامہ اقبال کی اردو اور فارسی کی شاعری خادم صاحب کو ایسے از بر تھی کہ موقع محل سے ان کے ذہن سے پھوٹی تھی اور وہ ایک سال باندھ دیتے تھے حکمرانوں کو گلہ ہو گا کہ اس عاشق رسول ﷺ کے سامنے یہ دنیا دار بے وقت تھے وہ انہیں لٹکارتے۔ وہ عوامی آدمی تھے اور عوام کے مسائل پر بھی بات کرتے اچھی حالیہ حفیظ سنٹر کے واقعہ پر اور لیڈی ہیلتھ ورکرز کے حوالے سے انہوں نے حکمرانوں کو بہت جھنجھوڑا اور سیرت سے حوالے دے دے کر مسائل حل کرنے کا کہا۔

۔ دھوئو دھوئے میں ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں تیا ب ہیں ہم

ان کو دیکھ کر اپنے دوست عدم ہاشمی کا شعر یاد آ جاتا تھا

مصالحت نہ سکھا جبر نارا سے مجھے میں سر بکف ہوں لڑا دے کسی بلا سے مجھے

پروفیسر رشید احمد انگوئی نے بطور خاص علامہ خادم حسین رضوی کے لئے دعائے مغفرت کروائی اور ان کے عشق رسول ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے بطور خاص اقبال شناسی کا حوالہ دیا میرا کہنے کا مقصد یہ کہ دوسرے مکتب فکر کے لوگ بھی ان کے اخلاص اور محبت کے قائل تھے۔ ہمارے مولانا حمید حسین اکثر کہا کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ سے محبت اور والہانہ عشق کا نمونہ دیکھو تو حضرت خادم حسین رضوی کو دیکھیں۔

۔ زمانہ بڑے شوق سے سن رہا تھا ہمیں سو گئے داستان کہتے کہتے

کھری کھری اور چچی باتیں، پیچھے اور بھی مشکشف کرنے والے تھے مگر میں متنازعہ بات کرنے کے موڈ میں نہیں۔ میں تو اس جی۔ جی۔ ان تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں جو جی جی ریاست مدینہ کا نقشہ تحفیتا

تھا۔ کیا ایسی ریاست میں ایسے ہو سکتا ہے کہ پچاس پچاس لاکھ گناہیں لینے والے ہوں اور عام آدمی کو اس کا حق بھی نہ ملے۔ تانینا لوگ دیواروں سے سر ٹکراتے رہیں ان پر لاشی چارج ہو، اساتذہ اپنے حقوق کے لئے سڑکوں پر ڈنڈے کھائیں۔ تضادات کا ایک مجموعہ ہے یہ سب کچھ اپنے اگلے کالم تک اٹھا رکھتے ہیں فی الحال تو بات علامہ خادم حسین رضوی کی ہو رہی ہے جو اسلام دشمنوں کے لئے تیغ بے نیام تھے ان کی کچھ معصوم باتوں کو یکسر نظر انداز کیا جاسکتا ہے کہ ہم کسی کردار کو مجموعی طور پر دیکھتے ہیں۔ ایسا کردار جس پہ فدا ہونے والے لاکھوں ہیں۔ یقیناً وہ ہماری تاریخ میں ایک ناقابل فراموش محبوب کردار کی طرح زندہ رہیں گے۔ مصلحت سے بے نیاز شخص جس کی زبان دل کی رفیق تھی اور دل اسلام کی روشنی سے جگمگا رہا تھا۔ کسی نے کہا تھا:

ہر حال میں حق بات کا اعلان کریں گے ہم چروہی حنبل و نعمان کریں گے
ہم اہل جنوں اور جھکیں موت کے آگے ہم جب بھی مرے موت پہ احسان کریں گے

☆---☆---☆

فرمان امیر المجاہدین

فیض آباد کا دھرنہ ہو یا کسی کانفرنس کا انعقاد ہم نے کبھی چندہ مہم نہیں چلائی

کیونکہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں

کریم ایسا ملا جسکے کھلے ہیں ہاتھ بھرے خزانے

بتاؤ مفلسو! پھر تمہارا دل کیوں اضطراب میں ہے

ہمارے بارے میں اسی تشویش میں ہیں کہ انہیں پیسے کہاں سے آتے ہیں؟

کہاں سے آتے ہیں وہیں سے آتے ہیں جن کا ہم کام کرتے ہیں۔

عشق کی اڑان

ابوالاعین

اجتماع جنازہ میں دور و نزدیک سے لاکھوں کی تعداد میں آئے عشق سبھی قابل احترام ہیں لیکن میں شہ کائے اجتماع عشق میں سے ایک ایسے عاشق کو بھی جانتا ہوں جو گذشتہ چند سال سے وطن عزیز سے دور ایک عرب ملک حمان میں مقیم ہے جب اس کو انتقال پر ملاں کی خبر ملی، ورنہ جنازہ کا کنفرم وقت معلوم ہوا تو اس عاشق نے وہ کام جو عقلاً ناممکن تھا قوت عشق سے اس کو ممکن کر دکھایا۔

کن حمان سے گزر کر در کس طرح وہ یونان عشق میں شریک ہوا اس داستان عشق کو سننے کے لیے اس کام کا سینہ تنگ بستہ میری خوش بختی کہ عمان سے پہلی دسترب قدامت کے ذریعے سیالکوٹ اور سیالکوٹ سے بذریعہ ایڈویو بس جب وہ لاہور پہنچے تو مجھے میزبانی کا شرف ملا۔

جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات چھ دیویرام کرنے کے بعد منظر فجر ادا کی تو اس عاشق کی کیفیت بتا رہی تھی کہ جتنی جلدی ہو سکے ہمارے پاکستان کے سامنے میں پہنچ جائے جہاں نماز جنازہ میں شرکت سہانی سے ہو سکے۔ میں اچھی طرح جانتا تھا کہ اس طرح کے جنازے میں معمول سے زیادہ تاخیر ہو جاتی ہے پھر جہاں سے ہم نے جاتا تھا وہ سفر بھی وہی پون گھنٹے سے زیادہ نہیں تھا اس لیے خیال تھا نو بجے کے قریب روانہ ہوں گے تو سہانی پہنچ جائیں گے مگر اس عاشق کی کیفیت بتا رہی تھی کہ جلدی نہ کئے تو سندھ میزبانی کا شرف نہیں مل سکے گا لہذا ساڑھے سات بجے ہی گھر سے روانہ ہو گئے اور نو بجے سے قبل ہی ہمارا پاکستان کے سامنے تھے "ہم ایک ہیں ہم ایک ہیں" کا دلکش نظارہ دیکھنا نصیب ہوا شاید پاستن بنانے والوں کے بچے جانشین آج پہلی مرتبہ اتنی تعداد میں جمع تھے۔ عمان سے آئے ہوئے یہ عاشق میرے در کس نظائی سے کلاس فیو جناب مولانا محمد شفیع مدنی ہیں۔ مولانا کریم ان کو سلامت رکھے اور مجھ سمیت تمام شہ کائے جنازہ کی مغفرت فرمائے قبلہ شیخ الحدیث مولانا خادم حسین رضوی صاحب کے درجات بلند فرمائے آمین

عشق کی ایک جست نے کر دیا قصہ تمام

اس زمین و آسمان کو بے کراں سمجھا تھا میں

ہماری سیاست کی ”رضوی ٹیکنالوجی“

حبیب الرحمان شامی

علامہ خادم حسین رضوی یوں اچانک اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے، یہ کسی کے سان گمان میں بھی نہ تھا۔ ایک حادثے میں لگنے والی چوٹ نے انہیں چنے پھرنے سے محذور کر رکھا تھا، لیکن وکیل چیمبر پر بیٹھ کر بھی وہ بڑے بڑے تیز قدموں کو مات دیتے تھے۔ ان کی توانائی اور جوش و جذبے میں کچھ کمی نہ آئی تھی۔ وہ پوری شدت سے اظہار خیال کرتے، اپنے حریفوں کو لٹکارتے اور پچھاڑتے تھے۔ ان کے سامنے بڑے بڑے خطیبوں کی ٹھکی بندھ جاتی تھی، بڑے بڑے علماء ان کے سامنے آنے سے کئی کتراتے تھے، پنجابی پر تو بے پناہ قدرت حاصل تھی ہی کہ یہ ان کی مادری زبان تھی، انک کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے تھے۔ اردو، فارسی اور عربی پر بھی اسی دسترس تھی کہ کسی مولوی تو کیا بڑے بڑے پروفیسروں کے حصے میں بھی کم ہی آئی ہوگی۔ اقبال کا کلام تو گویا از بر تھا، بر محل اشعار سناتے چمے جاتے اور سننے والے مبہوت ہو ہو جاتے۔ قرآن کی آیات اور احادیث کا برموقع حوالہ بھی ان پر ختم تھا۔ ایسے الفاظ بھی استعمال کر جاتے جو کلی محلوں میں تو بولے جاتے ہیں، لیکن منبر و محراب پر ان کا استعمال من سب سمجھا جاتا ہے، نہ سنجیدہ محفلوں میں، لیکن وہ ہر غلطی سے اپنا مطلب نکال دیتے تھے۔ بڑے بڑے کرسی نشینوں کو بھی اس طرح مخاطب کرتے کہ سننے والے داد شجاعت دینے پر مجبور ہو جاتے۔ ان کی زبان سے مولوی محفوظ تھے، نہ سیاست دان، حکمران نہ جج صاحبان، جرنیلوں کا تذکرہ اس طرح ہوتا کہ اپنی جرنیلی شان کا سکہ بٹھا لیتے۔ چند ہی روز پہلے وہ فیض آباد سے دوسرے کامیاب دھرنے کے بعد واپس آئے تھے۔ فرانسیسی صدر نے گستاخانہ خاکوں کی پشت پناہی کرنے کا اعلان کر کے ملت اسلامیہ کے دل پر جو چرکہ لگایا تھا، وہ اس پر احتجاجی پرچم بن کر کھڑے ہو گئے تھے۔ اپنے ہزاروں جان نثاروں کے ساتھ ٹھیک اسی مقام پر مورچہ زن تھے، جہاں تین سال پہلے پہنچ کر مسلم لیگ (ن) کی حکومت کو ناکوں چنے چبوائے تھے، اور وزیراعظم شاہد خاقان عباسی کو آئی ایس آئی کے سربراہ کو آواز دینا پڑی تھی کہ وہ انہیں اس مشکل سے نکالیں، راولپنڈی اور اسام آباد کے درمیان منقطع رشتے کو بحال کرائیں۔

اس رضوی دھرنے کے پانچویں روز سیاست پر غیر معمولی اثرات مرتب ہوئے تھے کہ اس سے پہلے کسی کو اس حساس مقام پر قیام نہ ہو کر مطالبات منوانے کی نہیں سوجھی تھی۔ حضرت علامہ کی اس غیر

معمولی سوچ بوجھ نے ان کی دھاک بٹھادی تھی۔ وزیر قانون زاہد حامد کا استعفیٰ ان کی جیب میں تھا، اور جو کچھ زبان پر تھا، وہ آنے والے انتخابات پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ مسلم لیگ (ن) کے بہت سے رہنما دہائی دیتے رہ گئے لیکن نواز خانے میں یہ طوطی کی آواز تھی جسے کوئی سننے پر تیار نہیں تھا۔ مگر یں ختم نبوت کو فائدہ پہنچنے کی تہمت سے بچتے بچاتے زاہد حامد وزارت سے تو نکلے ہی تھے، کوچہ سیاست سے بھی نکل گئے۔ اور تو اور احسن اقبال جیسے راسخ العقیدہ پر بھی حملہ کر دیا گیا، اللہ نے انہیں بچا یہ کہ زندگی اور موت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ علامہ خادم حسین رضوی الفاظ کا جادو جگا سکتے تھے، اور اس کا توڑ بھی کر سکتے تھے۔ انہوں نے دیکھتے ہی دیکھتے اپنی جماعت کو الیکشن کمیشن میں ریسٹوڈ کرایا، اور تحریک لبیک کے نام سے میدان میں آ گئے۔ غیر رجسٹرڈ تنظیم کا نام لبیک یا رسول اللہ تھا، جب اس کے پرچم تلے پد جوش پروانے نعرہ زن ہوتے تو اس باندھ دیتے۔ دلوں کو گرماتے، اور روح کو تڑپا دیتے۔ لبیک پاکستان نے لاکھوں ووٹ حاصل کر لیے، ششستیں تو ایک یا دو تئیں میں، لیکن مسلم لیگ (ن) کے ووٹ بینک میں شکاف ڈال دیا۔ بڑی بڑی سکہ بند مذہبی جماعتیں جو اپنے نعم اور سبقت کے حوالے سے معروف اور ممتاز تھیں، دونوں کی گفتی میں پیچھے رہ گئیں۔

علامہ رضوی کا پید دھرنا کامیاب رہا، ورنہ دوسرا دھبہ بنا بھی کہ وزیراعظم عمران خان کی حکومت کو تحریری معاہدہ کر کے جان بچانا پڑی۔ قومی اسمبلی میں فرانسیسی سفیر کو دیس نکالا دینے کا معاہدہ پیش کرنے کا وعدہ کر کے اسلام آباد کا محاصرہ ختم کرایا۔ یہ دھرنا البتہ یوں مہنگا پڑا کہ علامہ رضوی کی طبیعت سنہیل نہیں سکی۔ ان کے حلقہ بگوش انہیں بحفاظت واپس تو لے آئے لیکن انہوں نے بروقت ڈاکٹروں تک رسائی کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ کہا جاتا ہے کہ بخار میں تو جھلا تھے ہی، دل بھی اس معر کے میں کام آ گیا۔ ان کے کئی معتقدین پولیس کی گولہ باری کو اس کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں کہ اس کی پیدا کردہ کشافت نے حضرت رضوی کا نظام تنفس متاثر کیا۔ ایک اندازہ یہ ہے کہ ان پر کورونا کا حملہ ہوا تھا، پٹا ورہائی کورٹ کے اولوالعزم چیف جسٹس وقار سینہ کی طرح، وہ بھی اسی کی نذر ہو گئے۔ ان کے حلقہ بگوشوں نے جب بے بسی محسوس کی، اور بدھ کی شب پونے نو بجے انہیں شیخ زید ہسپتال لے کر پہنچے تو ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ یہ خبر عام ہوئی تو علامہ رضوی سے اختلاف کرنے والے بھی افسردہ ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ گورنر سلمان تاثیر کو ان کے محافظ ممتاز قادری نے اپنی دانست میں تو تین رسالت کا مرکب سمجھ کر گولی کا نشانہ بنایا تو قانون نے

انہیں گرفت میں لے لیا تھا۔ پھانسی کی سزا کی توثیق جب سپریم کورٹ نے کر دی تو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ خادم حسین رضوی اس وقوعے سے ہیرو بن کر ابھرے اور ممتاز قادری کا بھرپور دفاع کیا۔ وہ انہیں تختہ دار سے بچانا چاہتے تھے، جبکہ دوسری جانب قانون نافذ کرنے والے اپنے دلائل رکھتے تھے۔ ان کے نزدیک کوئی رو رعایت کا رو ہار مملکت کی اتہری کا سبب بن سکتی تھی۔ ممتاز قادری کو پھانسی تو دے دی گئی لیکن وزیراعظم نواز شریف کے حامی مذہبی حلقے کا ایک بڑا حصہ ان سے ناراض ہو گیا۔ ممتاز قادری کے خون ہی سے علامہ خادم حسین رضوی کی شہرت کا چراغ جلا اور وہ قومی منظر پر چھاتے چلے گئے۔

علامہ خادم حسین رضوی کو جس جوش و خروش سے الوداع کیا گیا اور ان کی نماز جنازہ میں جس بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی، اسے بھلایا نہیں جاسکے گا۔ یہ لاہور کی تاریخ کے بہت بڑے جنازوں میں سے تھا۔ وہ اپنے رب کے حضور حاضر ہو چکے ہیں، لیکن ان کے اثرات تادیر قائم رہیں گے۔ ان کی وفات کے فوراً بعد ان کے مداحوں کے ایک حلقے نے یہ خیر اژادی تھی کہ انہوں نے آنکھیں کھول لی ہیں، وہ محض بے ہوش ہوئے تھے، ان کے بارے میں ڈاکٹروں کی رائے غلط نکلی، ان کی سانس بحال ہو گئی ہے۔ کچھ دیر کے لیے یہ سسٹی خیز رپورٹ ہو گئی کہ حیران کرتی رہی، ان کی موت کی طرح ان کی نئی زندگی کی خبر بھی حیران کن تھی لیکن افسوس یہ سچی ثابت نہ ہوئی۔ ان کے ورثہ کی طرف سے باقاعدہ اعلان جاری ہوا کہ وہ اس دنیائے فانی سے رخصت ہو چکے ہیں۔ موت سے کس کو رستگاری ہے، آج وہ کل ہماری باری ہے۔ گریٹر اقبال پارک میں دور دور سے آنے والے ان کے مداحوں اور پر والوں نے انہیں بیگی آنکھوں اور لرزتے ہاتھوں سے رخصت کیا۔ وہ منوں مٹی تلے جاسوئے ہیں، لیکن ان کا اسلوب سیاست زیر بحث رہے گا۔ پی ڈی ایم کا گیارہ جماعتی اتحاد اب اسلام آباد کی طرف لائٹ مارچ کا منصوبہ بنا رہا ہے۔ یہ جو یوز بھی زیر بحث ہے کہ وہاں دھرنادے کر اپنے مطالبات منوائے جائیں، خود کو منوانے کی ”رضوی ٹیکنالوجی“ ان کے من کو بھی بھاری ہے، گویا

قتل گاہوں سے جن کر ہمارے علم
اور نظائیں گے، عشاق کے قافلے

دگردانائے راز آید کہ ناید

اور یا مقبول جان

لوگوں کے دلوں کو آتش عشق رسول ﷺ کی گرمی سے زندہ کرنے والا ہدیٰ خوان چلا گیا۔ وہ جس نے برسوں بعد اس پڑمردہ قوم کی خاکستر میں سید الانبیاء ﷺ سے محبت کی دبی ہوئی چنگاری کو روشن چراغ بنایا۔ میری زندگی میں عشق رسول ﷺ کے تین بڑے حوالے ہیں۔ ایک میرے والد محترم، دوم، اقبال اور کلام اقبال اور تیسرے علامہ خادم حسین رضوی۔ ان تینوں میں کلام اقبال مشتک ہے۔ کون، ب قلندر لاہوری پکارتے ہوئے اقبال علیہ الرحمہ کے شعروں سے دلوں کو گرمائے گا۔ حرمت رسول ﷺ کی سمجھائی کے لیے کس کی زبان تلواریں بنے گی اور کس کا جوش و ولولہ دلوں کو زندہ کرے گا۔ اس مملکتِ خدا داد پاکستان کے افق پر اس ”سورج“ کے طلوع ہو کر غروب تک کے صرف چند سال ہیں، لیکن ان چند سالوں میں اس افق پر ابھرنے والی یہ وہ شفق ہے جس کی لالی تار دلوں میں زندہ رہے گی۔ اللہ نے علامہ خادم حسین رضوی کو ایک ایسے دور میں اس پڑمردہ و افسردہ قوم کو زندہ کرنے پر مامور کیا، جو امت مسلمہ کے سب سے بڑے مجرم پر دین مشرف کا دور تھا اور پوری دینِ حدیث رسول ﷺ کے مصداق بھیڑیوں کی طرح اُست کی بھیڑیوں پر نوٹ پڑی تھی۔ اعلیٰ قلمہ افق تو بہت دور کی بات تھی، اللہ کے دین سے وابستگی کا اظہار بھی جرم بن چکا تھا۔ گذشتہ صدی میں مسلمانوں پر مظالم کی اگر تاریخ مرتب کی جائے تو مشرف اور عالمی منظر پر چھائی قوتوں کے مظالم کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ پاکستان میں یہی دور تھا جب صدیوں سے ”تولین رسالت“ کے مسلمہ اھولوں کو چھیننے کا آغاز ہوا۔ میدانِ سیاست میں اس کو آمر اور ڈکٹیٹر کہنے والی پارٹیاں بھی اس معاملے میں اس کی ہموا تھیں۔ عافیہ صدیقی سے لال مسجد کے قتل عام، ملا عبدالسلام ضعیف سمیت چھ سو آزاد مسلمانوں کو امریکہ کے حوالے کرنے سے لیکر پاستنی ہوائی اڈوں سے ستاون ہزار امریکی ہلیاروں کی افغان مسلمانوں پر بم برسانے والی پروازوں تک، یہ سب کچھ یہ قوم خاموشی سے دیکھ رہی تھی اور برداشت بھی کرتی چلی آ رہی تھی۔ تعلیمی ادارے۔ الحاد کی ٹیکسٹریاں بن چکے تھے۔ انسانی حقوق کے نام پر مغرب زدہ این جی اے ”زادے“ اور ”ایاں“ امت سے اس کی آخری متاع ”عشق رسول ﷺ“ بھی

چھیننا چاہتے تھے۔ یہ لوگ کسی بھی گروہ، سیاسی پارٹی یا عقیدے سے تعلق رکھتے تھے، مگر حرمت رسول ﷺ کے معاملے میں پرویز مشرف، سلمان تاثیر اور عاصمہ جہانگیر کی طرح ایک دوسرے کے مخالف ہو کر بھی ایک ہی لائن میں کھڑے تھے۔ یہ موضوع تو امت میں چودہ سو سال تک کبھی زیر بحث نہیں آیا تھا۔ ہر کوئی اس بات پر ایمان کی حد تک یقین رکھتا تھا کہ سید الانبیاء ﷺ کی ذات، اس کے لئے اپنے ماں باپ، اولاد، بہن بھائیوں، رشتے داروں اور دیگر تمام رشتوں سے زیادہ محترم، معزز اور عزیز ہے۔ مسلمان اپنے باپ کی گستاخی معاف کر دیتا، ماں کی بے حرمتی پر کمزور ہونے کی وجہ سے چپ ہو جاتا لیکن رسول اکرم ﷺ کی ذات کی جانب غلط اشارہ بھی برداشت نہیں کرتا تھا۔ لیکن اس دور میں یہ موضوع ٹی وی ٹاک شو کی زینت بننے لگا تھا۔ یہ ایک انتہائی خوفناک وقت تھا۔ پرویز مشرف سے پہلے ناکوں اور پولیس کی چپک پویشوں پر ایسے افراد کو روک کر پوچھا جاتا تھا جن کا حلیہ غنڈوں اور بد معاشرلوں والا ہوتا تھا، لیکن اس دور میں ان پویشوں اور ناکوں پر ایسے افراد کو تڈیل کا نشانہ بنایا جانے لگا، جن کے ماتھے پر محراب، سردوں پر عمامہ، چہرہ داڑھی سے آراستہ اور شلوار اجماع سنت رسول میں ٹخنوں سے اونچی ہوتی۔ اسی دور میں آئین پاکستان کے تحت اقلیت قرار دیئے جانے والے قادیانیوں کے بارے میں بھی مین سٹریم میڈیا پر گفتگو کا آغاز ہوا۔ پورے ملک میں ہر وہ شخص جو اسلام، مسلمان اور نظریہ پاکستان کا تسخیراٹا چاہتا، اسے کھلی چھوٹ تھی۔ اس پڑمردگی، مایوسی اور بے زبانی کے عالم میں شعلہ جوالہ کی صورت ایک آواز گونجی، ایک نعرہ مستانہ، کہ جس کی گونج میں ہر وہ دل جس میں محبت رسول ﷺ کی ٹٹماتی سی لوبھی زندہ تھی پروانہ دار اس کے گرد جمع ہونے لگا۔ اقبال علیہ الرحمہ کے نقش قدم پر چلتا ہوا یہ مرد قلندر بالکل دیسی ہی کیفیت دلوں میں پیدا کرنے میں کامیاب ہوا جیسی اقبال نے اپنے بارے میں اپنی نظم ”شکر و شکایت“ میں لکھی: اک دلولہ تازہ دیا میں نے دلوں کو لاہور سے تابخاک بخارا سے سمرقند کون تھا جس کو اس عالم پڑمردگی و مایوسی میں علامہ خادم حسین رضوی کی آواز نے حوصلہ نہ دیا ہو۔ یوں لگتا تھا جیسے جنگل کے پرہول سنائے میں کوئی ضعیف کچھار سے نکل آیا ہو اور اس کے پر زور نعرے نے جہاں دلوں میں دلولہ پیدا کیا، وہیں میں نے مدتوں بعد ہر گستاخ رسول اور محد کے چہرے پر خوف دیکھا تھا۔ جن کی زبانیں مشرف دور میں گز گز لہی ہو گئی تھیں، علامہ خادم حسین رضوی کے چہرے کے جلال سے کانپتے تھے۔ اسلام سے عناد، مسلمانوں کی تہذیب سے نفرت اور رسول اکرم ﷺ کی ذات کو زیر بحث لانے کی آرزو رکھنے

والے مشرف دور کے بعد بھی بے لگام رہے۔ اس زہرناک درخت کی آبیاری زرداری اور نواز شریف کے دور میں بھی ہوئی اور عمران خان کے عہد میں بھی یہ پھلتا پھرتا رہا۔ نواز شریف نے ممتاز قادری کو تختہ دار پر لٹکانے کا طوق اپنے گلے میں پہنا تو عمران خان نے اس ملعونہ آسیہ مسیح کو ”پروٹوکول“ دیا جس کی جسارت فرانس کے گستاخان رسول ﷺ واس قدر پسند آئی تھی کہ آج پیرس کی جس عمارت پر رسول اکرم ﷺ کے گستاخانہ خاکے لٹکائے گئے تھے، اس عمارت پر کئی سال آسیہ مسیح کی تصویر لٹکتی رہی۔ یہ اس بات کا اظہار تھا کہ مغرب رسول کرم ﷺ کے گستاخ کو کتنی عزت دیتا ہے۔ لیکن گذشتہ دس سالہ عہد اگر کسی فرد کی جدوجہد سے عبارت تھا، کسی مردِ درختی مردانہ وار آواز سے گونجتا اور زندہ ہوتا تھا اور کسی عشق رسول ﷺ میں ڈوبے شخص کے جذبے سے توانائی لیتا تھا تو وہ صرف اور صرف علامہ خادم حسین رضوی کی ذات تھی۔ اور ان کے بعد شاید اب کوئی بھی نہیں۔۔۔ دور دور تک کوئی نظر نہیں آتا کہ جس کی گرمی شوق سے لوگوں کے دل زندہ ہوں۔ میری نوائے شوق سے شور حریم ذات میں غلغلہ، ہائے الاماں بت کردہ، صفات میں مفسرین و مفتیان تو بہت سے آئے اور آج بھی ہیں۔ مقررین بھی بے شمار آئے اور آج بھی شعلہ بیانی دکھا رہے ہیں، لیکن عشق رسول ﷺ کا ہدیٰ خوان اس قوم میں مدتوں بعد پیدا ہوا تھا۔ وہ جری جس نے اقبول سے اس مصرعے ”نکل کر خافا ہوں سے ادا کرتا شمع کی“ کا حق ادا کرتے ہوئے خافا ہوں اور مزاروں سے لپٹے ہوئے لاقعد دانوں کو وقت کی آربلا میں سبوتاہام حسین رضی اللہ عنہ کی اتباع میں، کھڑا آیا تھا۔ جس کی گرمی گفتار دلوں کو جوش دلاتی تھی، کمزور دلوں کو توانا اور مضبوط دلوں کو شیر کرتی تھی۔ عشق رسول ﷺ کے ترانے کا تا شخص

نغمہ	سجا	و	من	سجا،
ساد	نخن		بہانہ	ایست
سوئے	قطار		میں	ستم
ناتہ	بے		زمام	را

(میں کہاں اور نغمہ کہاں، میری شاعری تو یک بہانہ ہے۔ میں تو ایک ب لگام اونٹنی (مسلم قوم) کو قطار میں لانے کی کوشش کر رہا ہوں)

علامہ خادم حسین رضوی کی بنائی گئی قلم میں آج بے شمار فرزانے ویرانے موجود ہیں جنہیں شمع

رسالت ﷺ کی لو پر جان دینے کا جذبہ انہوں نے دیا ہے، لیکن ان کے رخصت ہو جانے کے بعد دل پر وہی کیفیت جاری ہے جو اقبال علیہ الرحمہ نے وقف رخصت اپنے بارے میں کہا تھا

سرورِ رفتہ باز آید کہ ناید نسیم حجاز آید کہ ناید
سرآمد روزگارے ایں فقیرے دگردائے راز آید کہ ناید

(پہلے والا دور آئے گا کہ نہیں۔ حجاز کی طرف سے ٹھنڈی ہوا آئے گی یا نہیں۔ اس فقیر کا آخری وقت آ گیا ہے۔ کوئی دوسرا دائے راز آئے گا کہ نہیں)۔ اپنے اس عالم پیری میں مجھے تو دور دور تک کوئی نظر نہیں آ رہا۔

☆---☆---☆

قرآن کا صحیح ترجمان کنز الایمان

مترجم قرآن پاک ہمیشہ کنز الایمان کہہ کر طلب کیجئے

ایک عاشق رسول ﷺ کا سفر آخرت

سعدیہ قریشی

حیران کن سفر آخرت لاکھوں کا مجمع، تاحہ نظر لوگ ہی لوگ جو سچے عاشق رسول کے ساتھ محبت اور عقیدت کی ذور میں بندھے تھے۔ لاہور کی تاریخ بلکہ شہید پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ علامہ خادم رضوی کو نصیب ہوا جو دنیاوی حیثیت سے ماورا ایک سچے عاشق رسول تھے۔ ہر زندگی گزارنے والے کو موت کے پار اترنا ہے۔ جب موت سے زندگی سے دور لے جاتی ہے تو جانے والے کو جن الفاظ میں یاد کیا جاتا ہے وہ اصل میں اس کے وہ نظریات وہی خواب وہی خواہشیں ہوتی ہیں جن کی آبیاری میں اس نے اپنے جیون کا سونا لٹایا ہوتا ہے۔ ہم سب نے اپنی اپنی زندگی میں کسی خواہش و خواب، کسی کمٹمنٹ، کسی سوچ اور نظریے کے چاک پر اپنے وجود کی گیلی مٹی رکھی ہوتی ہے اور اس چاک پر گھومتے گھومتے یہ مٹی آخر کار وہی صورت اختیار کر رہتی ہے۔ کوئی بڑا کاروباری بننا چاہتا ہے، کوئی ڈاکٹر، انجینئر، میڈیا پرسن، کھاری، شاعر، استاد، مصنفی، سیاستدان، وزیر اعظم، صدر، کچھ بھی۔ کوئی خدمت خلق میں اپنے جیون کو ناتا ہے مختصر یہ کہ پوری زندگی کسی خواہش کی تکمیل زندگی کے چاک پر گھومتے گھومتے گزر جاتی ہے کہ موت کا لمحہ آن پہنچتا ہے۔ جس سے موت اسے زندگی سے جزی خواہشوں اور خوابوں کے اس چاک سے اتارتی ہے تو اس سے موت یہ اعلان کرتی ہے کہ وہ نون تھا۔ کیا تھا کس خواب کی جستجو میں اس نے اپنے جیون کا سونا لٹایا، بس اسی سے موت اس کی اصل شناخت کرتی ہے۔ علامہ خادم حسین رضوی کو جب موت نے زندگی کے چاک سے اتارا تو اسے عاشق رسول ﷺ کے نام سے پکارا اور اسی پکار پر لاکھوں عاشقان رسول ﷺ کا ایک بے کنار سمندر اٹھ کر شہر لاہور کی سڑکوں گلیوں اور مینار پاکستان کے سائے میں گریٹر اقبال پارک تک پھیل گیا۔ سیاسی جماعتوں کے جلسوں میں جہاں لوگوں کو ہانک کر لایا جاتا ہے لاکھوں کے جھوم کے دعوے ہی سنتے تھے لیکن انسانوں کا ایک بے کراں جھوم آج علامہ خادم حسین رضوی کے سفر آخر میں دیکھا۔ کیا ایسا منظر Orchestra کہا جاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں یہ مرتبہ یہ مقام تو اللہ کی طرف جسے ملنا ہوتا ہے اسے ہی ملتا ہے۔ موت کے ہاتھ میں ہی ایک میزان ہوتا ہے کبھی کبھی موت بھی دنیا کے سامنے ایک فیصلہ صادر کرتی ہے کہ مصلحت کوئوں کی دنیا

جان لے کہ یہ شخص کون تھا اور یہ سفر آخرت تو ناموس رسالت کے بہادر پہ سے دار کا تھا۔ علامہ خادم حسین رضوی جو محکمہ اوقاف میں خطیب کی ملازمت کرتے تھے حدیث اور قرآن کے حافظ تھے۔ جوش خطابت بھی سامعین کو مسحور کر دینے والا۔ ہزاروں ماکھوں طالب علم اور عقیدت مند اس وقت بھی تھے جب ابھی پاکستانی سیاست کے منظر نامے پر علامہ خادم رضوی کا نام ایک آندھی اور طوفان کی طرح نہ ابھرا تھا۔ سیاست کی کوچہ گردی کے پیچھے صرف تحفظ ناموس رسالت ﷺ کا قیمتی جذبہ موجود تھا۔ سیاست میں مختصر ترین وقت میں خادم حسین رضوی کا قومی منظر نامے پر آندھی طوفان کی طرح چھا جانا بھی یاد رہے گا۔ پہلی بار ان کا نام تب سامنے آیا جب ممتاز قادری کی سزا پر عہدہ رآمد کے بعد حکومت وقت کی انہوں نے کھل کر مخالفت کی۔ مولانا خادم حسین رضوی کے سیاسی سفر کا محرک بھی تحفظ ناموس رسالت تحفظ ختم نبوت اور عشق رسول ﷺ ہی رہا۔ نواز شریف حکومت کے خلاف فیض آباد میں پہلا دھرنا بھی اسی حوالے سے تھا۔ جب حکومت وقت نے ایک آئینی ترمیم کے ذریعے ختم نبوت کے قانون سے چھیڑ چھاڑ کرنا چاہی۔ مذہبی جماعتوں کے مصلحت اندیش سیاسی رہنماؤں میں سے کون تھا جس نے صدائے احتجاج اس طرح بلند کی۔ روایتی مذمت تو ہر مسلمان نے کی ہوگی مگر عملی اور ٹھوس جدوجہد کرنے والا تو ایک ہی شخص تھا۔ پھر وقت نے دیکھا کہ جب دین اسلام میں نقب لگانے والوں نے عشق رسول ﷺ پر ضرب لگانے کی کوشش کی وہ ایک شخص اپنی سپاہ عشق لے کر میدان میں اتر آیا۔ اس کی سپاہ عشق اس کی جرات زندہ تھی۔ جس بلند آہنگ سب سے وہ مقتدر قوتوں کو لاکارتا تھا۔ وہ بس اسی کا خاصا تھا۔ فرانس کے ملعون صدر کی طرف سے مسلسل رحمت للعالمین ﷺ کی شان میں گستاخی ہو رہی تھی اور ہم صرف مذمتی بیانات سے آگے جانے کی سکت ہی نہیں رکھتے۔ بنیادی اور اہم احتجاج یہ تھا کہ فرانس کے سفیر کو بطور احتجاج ملک بدر کر دیا جائے ہم مصلحت کوش اور سمجھوتے کرنے والے ہیں مگر خادم رضوی مصلحت کوش نہ تھا۔ اس کی زندگی کا اول و آخر عشق ہی ناموس رسول ﷺ تھا۔ احتجاج ایک بار پھر فیض آباد میں دھرنا دیا۔ قریبی احباب بتاتے ہیں کہ بیماری اور بخار کی کیفیت میں کھلے آسمان تلے بیٹھے رہنے سے گریز نہیں۔ سیاسی لیڈروں کے برعکس جن کے پیروکار تو سڑکوں جلسوں دھرنوں اور ریلیوں میں رلتے ہیں جبکہ خود وہ محفوظ پناہ گاہوں میں بیٹھے رہتے ہیں۔ بس موقع محل دیکھ کر کبھی کبھی اپنی جھلک دکھاتے رہتے ہیں۔

رضوی صاحب کی اقبال سے عقیدت بھی مثالی تھی۔ دوران خطابت اقبال کے اشعار جس طرح

ان کی شعلہ نوائی کا حصہ بننے ایک سماں بندھ جاتا۔ اقبال نے جو عشق کا تصور پیش کیا علامہ خادم حسین رضوی اس تصور عشق کی مجسم صورت تھے:

عقل و دل و نگاہ کا مرشد اولین ہے عشق عشق نہ ہو تو شرع و دین بت کدہ

تصورات عشق کا جذبہ ہدایت اور دنیوی اسباب سے بے نیاز ہوتا ہے۔ جرات رندانہ عشق ہی کا اثاثہ ہے۔ جس جرات رندانہ اور دنیوی سود و زیاں سے ماورا ہو کر وہ دین اسلام میں نقب لگانے والوں کو لٹکارتے تھے یہ عشق ہی کا اثاثہ تھا۔ سو خادم حسین رضوی تو ایک ہی تھا۔ ورنہ تو اقتدار کی گلیوں کے در و پوزہ گر، مصلحت کو ش مذہبی رہنماؤں کا ایک ہجوم ہمارے آس پاس موجود ہے۔ سب خطر کو دہرا آتش نمرود میں عشق عقل ہے محو تماشا نے لب بام ابھی!!

☆---☆---☆

ایمان کی جان کنز الایمان

ہدایت کا نشان کنز الایمان

لبیک لبیک لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !!!

محمد اکرم چوہدری

علامہ خادم حسین رضوی کی نماز جنازہ ادا کر دی گئی۔ نماز جنازہ میں عقیدت مندوں کی لاکھوں کی تعداد میں شرکت نے اندرون و بیرون ملک تمام قوتوں کی آنکھیں کھول دی ہیں۔ پردے کے پیچھے وہ تمام طاقتیں جو ختم نبوت کے قانون میں تبدیلی کی خواہاں ہیں ان سب کو مسلمانان پاکستان نے نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ پر فیصلہ سنا دیا ہے۔ یہ جنازہ ختم نبوت کے قانون میں تبدیلی کے خواہاں افراد کے لیے ریفرنڈم ثابت ہوا ہے۔ لاکھوں افراد کی علامہ خادم رضوی سے تعلق صرف اور صرف ختم نبوت کے قانون سے محبت ہے۔ علامہ خادم حسین رضوی کی وجہ شہرت ختم نبوت کے قانون پر واضح اور دو ٹوک موقف تھا انہوں نے گزشتہ چند برسوں میں اس قانون کے حوالے سے واضح موقف اختیار کیا اور زندگی کے آخری سانس تک اپنے موقف پر سختی سے قائم رہے۔ علامہ خادم حسین رضوی کی نماز جنازہ میں شریک افراد لبیک لبیک لبیک یا رسول اللہ لبیک لبیک لبیک یا رسول کے فلک شکاف نعرے لگاتے رہے۔ یہی نعرہ علامہ خادم حسین رضوی کی پہچان تھا یہی نعرہ پاکستان بھر سے عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مینار پاکستان پہنچ لایا۔ ان کی نماز جنازہ مینار پاکستان میں ادا کی گئی لیکن پورا لاہور جنازہ گاہ کا منظر پیش کر رہا تھا اس نسل نے اس سے پہلے کبھی یہ نظارہ نہیں دیکھا ہوگا کہ کسی کے جنازے میں اتنی عقیدت کا مظاہرہ کیا گیا ہو۔ درحقیقت یہ محبت لبیک لبیک لبیک یا رسول اللہ کے نعرے سے ہے اور علامہ خادم رضوی نے اس نعرے کے مقصد کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا اور بلا خوف و خطر اس نعرے کے مقصد کے ساتھ جڑے رہے۔

علامہ خادم حسین رضوی کی نماز جنازہ میں لاکھوں افراد کی شرکت نے یہ ثابت کیا ہے کہ مسلمانان پاکستان کسی بھی صورت ختم نبوت کے قانون میں معمولی سی تبدیلی بھی برداشت نہیں کریں گے۔ وہ ہر ایسی حرکت کی مخالفت کریں گے۔ جو کوئی بھی اس قانون کو بدلنا چاہتا ہے وہ ان لاکھوں افراد کی مخالفت کے لیے تیار رہے، وہ جو مینار پاکستان پہنچے یا انہوں نے جو اپنے گھروں سے عقیدت کا اظہار کرتے رہے۔ علامہ خادم حسین رضوی اور ان کے ساتھیوں نے ختم نبوت کے قانون کی حفاظت کے لیے جو راستہ اختیار کیا ہے اس نے آنے والی نسلوں کے لیے ایک نئی سمت کا تعین کیا

ہے۔ تحریک لبیک پاکستان کے اکابرین نے اس ملک میں بسنے والے مسلمانوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت سے محبت کا درس دیا ہے۔ ہمیں یہ سبق اپنے بچوں کو پڑھانا ہے۔ ہمیں اس قانون کا چہرہ یاد رہنا ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں آنے والے لوگوں کو نہ تو کر دنا کا خوف تھا نہ انہیں دہشت گردی کے کسی واقعے کا خوف تھا نہ انہیں موسم روک سکا نہ کوئی اور خوف ان کے راستے کی رکاوٹ بنا۔ اس جنازے نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ کائنات اللہ اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ ان لاکھوں مقید مندوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے سامنے تمام دنیاوی عہدے ایک ذرے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ مسلمانانِ پاکستان نے یہ ثابت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا جذبہ مسلمانوں کے دلوں میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اس غلطی کے لوگ گمن ہوں سے لتھڑے ہوئے ہیں، ان گنت برائیوں اور خامیوں کا شمار ہیں لیکن خالق کائنات اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابہانہ محبت کرتے ہیں۔ محبت کا یہی جذبہ ان کی تمام خامیوں پر حاوی ہے۔ علامہ خادم حسین رضوی اور تحریک لبیک پاکستان کے اکابرین نے ثابت کر دیا ہے کہ اگر مقصدِ عظیم ہو اور مقصد کے ساتھ محبت ہو اور مقصد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا ہو تو پھر وہاں وہاں سے مدد آئے گی، وہاں وہاں سے شرکاء آئیں گے کہ کسی کے گمان میں بھی نہیں ہوگا۔ اس جنازے میں شریک افراد صرف ٹی ایل پی کے کارکنان نہیں تھے بلکہ یہ تمام مسالک، تمام مکاتب فکر اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد تھے یہ تمام افراد اس شرکت سے یہ ثابت کر رہے تھے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے خلاف متحد ہیں۔ یہ تمام افراد ختم نبوت اور حرمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان نچھاور کرنے کے جذبے کا اظہار کرنے کے جمع ہوئے تھے۔ ان لاکھوں پاکستانیوں نے ہمارے سیاسی رہنماؤں اور عالم اسلام کو بھی یہ پیغام دیا ہے کہ اگر آپ ختم نبوت اور حرمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کام نہیں کر سکتے، اس حوالے سے بولنے کی جرأت نہیں کر سکتے تو زندگی کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ ظاہری شان و شوکت و مہمے اور جھنڈے والی گاڑیوں کی کوئی اہمیت نہیں اگر آپ نبی کے جھنڈے تلے جمع نہیں ہو سکتے اگر آپ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے ساتھ غلط نہیں ہیں تو دنیا و آخرت میں اپنے انجام سے باخبر ہیں۔ پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کو بھی یہ سبق ملا ہے کہ اگر وہ ساری جہتیں اکٹھی ہو کر کروڑوں اربوں روپے خرچ کر کے، لوگوں کو ترقیاتی

منصوبوں، ملازمتوں اور دیگر فوائد کا لالچ دے کر بھی اتنے کم وقت میں لوگوں کو اتنی بڑی تعداد میں جمع نہیں کر سکتیں تو بھرا نہیں اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کرنا ہوگی۔ انہیں حقیقی کامیابی تب ہی مل سکتی ہے جب وہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کے سبق کو عام کریں گی۔ مسلمانان پاکستان طے ایک مرتبہ پھر ثابت کیا ہے کہ یہ ملک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نام پر قائم ہوا تھا یہ ملک اسی نام کے صدقے قائم ہے اور یہ ملک اسی نام کے ساتھ قائم رہے گا۔ ہمارے آباؤ اجداد نے قیام پاکستان سے قبل جو نعرہ لگایا تھا ہم آج بھی اس نعرے پر قائم ہیں۔ ختم نبوت قانون کے دشمن یہ جان لیں کہ انہیں کہیں چھپنے کی جگہ نہیں ملے گی۔ کامیابی صرف اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت میں ہے۔ کامیابی صرف اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حبض سے ملے گی جمع ہونے میں ہیں۔ فرانس کے شیطان کو اور اس کے حواریوں کو یہ خبر ہو کہ تمہیں بھی کہیں چھپنے کی جگہ نہیں ملے گی لاکھوں کا یہ مجمع جانیں ہتھیلی پر رکھے میدان عمل میں ان شاء اللہ وہ دن ضرور آئے گا جب دنیا کے کونے کونے سے لبیک لبیک لبیک یا رسول اللہ کے نعرے گونجیں گے۔ یہ پیغام دنیا میں پھیلے گا۔ اب علماء کی تحریک لبیک پاکستان کے اکابرین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس تحریک کو خالصتاً اس کی روح کے مطابق چلائیں اور جس انداز میں علامہ خادم حسین رضوی کے جنازے کے موقع پر اتحاد کا مظاہرہ کیا گیا ہے آنے والے دنوں میں بھی اسی اتحاد کا مظاہرہ کیا جائے۔ مسلکی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس عظیم مقصد کو ذاتی اختلافات سے بچا جائے۔ علامہ سعد رضوی کے کندھوں پر بھاری ذمہ داری ہے اللہ انہیں اس پیغام کو دنیا بھر میں پھیلانے اور اس موقف پر سختی سے قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان پر دباؤ آئے گا لیکن انہیں ثابت قدم رہنا ہے۔ وہ اس دباؤ اور مشکلات کا سامنا صرف اس وقت کر سکتے ہیں جب وہ اس مقصد سے جڑے رہیں اس عظیم مقصد سے وفاداری ہی ان کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ اللہ انہیں اپنی رحمتوں میں رکھے۔ اللہ تعالیٰ علامہ خادم حسین رضوی کے درجات کو بلند فرمائے اور ہمیں ختم نبوت اور حرمت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پورے داروں میں شریک ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ہمیں تا صرف مجدد الانبیاء، خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا محفظہ بنا ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگیوں کو اللہ تعالیٰ کے احکامات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں کی طرف موڑنا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا نقض ہے کہ ہم نماز کی پابندی کریں۔ نماز کو ترک نہ کریں

جہاں وقت ہو وہیں اللہ کے حضور سر جھکاؤ، لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کریں، اپنی زبانوں کو نرم رکھیں، ہمارے ذہنوں سے تخریب کاری کے بجائے تعمیری سوچ نکلے، ہمارے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، ہمارے فیصلوں میں انصاف ہو، اپنے والدین سے حسن سلوک کریں، بہن بھائیوں کا خیال رکھیں، رشتہ داروں پر رحم کریں، ہمسایوں کے حقوق ادا کریں، بیمار کی تیمارداری کریں، انصاف کریں، جھوٹ سے نفرت کریں، اچھے اخلاق کا مظاہرہ کریں، سچ بولیں، حق اور سچ پر قائم رہیں، اللہ کی رضا کے لیے درگزر سے کام لیں، غلطیوں کو معاف کرنا سیکھیں، رحمہ لی کا مظاہرہ کریں، وعدہ بھانگیں، وعدہ خلافی سے بچیں، بددیانتی سے بچیں، امانت دار بنیں، سنی سنائی، غیر تصدیق شدہ باتوں کو پھیلانے سے گریز کریں۔ بدگمانی سے بچیں، اللہ ہی ہمیں بچانے والا ہے وہی ہمیں مشکلات سے نکالتے ہے، ہمیں اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے، ہم جو کر رہے ہیں وہاں لکھا جا رہا ہے، ہم اپنے ایک ایک عمل کے جوابدہ ہیں۔ ہمیں نا انصافی کا راستہ روکنا ہے، ہمیں مظلوم کا ساتھ دینا ہے، ہمیں ظلم کو روکنا ہے۔ حق پر قائم رہنا ہے اور سچ کو پھیلانا ہے۔ یہی ہماری زندگی کا مقصد ہوتا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کے تمام پہلوؤں کو عام کرنا ہے اور اللہ ایک ہے وہ وحدہ لا شریک ہے حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں دنیا کے کونے کونے میں یہ پیغام پہنچانا ہے یہی ہماری زندگی کا مقصد ہوتا چاہیے اور ہمارے شب و روز اسی مقصد کے تحت بسر ہونے چاہئیں۔ یہی حقیقی کامیابی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں صراطِ مستقیم پر قائم فرمائے اور ہمارے لیے آسانیاں پیدا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

اگر آپ چاہتے ہیں کہ ”ماہنامہ کنز الایمان“ آپ کو گھر بیٹھے ملتا رہے تو سالانہ زر خرید =/500، ایزی پیسہ 0300-4109371 پر کر کے

ماہنامہ کنز الایمان کے خریدار بننے

ویل چیر والا فقیر

محمد اظہار الحق

ایسا نہیں کہ وہ فرشتہ تھا۔ انسان تھا! گوشت پوست کا بنا ہوا! اس سے غلطیاں بھی ہوئیں! مقصد کے حصول کے لیے اس نے جو طریقہ اپنایا، اس طریقے سے اختلاف بھی رہا۔ صرف اس کا لم نکار کو نہیں، بے شمار دوسرے لوگوں کو بھی۔ اس کی زبان پر، اس کے انداز بیان پر بھی اعتراضات رہے! مگر ایک صفت ایسی تھی کہ سب عیوب کو ڈھانپ گئی۔ دل میں خب رسول ﷺ تھی! موج موج! اس قدر کہ اس فقیر نے کوئی مصلحت دیکھی نہ ہی کوئی خوف لاحق ہوا۔ دنیاوی مال و متاع تھا نہ منصب! اس کا تو جسم بھی پورا نہ تھا، لیکن اس نے رسول کی محبت کا جھنڈا اٹھایا اور لوگوں کو آواز دی۔ یہ خب رسول ﷺ کا معجزہ تھا، زندہ معجزہ! کہ لوگ اس کے گرد اکٹھے ہو گئے! فوج در فوج! سینکڑوں، ہزاروں، لاکھوں کی تعداد میں! اس نے ثابت کیا کہ خب رسول ﷺ سے بڑھ کر کوئی شے ایک مسلمان کے لیے اس دنیا میں زیادہ قیمتی نہیں ہو سکتی! ویل چیر پر بیٹھے ہوئے اس جسمانی لحاظ سے معذور فقیر، اس جہی دست بوڑھے نے، جس کے پاس محل تھا نہ جاگیر نہ کارخانے نہ عہدہ نہ سیاسی چھتری نہ بیرونی پشت پناہی! جو اچار سے بھی روٹی کھا لیتا تھا لوگوں کو بتایا کہ رسول ﷺ کی محبت کے بغیر یہ زندگی مٹی کے ایک ذرے کے برابر بھی نہیں! عزت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ہے۔ کسی بادشاہ، کسی وزیر، کسی صدر، کسی امیر، کسی سفیر کی نہیں! اس نے آواز لگائی اور رسول ﷺ کے شیدائی اس سے آٹے! دنیا داروں نے بہت باتیں بنائیں! کسی نے کہا، اسٹیکلشنٹ کا آدمی ہے! کسی نے کہا، حکومت کو گرانا چاہتا ہے۔ کسی نے کہا، حکومت کو بچانا چاہتا ہے۔ کسی نے کہا، فلاں جماعت پشت پر ہے! مگر اسے کسی افتراء، کسی طعنے کی پروا نہیں تھی۔ اپنے کسی دنیاوی یا سیاسی فائدے کے لیے کسی گروہ، کسی جماعت، کسی ادارے نے اس کی حمایت کی تو وہ اس پر اترا یا نہیں! جس مقصد کے لیے اٹھا تھا، اسے ایک لمحے کے لیے بھی نہیں بھولا۔ بخار سے پنڈا دکھتا، سلگتا، بھڑکتا رہا! سانس اٹکتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کی زندگی اسم محمد ﷺ کی حرمت پر قربان ہو گئی۔

خلقت چہارا نگ عالم سے اٹھ کر آئی۔ اس جہی دست فقیر کو رخصت کرنے بوڑھے جوان اور بچے اور تندرست و بیمار لاکھوں کی تعداد میں جمع ہوئے۔ عورتیں جنازے کے راستے پر چھتوں سے پھول

چھٹی رہیں۔ کوئی غیر مرئی طاقت مخلوق کو کھینچ کھینچ کر رہی تھی۔ سپس پکڑی گئیں نہ پناہ یوں تھانیداروں تحفہ بلداروں کی ڈیونیاں لگائی گئیں۔ قیے والے نان کھلائے گئے نہ بریائیاں پیش کی گئیں۔ یہ بھوکے پیاسے تھے، مگر کیسے بھوکے پیاسے کہ بھوک کی پروا تھی نہ پیاس کی۔ میلوں پیدل چلے مگر تھک کر کوئی بیضاندہ واپس ہوا۔ کوئی بس پر آیا تو کوئی کسی سوز و کی سے لٹک کر، کوئی کسی ٹرک پر تو کوئی فرسنگ در فرسنگ، سائیکل چلاتا ہوا! کسی کے پاس شب ببری کا انتظام تھا تو کسی کے پاس وہ بھی نہ تھا۔ کسی کی جیب میں سفر کا خرچ تھا تو کوئی تھی کیسہ تھا! مگر ایک دوست سب کے پاس تھی! حب رسول ﷺ!

یہ گھڑی بھری ہوئی تھی۔ یوں یہ سب فنی تھے۔ سب مالدار تھے۔ مجنوں پر لوگ ہنستے تھے کہ اتنی بھی کیا محبت کہ اپنا ہوش نہیں۔ محبت کیا ہے یہ اسی کو علم ہوتا ہے جس کے دل میں محبت جاگزین ہو! وہ جو کٹرے نکال رہے ہیں، افق افق سے اند کر جنازے میں شامل ہونے والوں کو سادہ لوح کہہ رہے ہیں، انہیں کیا معلوم محبت کیا ہے۔ محبت بھی رسول ﷺ کی! انہیں کیا خبر یہ کیسا نشہ ہے۔ تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔ کتنوں پر تلواریں اٹھا کر کہا گیا کہ محمد ﷺ کو مارنے سے انکار کر دو بخ جاؤ گے، گردنیں کٹ گئیں، مگر چھوڑ دینے کا کسی نے سوچا تک نہیں۔ بہت سے دماغ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ محمد رسول اللہ تو محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، ان کے غلاموں کے غلاموں کے غلاموں کے جوتوں کے نیچے کی ہوئی مٹی بھی دنیا بھر کے خزانوں پر بھاری ہے۔ میکرون کو کیا خبر کہ مسلمان، اپنے پیغمبر کا نام لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! کیا کبھی کسی نے اپنے ماں باپ کو بھی قربان کیا ہے؟ ہاں! مسلمان کرتے ہیں اور فخر سے کرتے ہیں! اہل فرانس کو کیا علم کہ مسلمان نام نامی اسم گرامی لیتے ہوئے فدا و ابی و امی و روحی و مالی و دلدی پکارتے ہیں! کہ باپ اور ماں، روح بھی، مال بھی، او! ابھی سب آپ ﷺ پر قربان! گنہگار سے گنہگار مسلمان، نماز روزے سے قافل مسلمان، شراب پینے اور قمار بازی کرنے والا مسلمان بھی اپنے نبی ﷺ کی توہین برداشت نہیں کر سکتا!

اختر شیرانی بلا نوش تھے۔ بے محل مسلمان! ہر وقت نشے میں غرق! ایک بزم میں بیٹھے تھے۔ ہوش سے عاری! جام پر جام لٹکھائے ہوئے آیات بھی روانی سے نہیں کر پارہے تھے۔ حاضرین مجلس مشاہیر کے بارے میں ان کی رائے لے رہے تھے اور ان کی مدہوشی سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کسی بیباک نوجوان نے رحمت دو عالم ﷺ کا نام لیا اور اختر کے خیالات جاننا چاہے! اختر کا رد عمل کیا تھا؟ شورش کاشمیری نے لکھا ہے، "جیسے کوئی برق تڑپ ہو، بلور کا گلاس اٹھایا اور اس کے سر پر دے مارا۔ کہنے لگے، بد بخت! ایک عاصی سے سوال کرنا ہے۔ ایک سید رو سے پوچھتا ہے۔ ایک فاسق سے کیا کہلوانا چاہتا ہے؟... رونا شروع کیا کھکھی بندھ گئی۔ پھر فرمایا بد بخت! تم نے اس حال میں یہ نام کیوں لیا، تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی؟ گستاخ، بے ادب! اسے مجلس سے اٹھوادیا، پھر خود اٹھ کر چلے گئے۔ تمام رات روتے رہے، کہتے تھے کہ یہ لوگ اتنے نڈر ہو گئے ہیں کہ ہمارا آخری سہارا بھی ہم سے چھین لینا چاہتے ہیں" مگر مغرب مسلمان کی ذہنی ساخت سمجھنے سے قاصر ہے۔ جن مسلمانوں کو خود ان کے خدانے تلقین کی ہو کہ اپنی آوازیں، نبی کی آواز کے مقابلے میں پست رکھو ورنہ اعمال تہس نہس ہو جائیں گے وہ مسلمان اپنے نبی ﷺ کی توہین کیسے برداشت کر سکتے ہیں! صوفیا تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ کوئی سید ہونے کا مشکوک دعویٰ کرے تب بھی اس کی تعظیم کرو کہ آخر وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی ہے رہا ہے!

دیل چیرو والے فقیر کے عیوب خب رسول ﷺ نے ڈھانپ لیے۔ لاکھوں کے جم غفیر نے دست بستہ کھڑے ہو کر، با وضو حالت میں، اس کے لیے سفارش کی۔ روئے! مگر گزائے اساری منطقیں اور ساری بحثیں، سارے فقہی جھگڑے، مکاتب فکر کے سارے اختلافات، ایک مقام پر آ کر ختم ہو جاتے ہیں۔ جب آنکھ بجلی ہوئی ہو تو اختلافات نہیں دیکھتی! اسے صرف محبت دکھائی دیتی ہے، امام مالک علیہ الرحمہ نے خاک مدینہ پر چلتے ہوئے جوتے نہیں پہنے۔ کیسی منطق؟ کون سا فتویٰ؟ وقت کا حکمران ہشام بن عبدالملک بیت اللہ کے طواف کے دوران حجر اسود کو بوسہ دینا چاہتا ہے۔ ہجوم اتنا ہے کہ نہیں دے سکتا! پھر ایک شخص آتا ہے اور بے پناہ ہجوم اس کے لیے راستہ چھوڑ دیتا ہے۔ واقعہ طویل ہے اور کالم کا دامن تنگ۔ یہ نواسہ رسول کے فرزند امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ہیں! جس نام سے نسبت ہے اس کے سامنے حکمرانوں اور سلطنتوں کی کیا حیثیت!

دیل چیرو والا فقیر دنیا میں خالی ہاتھ رہا مگر جاتے ہوئے اس کے پاس بہت قیمتی زادراہ تھا!

عاشق رسول ﷺ کا سفر آخرت

انصار عباسی

اگرچہ ایک طرف علامہ خادم حسین رضوی مرحوم کی موت نے لاکھوں، کروڑوں مسلمانوں کو افسردہ کر دیا تو دوسری طرف ان کی نماز جنازہ کے مناظر دیکھ کر دل خوش ہوا۔ مرحوم کی وفات پر صرف ان کی جماعت کے پیروکار ہی دکھی نہیں تھے بلکہ ہر اسلام پسند دکھی تھا اور یہی حقیقت ان کے جنازے میں شرکت کرنے والوں کی تھی۔ اس کی وجہ صرف ایک تھی۔ دین اسلام کی نسبت اور عشق رسول ﷺ !

ان کی زندگی میں علامہ مرحوم کی حکمت عملی اور طریقہ کار سے ہزار اختلاف کیا جاسکتا تھا اور کیا جاتا بھی رہا لیکن اس میں کسی کو زہرہ برادر شک نہیں کہ مرحوم کا مقصد عظیم تھا، خالص تھا، جیسا کہ مفتی تقی عثمانی صاحب اور مفتی عدنان کا کاخیل صاحب نے اپنے سوشل میڈیا پیغامات میں لکھا۔ مفتی صاحب نے لکھا کہ علامہ کی وفات پر دلی صدمہ ہوا، ختم نبوت ﷺ اور ناموس رسالت ﷺ پر وہ ایک توانا آواز تھے۔ کا کاخیل صاحب نے لکھا کہ علامہ کے سانچہ انتقال نے سب کو غمزدہ کر دیا، ان کا خمیر عشق رسول ﷺ سے گندھا ہوا تھا اور بلاشبہ وہ ملک میں ناموس رسالت ﷺ اور تحفظ ختم نبوت ﷺ کی سب سے گرجدار اور بے خوف آواز تھے۔ یہی وجہ تھی کہ مختلف مکاتب فکر کے علماء اور ہر طبقہ سے تعجب رکھنے والے مسلمانوں نے ان کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ جنازے میں شرکت کرنے والے لاکھوں میں تھے۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ سارا پاکستان اُٹھ آیا ہے۔ مینار پاکستان کا وسیع میدان، اس کے ارد گرد کا سارا علاقہ، سڑکیں، جس طرف نظر دوڑائیں لوگ ہی لوگ نظر آ رہے تھے۔ بلاشبہ مرحوم علامہ خادم حسین رضوی، جنہوں نے زندگی میں ختم نبوت ﷺ اور ناموس رسالت ﷺ کے عظیم مقاصد کے لئے خوب پہاڑ اویا، اس دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے بھی ان کی نماز جنازہ میں شرکت کرنے والے عوام کے سمندر کے ذریعے تمام دنیا کو پیغام مل گیا کہ اسلام کے نام پر قائم ہونے والی اس دھرتی میں، مسلمانوں کے لئے ختم نبوت ﷺ اور ناموس رسالت ﷺ وہ ریڈ لائن ہیں جن کو

کر اس کرنے کی کسی صورت بھی کسی کو اجازت نہیں دی جاسکتی۔ علامہ رخصت ہو گئے لیکن اُن کی تاریخ ساز ناز جنازہ کے ذریعے یہ پیغام مل گیا کہ تمام تر روشن خیالی کی تحریکوں، مغرب کے دباؤ، ڈالر سے چلنے والی این جی اوز کے پروپیگنڈہ اور سیکولرازم، لیبرل ازم کے نعروں کے باوجود یہاں کے مسلمان اسلام کے نام پر قائم ہونے والے پاکستان میں آج بھی اسلام کی نسبت کو ہی اپنے لئے فخر کا باعث سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، اُن کی اسلام کے لئے خدمات کو قبول اور اُن کی کوتاہیوں، غلطیوں، گناہوں کو معاف فرمائے، آمین علامہ خادم حسین رضوی مرحوم کے انتقال نے تمام مکاتب فکر کے علماء کو بھی ایک کر دیا۔

صدر، وزیراعظم، آرمی چیف سب نے علامہ کی موت پر افسوس کا اظہار کیا لیکن افسوس کہ لیبرل اور سیکولر کا ایک طبقہ ایسی شدت پسندی کا رویہ اختیار کیے ہوئے ہے اور اس قدر نفرت اور بغض کی بدبو سے تر ہے کہ اعتراض کر اٹھا کہ صدر، وزیراعظم، آرمی چیف کیوں علامہ مرحوم کی موت پر افسوس کا اظہار کر رہے ہیں؟

اس طبقہ کو اس بات پر بھی بہت تکلیف ہوئی کہ ماکھوں افراد نے جنازہ میں شرکت کی۔ کچھ کو تو یہ بھی دکھ ہوا کہ دوسرے مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کیوں علامہ کے انتقال پر اتنے افسردہ ہیں اور کیوں سب جنازے میں شرکت کر رہے ہیں؟

ایک صحافی دوست سے بات ہوئی تو کہنے لگا کہ لیبرل اور سیکولر کا یہ طبقہ لاعلاج ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس طبقے سمیت ہم سب کو ہدایت دے، آمین امیری دعا ہے کہ ہماری بڑی سیاسی جماعتوں کو بھی اس موقع پر یہ احساس ہوا ہو کہ اسلام کے نام پر قائم ہونے والے پاکستان اور یہاں کے رہنے والے مسلمانوں سے گزشتہ 73 سال سے بہت دھوکہ ہو چکا بلکہ اگر سچ بولا جائے تو یہ صرف عوام کے ساتھ دھوکہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے کئے گئے اس عہد کہ اس ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ ہوگا، سے روگردانی ہے جس کی سزا ہمیں مختلف صورتوں میں مل رہی ہے اور ہمیں ایک کے بعد ایک کراسز کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ کب تک ہماری بڑی سیاسی جماعتیں مغرب کو خوش کرنے کے لئے پاکستان کے قیام کے مقصد سے روگردانی کرتی رہیں گی؟

حضرت علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر طاہر رضا بخاری

کسی کو خبر نہ تھی کہ چالیس سال قبل (1980ء) کندھلاں تحصیل پنڈی شہید ضلع ایک سے لاہور وارد ہونے والا ایک سید حاسد اسدی بہتی نوجوان ایک نئی تاریخ رقم کر کے س قدر سرخروئی اور سر بلندی کے ساتھ انہی سے رخصت ہو جائے گا۔ میری ان سے اولین ملاقات 2003ء میں ہوئی جب وہ "اوقاف مساجد اسمبلی شملٹ" کا باقاعدہ حصہ اور لاہور ہونٹل کے عقب میں قادری سلسلے کے عظیم اور معروف بزرگ حضرت شاہ ابوالحسن کی مسجد کے خطیب تھے۔ "مرد حق" تھے، مقامی نمازی یا محلے دار کی کسی بات کو سوائے ادب جانا اور پھر۔۔۔ آگے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ یہ وقوع ان سے اولین شناسائی کا ذریعہ بنا۔ میرے آفس تشریف فرما ہوئے واقعہ کی تفصیل اور اپنے موقف کی تائید میں قرآن و حدیث کے طویل متن عطا فرمائے اور فرماتے چلے گئے۔ اس کے بعد ان کو کبھی ایوان اوقاف تشریف آوری کی زحمت نہ دی۔۔۔ ہور کے ضلعی خطیب مولانا قاری محمد عارف سیالوی جو کہ حضرت مولانا خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ کے ہم درمیرینہ بھی تھے ان کے سپرد یہ معاملہ مستقل طور پر کر دیا۔ مولانا سیالوی ہی حضرت مولانا رضوی علیہ الرحمہ موصوف کی اوقاف ملازمت کا سبب تھے۔ کبوتر 1993ء میں مسجد دربار سائیں کرم الہی گجرات میں آپ کی سکیل 7 میں بطور خطیب امام تقرری عمل میں آئی، اس کے ساتھ وہ عظیم دینی درس گاہ جامعہ نظامیہ رضویہ میں شعبہ تدریس کے ساتھ منسلک ہو گئے اپنی پیماک طبیعت اور زوردار طرز تدریس کے سبب طلبہ میں قبول عام حاصل ہوا۔ درسیات کا استاد اگر محنتی ہو تو تدریس کا سب سے زیادہ اور سب سے پہلے اس کو از خود فائدہ ہوتا ہے۔ جس کا اظہار علامہ رضوی صاحب کے خطبات میں نمایاں تھا۔ یہ انہی کا خاصہ تھا کہ صرف صغیر اور صرف کبیر سنا کر بھی اپنے سامعین سے داد و وصول کر لیتے تھے۔ بہر حال گجرات سے دربار حضرت شاہ ابوالحسن اور پھر وہاں سے مسجد دربار حضرت پیر کی رحمۃ اللہ علیہ، یہاں کے نمازی بھی جب ان کے متحمل نہ ہو سکے تو آپ حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کے حجاز اقدس کے زیر سایہ جامعہ ہجوریہ میں بطور استاد تقرر یا ب ہوئے۔ جامعہ ہجوریہ داتا دربار کپلیکس کی زیریں منزل کو اترتی سیڑھیاں ان کی طبیعت سے مطابقت نہ رکھتی تھی۔ وہ بلند منزلوں کے مسافر تھے۔ ان کی اذان اونچی اور مقاصد بلند تھے۔ طبی بنیادوں پر ان کی

ریٹائرمنٹ کا سامان اور امکان بھی پیدا کیا گیا۔ لیکن انہوں نے ایسی کسی چیز کو لائق اعتناء نہ جانا اور تیزی اور تیز رفتاری کے ساتھ اپنے سفر کی طرف گامزن ہو گئے۔ پاکستان کا سیاسی منظر نامہ اور ملکی جمہوری نظام کبھی بھی دینی اور مذہبی عمائدین اور تنظیمات سے خالی نہیں رہا۔ تحریک پاکستان میں جس دینی طبقہ کو قائد اعظم کے ساتھ ہر اول دے کر اعزاز میسر تھا۔ قیام پاکستان کے بعد ان کی سیاست بتدریج معدوم ہوتی گئی اور یوں

۔ منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

مولانا شاہ احمد نرائی علیہ الرحمہ اور مولانا عبدالستار خاں نیازی علیہ الرحمہ کے بعد کسی حد تک صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم اس طبقے کی سیاسی قیادت کے امین رہے۔ مئی 2013ء میں حضرت صاحبزادہ صاحب کی رحلت کے بعد پاکستان کی مسلکی اور دینی طور پر غالب اکثریت کی حامل یہ جماعت موثر مذہبی سیاسی لیڈر شپ سے محروم ہو گئی۔ یہ امر اپنی جگہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اس خطے کی اکثریت خفی المشرّب اور صوفیا کے ماننے والی مزارات پر حاضری دینے اور یا رسول اللہ ﷺ کے نعرے سے دیوانہ وار محبت کرنے والی ہے۔ گزشتہ چند سالوں میں ملکی افق پر وقوع پذیر ہونے والے واقعات اور قومی اور بین الاقوامی سطح پر ان کے مختلف رد عمل اور ان میں بطور خاص ممتاز قادری کی پھنسی اور ان سے ابھرنے والی لبیک یا رسول اللہ ﷺ کی تحریک اور نعرے نے ملکی سیاست اور مذہبی قیادتوں کو ہلا کر رکھ دیا اور پھر علامہ خادم حسین رضوی بتدریج "ٹاپ ٹریڈ" بننے چلے گئے۔ تین سال قبل فیض آباد دھرنے کو "فرنٹ سے لیڈ" کر کے قیادت کی نئی طرح ڈالنے والے مولانا رضوی علیہ الرحمہ پاکستانی مذہبی سیاست میں ایک منفرد مقام کے حامل ہوئے۔ 2018ء کے عام انتخابات میں تحریک لبیک پاکستان کے نام سے شامل ہوئے اور لاکھوں ووٹ لے کر طویل سیاسی کیرئیر اور جدوجہد کی حامل مذہبی جماعتوں ہی کو دونوں کی گنتی میں پیچھے نہیں چھوڑا بلکہ پاکستان کی صف اول کی سیاسی جماعتوں کو بھی مشکل کا شکار کر دیا اور ان کے اس ووٹ بینک نے ملک کے پارٹی تواریظ کو مختلف کر دیا۔ جس پر تجزیہ کاروں اور تبصرہ نگاروں کی آراء اپنی جگہ۔ مگر سیاسی حوالے سے اس نوزائیدہ جماعت نے وہ میدان مارا جو اس سے قبل، اس مختصر مدت میں کسی اور کے حصے میں نہ آیا۔ مولانا رضوی علیہ الرحمہ کی شخصیت کا ایک خاص اور اہم پہلو یہ بھی ہے کہ وہ کسی اہم خاندانی یا روایتی حوالے کے بغیر پروان چڑھے۔ ایک عام طالب علم کے طور پر جامعہ نظامیہ لاہور سے سند حفظ قرآن حاصل کی جہاں آپ کے متحن مولانا حافظ ظہور احمد

سیالوی جبکہ استاد محمد سلیمان تھے۔ اسی ادارے سے شہادۃ الفراغ من العلوم المسند اولہ فی المدرس النظامی شعبان المعظم 1414ھ میں جہاں آپ کے معروف اساتذہ میں سے حضرت مفتی اعظم مفتی عبدالقیوم ہزاروی، مولانا عبدالکلیم شرف قادری، اور علامہ حافظ عبدالستار سعیدی تھے۔ قبل ازیں انہوں نے سند القراءہ والتجوید بھی جامعہ نظامیہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور ہی سے حاصل کی۔ شہادۃ العالمیہ فی العلوم العربیہ والاسلامیہ۔ جو کہ سرکاری سطح پر تدریسی تحقیق اور تعلیمی حوالے سے ایم اے عربی اسلامیات کے برابر تسلیم شدہ ہے، سال 1409ھ بمطابق 1988ء درجہ امتیاز جس کی سند انہیں 11 ستمبر 1988ء ربیع الاول 1409ء تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کی طرف سے جاری ہوئی۔ انہوں نے روایتی دینی درسیات پڑھنے والے طالب علموں کے لئے اپنے خطبات کے اس پہلو کو بطور مثال چھوڑا، جس میں وہ قرآن وحدیث کے ساتھ عربی فارسی اشعار اور اقتباسات کو سناتے اور داد و تحسین حاصل کرتے۔ علامہ اقبال سے از خود عقیدت کے حامل تھے۔ گزشتہ چند سالوں سے ان کے یوم 9 نومبر کے موقع پر مزار اقبال پر حاضری دیتے در ان کی بارگاہ میں اپنی محبتوں کا خراج پیش کرتے، اور خود انکے ان اشعار کا مصداق ٹھہرے

ہو صداقت کے لیے جس دل میں مرنے کی تڑپ پہلے پہلے خاک میں جاں پیدا کرے
چونکہ ڈالے یہ زمین و آسمان مستعد را خاکستر سے آپ اپنا جہاں پیدا کرے
زندگی کی قوت پنہاں کو کر دے آشکارا یہ چنگاری فروغ جاوداں پیدا کرے
خاک مشرق پر چمک جائے مثال آفتاب تا مدخشاں پھر وہی لعل گراں پیدا کرے

☆---☆---☆

فرد اور کردار

۱

خورشید ندیم

کفِ نسان یا ابلاغ؟ دنیا سے اٹھ جانے والوں کے بارے میں درست رویہ کیا ہے؟ یہ سوال اُس وقت اہم تر ہو جاتا ہے جب رخصت ہونے والے نے معاشرے پر اپنے اثرات مرتب کیے ہوں۔ کم یا زیادہ، اس کے متاثرین ہوں، مثبت پہلو سے بھی اور منفی حوالے سے بھی۔ کچھ اسے مثال بناتے ہوں اور کچھ ہدف تنقید۔ وہ سماج کو کچھ دے جائے، خیر یا شر۔ ایسے لوگوں کیلئے زبانوں کا بندر ہوتا مشکل ہو جاتا ہے۔ تجزیہ ایک معاشرتی ضرورت بن جاتا ہے۔ بصورت دیگر تاریخ نویسی ایک جرم اور کار عبث بن جائے۔

اسامہ بن لادن ہمارے عہد کی شخصیت ہیں۔ مسلم معاشرے معلوم نہیں، کتنی دہائیاں اُن کے افکار اور اعمال کے اثرات سمیٹتے رہیں گے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اُن کے بارے میں زبان بند رکھی جائے؟ دین کے مفہوم سے لے کر، مسلم سماج کی ہیئت کڈائی تک، انہوں نے ہر شے کو متاثر کیا۔ مسلمانوں کے لیے ممکن نہیں کہ ان کے افکار و اعمال کے باب میں کوئی حکم لگائے بغیر آگے بڑھ سکیں۔

جنرل ایوب خان، ذوالفقار علی بھٹو، جنرل ضیا الحق، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی سب زیر بحث آتے ہیں۔ ہم نے یہ نہیں کیا کہ اُن کے معاملات کو خدا کے حوالے کر کے خاموش ہو گئے ہوں۔ ہم ان کرداروں کو تاریخ کے اسباق کے طور پر پڑھتے، ان سے نتائج کشید کرتے اور ان سے فکر و عمل کی تطہیر کا کام لیتے ہیں۔ اس لیے مجھے مرنے والوں کے بارے میں زبان بند رکھنے کی منطق سمجھ نہیں آ سکی۔ ایسی منطق جس پر کبھی عمل بھی نہیں ہوا۔

اصل سوال دوسرا ہے: زبان کھولیں تو کیسے؟ کیا بات ہے جو کہی جا سکتی ور کوں سا پہلو ایسا ہے، جس کے بارے میں خاموشی روا ہے؟ کہنے والے کی حدود کیا ہیں؟ وہ کس بات پر حکم لگانے کا مجاز ہے اور کس پر اسے خاموشی زیباء ہے؟ کب بولنا چاہیے اور کب چپ ہو جانا چاہیے؟ مسئلہ اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب ہم ان سوالات سے صرف نظر کرتے ہیں۔ فرد اور کر۔ رامک الگ ہیں۔ فرد سے مراد فلاں ابن فلاں ہے۔ ہم اس کے ظاہری اعمال و افکار پر حکم لگا سکتے ہیں، شخصیت پر نہیں۔ مرنے کے بعد اس کے ساتھ کیا معاملہ ہونے والا ہے، ہم اس کی زبان نہیں رکھتے، اس سے کچھ

کہنے کے بھی مجاز نہیں۔ اس کا فیصلہ وہی کر سکتا ہے جس پر اس کا ظہر و باطن سب آشکار ہو جو اس کے دل کے عہد تک جانتا ہو۔ جو اس کی نیوٹوں سے باخبر ہو۔ خدا کے سوا کوئی ان باتوں تک رسائی نہیں رکھتا۔ اس لیے فرد کے بارے میں خاموشی ہی روا ہے۔

ہم کسی کی مغفرت کا فیصلہ نہ سکتے ہیں نہ کسی کے عذاب کا۔ زیادہ سے زیادہ گمان کر سکتے ہیں۔ گمان بھی اچھا ہو تو اظہار کر دینا چاہیے، ورنہ میرا خیال ہے خاموشی بہتر ہے۔ دعا البتہ ہمیں کرنی چاہیے کہ یہ خدا کے حضور میں ہماری درخواست ہے۔ وہ اپنے قانون کے مطابق، چاہے یا تو پذیرائی دے گا، چاہے گا تو رد کر دے گا۔ فرد کے بارے میں ہماری حد یہی ہے۔

کردار کا مطلب ہے، وہ شخصیت جس نے معاشرے کو متاثر کیا۔ اس کے فکر و عمل پر اپنے اثرات چھوڑے۔ ایک کلچر پیدا کیا۔ لوگ اس کی طرف کھم کرنے لگے۔ عوام نے اس کے خیالات کو اپنالیا۔ اس کے افکار سے متاثر ہو کر تلو اور اٹھائیاں کتاب۔ لوگ اس کے پیچھے چل نکلے۔ اس کی مان کر بنے۔ اس کردار نے معاشرے کو بنا ڈالا یا بگاڑ دیا۔ اس کردار نے سماج کی ہیئت کو بدس ڈالا۔

یہ کردار زیر بحث آنا چاہیے اور ناگزیر ہے کہ اس پر بات ہو۔ اگر اس کے اثرات مثبت تھے تو لازم ہے کہ اس کا شعور عام ہو۔ لوگ اس کی تقلید کریں، اسے مثال بنائیں اور ترغیب دی جائے کہ اس جیسے بہت سے کردار معاشرے میں پیدا ہوں۔ اس کے برخلاف اگر اس نے سماج کو منفی طور پر متاثر کیا ہے تو بھی ضروری ہے کہ ان اثرات کو بیان کیا جائے۔ لوگوں کو بتایا جائے کہ جانے والے کے اس کردار نے کس طرح معاشرے کو برباد کیا۔ مذہب کے ساتھ کیا کیا؟ سیاست کو کیسے پامال کیا؟ یہ سب بتانا لازم ہو جاتا ہے کہ سماج کو اس کردار کی تباہ کاریوں سے بچایا جاسکے۔

عام طور پر یہ آسان نہیں ہوتا کہ کسی فرد پر کوئی حتمی حکم لگایا جائے تاہم جب ہم کردار کی بات کرتے ہیں تو وہ واضح ہوتا ہے جیسے میں نے اسامہ بن لادن کی مثال دی۔ جب ہم ان کا نام لیتے ہیں تو ان کا وہ کردار ذہن میں مشہود ہو جاتا ہے جو انہوں نے اپنی زندگی میں ادا کیا۔ تعبیرات مختلف ہو سکتی ہیں مگر کردار کی نوعیت میں کوئی اختلاف نہیں۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ انہوں نے اچھے مقصد کے لیے بندوق اٹھائی یا کوئی اس کے برخلاف رائے رکھ سکتا ہے؛ تاہم دونوں آراء رکھنے والوں کے ذہن پر ان کا نقش یکساں ہے۔ ایک جنگجو جس کے ہاتھ میں بندوق ہے ہمارے معاشرے سے جب ایسی شخصیت اٹھتی ہے جس نے سماج پر اپنے اثرات مرتب کیے ہوں تو ہم دھوکوں میں بیٹ جاتے ہیں۔ ہم مرنے والے کی عاقبت کے فیصلے سناتے ہیں اور اس کی ذات پر حملہ آور ہوتے

ہیں۔ اپنی حدود سے تجاوز کرتے ہیں اور فرد کو ہدف بناتے ہیں، حالانکہ ہمیں خود کو اس کے 'کردار' تک محدود رکھنا چاہیے۔ یہ اس لیے کہ اس کا تعلق معاشرے کے مستقبل سے ہوتا ہے۔

ہمارے لیے اسامہ بن لادن بطور فرد اہم نہیں، مسلح جدوجہد کا سوال اہم ہے۔ کیا مسلح جدوجہد میں ہماری بہتری ہے اور کیا ہمیں یہ راستہ اختیار کرنا چاہیے؟ کیا دین کی وہ تفہیم درست ہے جسے انہوں نے فروغ دیا؟ یہ ہے وہ سوال جو اسامہ بن لادن کے 'کردار' نے اٹھایا ہے۔ اس پر گفتگو ہونا چاہیے اور اس ضمن میں لازم ہوگا کہ القاعدہ کی آئیڈیالوجی اور اس کے اثرات زیر بحث آئیں۔ میرے نزدیک یہ کوئی اختیاری سوال نہیں بلکہ لازم ہے کہ اس سارے عمل کا جائزہ لیا جائے کیونکہ اس کا تعلق مسلم معاشرے کی زندگی اور موت سے ہے۔

ہمارا عمومی رجحان یہ ہے کہ ہم افراد کو زیر بحث لاتے ہیں۔ ان پر حکم لگاتے ہیں۔ لوگ منافق جیسے الفاظ اتنی آسانی سے استعمال کرتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ نفاق دل کی کیفیت ہے۔ کسی فرد کے دل کا حال جانے بغیر ہم کیسے کسی کو منافق کہہ سکتے ہیں؟ نبی ﷺ نے منافق کی علامات بتائی ہیں لیکن ان کا کسی فرد پر اطلاق، اسی وقت کیا جاسکتا ہے جب ہم اس کے احوال سے پوری طرح واقف ہوں۔ یہ علامات بھی اس لیے بتائی ہیں کہ ہم اپنا جائزہ لیتے رہیں۔ کہیں ہم میں وہ علامات تو پیدا نہیں ہو گئیں؟ ہمارا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ ہم تمام شرعی قوانین اور احکام کا مخاطب دوسروں کو سمجھتے ہیں اور خود کو محتسب جو سماج کی تطہیر کے لیے بھیجا گیا ہے۔ اس لیے کبھی کسی کے عتاب کا فیصلہ سناتے ہیں اور کبھی کسی کی بخشش کا۔ اس کا مظاہرہ ہم ہر اس موقع پر کرتے ہیں جب کوئی بڑا آدمی رخصت ہوتا ہے۔

ایک بات البتہ ضرور پیش نظر رہنی چاہیے۔ موت کسی کی بھی ہو، افسردہ کر دینے والا ایک عمل ہے۔ اس موقع پر کوئی منفی تبصرہ بنیادی اخلاقیات کے خلاف ہے۔ اس لیے فرد کے بارے میں منفی بات کہنے سے گریز کرنا چاہیے کہ جانے والے سے بہت سے لوگوں کے جذبات وابستہ ہوتے ہیں۔ تبصرہ دل کو کچھ دنوں پر اٹھا رکھنا چاہیے۔ اس کے بعد بھی 'فردِ اور' کردار کا فرق سامنے رہنا چاہیے۔ علامہ خادم رضوی ایک فرد تھے اور ایک کردار بھی۔ فرد رخصت ہوا، کردار باقی ہے۔ بحیثیت فرد، میں خدا کے حضور میں ان کی مغفرت کے لیے دعا گو ہوں؛ تاہم ان کے کردار کا ذکر اس وقت تک ہوتا رہے گا جب تک معاشرہ اس کے اثرات کی گرفت میں رہے گا۔

عاشق رسول ﷺ کا جنازہ

سجاد میر

میرے منہ سے بے ساختہ نکلے یہ ایک عاشق رسول ﷺ کا جنازہ تھا۔ اسے محض مسلمانوں کا اجتماع نہ سمجھو یہ عاشقان رسول ﷺ کا اجتماع تھا۔ اس بنیادی سے نکلنے پر ذرا گہرائی سے غور کرو تو اس راز کو پاسو کر کے کہ اسلام کس چیز کا نام ہے۔ کہتے ہیں یہ لاہور کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا۔ صرف جنازہ ہی نہیں ایسا اجتماع بھی چشم فلک نے کبھی نہیں دیکھا۔ مجھے احمد بن حنبل کا ایک قول یاد دلایا گیا کہ کسی عام کی دربار حق میں قبولیت کا اندازہ لگانا ہو تو اس کی نماز جنازہ سے لگاؤ۔ میں نے سید مودودی کی نماز جنازہ کراچی میں پڑھی تھی لاہور کے ہجوم سے واقف نہ تھا۔ ڈاکٹر اسرار احمد کے جنازے میں شریک ہوا تھا اور ان پر رشک آیا تھا۔ اس لئے میں نے اپنے دل میں اس بات کی دعا، نگلی تھی کہ مرے موصا میں اس شخص کا ایک عالم کے طور پر کئی طرح سے قائل نہ تھا مگر آج گواہی دیتا ہوں اور دل سے گوئی دیتا ہوں کہ یہ خلق خدا تباری ہے کہ یہ بارگاہ الہی میں ایک مقبول بندہ تھا اور یہ خادم حسین رضوی کا جنازہ تو ایسا جنازہ تھا کہ انسانوں کا ایسا ہجوم نہ کبھی دیکھا نہ سنا۔ حق ان کی مغفرت کرے اور ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم ان کے مقام کو سمجھ سکیں۔ میں نے کہا یہ ایک عاشق رسول ﷺ کا جنازہ تھا۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ یہ اسلام کے ایک عالم کا جنازہ تھا مجھے بتانا یہ ہے کہ دین اسلام کی بنیاد عشق رسول ﷺ پر ہے۔ اسلام کسی شخصیت پرستی کا قائل نہیں مسلمانوں عیسائیوں کی طرح اپنے پیغمبر کے نام سے نہیں پہچانے جاتے وہ محمد نہیں کہلاتے۔ شخصیت پرستی اور بہر دور شب کی ہارے ہاں کوئی گنجائش نہیں مگر اپنے رسول ﷺ سے محبت میں مسلمان کسی چیز کو خاطر میں نہیں لاتے۔ میں تو کہا کرتا ہوں کہ قرآن بھی آپ کو عشق رسول ﷺ کے بغیر درست طور پر سمجھ نہیں آ سکتا۔ آپ عربی کے کتنے بڑے عالم ہوں آپ نے دنیا جہاں کا فلسفہ اور مختلف علوم پڑھ رکھے ہوں۔ آپ دینی علوم کے شاعر ہوں آپ کچھ بھی ہوں۔ مگر آپ میں عشق رسول ﷺ کا جذبہ نہیں تو قرآن بھی آپ سے کلام نہیں کرے گا۔ بالکل نہیں کرے گا۔ مرے مرشد اقبال نے کہا تھا:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمداد است اگر بہ آوند سیدی تمام ہو بھی است
مصطفیٰ ﷺ تک پہنچنا ہی دین ہے۔ اگر یہاں نہ پہنچے تو آپ جتنے بڑے۔ عالم بھی بن جائیں

آپ بولہب کے بولہب رہیں گے۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔ یہ جو خادم حسین رضوی تھے۔ یہ دو روایات کے امین تھے۔ ایک تو علمی روایت جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا سے جالقی ہے۔ یہ جس مدرسے کے فارغ التحصیل ہیں۔ جامعہ نظامیہ رضویہ وہ مولانا عبدالقیوم بزاروی نے قائم کیا تھا یہ مولانا سرور احمد محدث اعظم پاکستان کے شاگرد تھے اور مولانا سرور احمد کی نسبت براہ راست اعلیٰ حضرت سے تھی۔ ہم بچپن میں حضور ﷺ کی نسبت سے ان کی علمی شان کے بارے میں سنا کرتے تھے۔ میرے شہر ساہیوال میں ایک ان کے شاگرد تھے دوسرے مولانا نور احمد محدث بصیر پوری کے۔ یہ اہل سنت تھے۔ یہاں سے یہ نسبت اپنی تمام شدت کے تحت اس مرد مجاہد کو منتقل ہوئی۔ انہیں پہلی شہرت اس وقت حاصل ہوئی جب ممتاز قادری کے جنازے پر راولپنڈی شہر کے گلی کوچوں میں تل دھرنے کی جگہ نہ رہی اور اس اجتماع کی قیادت خادم حسین رضوی کر رہے تھے۔ اہل دانش بحث کرتے رہے کہ ممتاز قادری کا اقدام درست تھا یا نہیں؟

وہ یہ سوچتے رہے کہ اس نے سمن تاثیر کو درست قتل کیا یا غلط وہ شور کرتے رہے کہ سمن تاثیر کا جنازہ پڑھانے سے علماء نے انکار کر کے غلط کیا صحیح، مگر اس دن خلق خدا کے ارشاد ہام نے ثابت کر دیا کہ عاشقان رسول ﷺ کیا کہتے ہیں۔ لاہور میں اس روایت کا دوسرا سرا بھی ایک شہید عشق رسول ﷺ سے ملتا ہے۔ وہ غازی علم الدین شہید کا جنازہ تھا۔ اس وقت شہر چھوٹا تھا۔ رسل و رسائل کے ذرائع بھی نہ تھے مگر اس زمانے کے بیانیوں کے لحاظ سے یہ اتنا بڑا جنازہ تھا کہ برسوں یاد رکھا گیا۔ لوگ تذکرہ کرتے رہے کہ قانون کی نظر میں جو شخص مجرم تھا عاشقان رسول ﷺ کی نظر میں اس کی شان کیا تھی۔ علامہ اقبال خود اس کی قبر کے انتظام میں شریک رہے اور ان کا یہ نعرہ آج بھی زمین و آسمان پر گونج رہا ہے کہ ترکھان کا بیٹا ہم سب پر بازی لے گیا۔ غازی علم الدین شہید کی روایت عشق کی روایت تھی، ممتاز قادری تک اس روایت کا چرچا رہا۔ خادم حسین رضوی کی شکل میں اسے ایک شعلہ بیان مقرر مل گیا۔ جس کے زبان و بیان کے پیرایوں پر اعتراض ہوتے رہے مگر مقبول حق اس کی ادائیں اتنی پسند کی گئیں کہ شاید برصغیر کی تاریخ میں انسانوں کا ایسا اجتماع کبھی نہ ہوا ہو۔ کسی کو خیال نہ تھا کہ حکومت کہہ رہی کہ کورونا کا خیال رکھو۔ کوئی رکاوٹ راہ میں حائل نہ ہوئی۔ شدید بخار کی حالت میں وہ راولپنڈی دھرنا دے کر بیٹھے تھے کہ عشق رسول ﷺ کا معاملہ تھا۔ فرانس سے بری خبریں آرہی تھیں۔ ان کی ایک تقریر آج کل بہت چل رہی ہے کہ پہلے دھرنے پر انہیں کس نے بھیجا تھا؟ قطع نظر اس بات کے انہوں نے اس بار

مذاکرات سے انکار کر دیا تھا اور بالآخر اپنی شرائط مان کر اٹھے تھے۔ ان کے جذبے کی شدت سے ان کے اپنے بھی خوفزدہ تھے۔ مگر کوئی انہیں راہ سے ہٹانہ سکا۔ جب وہ واپس لاہور پہنچے تو اسی بخار کی شدت میں اپنے رب کے حضور جا پہنچے۔ مجھے لگتا ہے کہ بارگاہ حق سے حکم ہوا ہوگا۔ فرشتوں مرے حبیب ﷺ کا عاشق صادق آتا ہے اس کا استقبال کرو۔ سیاسی طور پر وہ میدان میں اتر تو سب کے بند و بست دھرے کے دھرے رہ گئے کراچی کی سنی تحریک کا انداز اور ہے اگرچہ عشق رسول ﷺ میں وہ بھی بوجع اکٹھا کر سکتے ہیں مگر سیاسی طور پر نورانی میاں کے بعد دوسرے آدمی تھے جنہوں نے اپنے لوگوں کو اکٹھا کیا۔ پہلے انتخاب میں جب لاہور کے ضمنی انتخاب میں 7 ہزار ووٹ ملے تو یہ حافظ سعید جیسی تنظیم کے 5 ہزار ووٹ سے بھی زیادہ تھے اور جماعت اسلامی سے تو کئی گنا آگے تھے۔ انہوں نے ثابت کر دیا کہ مذہب کے میدان میں جمہور کی رائے کیا ہے۔ 2018ء کے انتخاب میں 22 لاکھ ووٹ سنے۔ یہ ملک میں پانچویں بڑی پارٹی تھی۔ لگتا تھا پورے ملک کا نقشہ بدل رہا ہے۔ ان کے وگ جس جماعت کا حصہ بن جاتے ان کی فتح یقینی ہو جاتی۔ اہل سیاست میں ان سے ڈرنے لگے تھے جیسے علماء کا ایک گروہ اور ملک کی بائیس اپنے ہاتھ میں رکھنے والے بھی کاہنے لگے تھے کہ کہیں یہ بندہ طوفان برپا نہ کر دے۔

حق مغفرت کرے یہ ایک عاشق رسول ﷺ کا جنازہ تھا۔ بس اس سے آگے مجھے ایک غلط فہمی نہیں کہنا۔ بقول اور یا مقبول جان کے اقبوس کے جدایہ عاشق رسول ﷺ انہوں نے نہیں دیکھا۔ مجھے نہیں پتا صرف اتنا جانتا ہوں کہ حضور حق والے کی سب ادائیں قبول ہوئیں۔ جنازہ تو بھی بتاتا ہے۔

علامہ خادم حسین رضوی ایک طاقتور کرشماتی شخصیت

نصرت جاوید

وہ دوست جن کی ہر خلوص شفقت اور محبت کی بدولت اب تک زندگی سے کامل کنارہ کشی اختیار کرنے کو مجبور نہیں ہوا، ان کی تعداد ہاتھ کی انگلیوں کے برابر رہ گئی ہے۔ جمعہ کے دن سے مگر مجھے یہ خوف لاحق ہونا شروع ہو گیا ہے کہ علامہ خادم حسین رضوی صاحب کے بارے میں میری سب چٹک رائے انہیں مجھ سے ہمارے غرض نہ کر دے۔

حیران کن حقیقت یہ بھی ہے کہ علامہ صاحب کی زندگی میں ان کے انداز سیاست کا میں شدید ترین ناقد رہا ہوں۔ 2017 کے نومبر میں جب وہ ایک احتجاجی ہجوم کے ساتھ راولپنڈی کو اسلام آباد سے ملانے والے فیض آباد چوک میں دھڑا دے کر بیٹھ گئے تو دونوں شہروں میں زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی تھی۔ ”خوف فساد“ سے گھبرا کر ہمارے میڈیا نے اس اہم ترین خبر کو نظر انداز کرنے کا فیصلہ کیا۔ میں اپنے جذبات کو مگر قابو میں نہ رکھ سکا۔ ہاتھ خراپے ٹی وی شو میں Live ٹیلی فون کالز کے ذریعے وہ اذیتیں منظر عام پر لانے کو ڈٹ گیا جو رازمرزا زندگی معطل ہو جانے کی وجہ سے عام شہریوں کی بے پناہ اکثریت پر نازل ہوئی تھیں۔

میرے ساتھیوں کی اکثریت نے میری ”ذیہری“ کو سراہنے کے بجائے مجھے احتیاط برتنے کے مشورے دینا شروع کر دیے مگر علامہ صاحب اور ان کے جذباتی پرستاروں نے کسی نوعیت کی ناگواری کا اظہار نہیں کیا۔ ان کے پُر اعتماد رویے نے طاہر القادری کی یاد دلادی۔ کئی برس قبل ایک ٹی وی پروگرام میں ان کے بارے میں طنزیہ الفاظ کہے تھے۔ پروگرام ختم ہونے کے بعد گھر جانے کے لئے گاڑی میں بیٹھا ٹیلی فون کے ذریعے دھمکیوں اور گالیوں کی بارش شروع ہو گئی۔ جس سیدھ و رک پر وہ پروگرام چلا تھا اس کے اسلام آباد والے دفتر کے باہر احتجاجی مظاہرہ بھی ہوا۔

طاہر القادری نے منظم انداز میں جمائی اس دھونس کو کبھی Disown نہیں کیا۔ مولانا طارق جمیل کے کئی پرستاروں نے بھی ایسا ہی رویہ اختیار کیا تھا مگر طارق جمیل صاحب کئی دلوں تک ٹیلی فون کے ذریعے رابطے میں رہے۔ میرے ساتھ ہوئے سلوک کی بابت ہر خلوص انکساری سے شرمندگی کا اظہار کرتے رہے۔ میرے دفاع میں انہوں نے ایک ویڈیو پیغام بھی جاری کیا۔

میرے ایک بزرگ علامہ خادم رضوی کے دیرینہ معتقد ہیں۔ انہوں نے از خود ان سے میرے لئے

”معانی“ کی درخواست کی۔ علامہ صاحب نے محض مسکراتے ہوئے بقول ان کے میرے ”جہاں“ انداز کو سراہا اور مجھ سے کوئی ایک ملاقات نہ ہونے کے باوجود میرے عقیدے اور ایمان پر کسی شک و شبہ کا اظہار نہیں کیا۔

علامہ صاحب کی ناگہانی موت کے بعد، مذہبی نفرت و عقیدت کی وجہ سے ہمارے معاشرے پر مسلط ہوئی تقسیم دل و دہلا دینے والی وحشت کے ساتھ ایک بار پھر عریں ہو گئی ہے۔ میرے دوستوں کا شہر بھی شہری متوسط طبقے کے اس وسیع تر حلقے سے ہے جس کی دانست میں علامہ خادم حسین رضوی صاحب کو نواز شریف کی مخالفت میں یکجہ ہوئی سیاسی قوتوں نے ”لانچ“ کیا تھا۔ یہ سوچتے ہوئے فرض کر رہا ہوں کہ علامہ صاحب کی اپنی Core Constituency نہیں تھی۔ ”سرپرستوں“ نے انہیں ”نہ جانے کہاں سے ڈھونڈ کر تو تائی“ فراہم کر دی۔

2017ء میں ایک انتہائی حساس موضوع کے حوالے سے علامہ صاحب اور ان کی تحریک نے جو غضب بھڑکایا تھا اس کے بارے میں میرے بھی ہزاروں تحفظات ہیں۔ میں یہ سوچ تسلیم کرنے سے ستر قطعاً انکاری ہوں کہ علامہ صاحب کی Popular، Base نہیں تھی۔ ”ہناغ کے ہنر کا طالب علم ہوتے ہوئے بلکہ یہ صراحت کرنے کو بھند ہوں کہ مرحوم ہم حواسے سے ایک طاقتور ترین کرشماتی شخصیت تھے۔

فن تقریر پر انہیں کمال کا ملکہ حاصل تھا۔ قرآن وحدیث کے مستند حوالوں سے وہ اپنے مسلک کی مبادیات کو انتہائی سادہ زبان میں بیان کرتے ہوئے اقبال علیہ رحمہ کے اشعار کے بحال استعمال سے سامعین کے ساتھ ایک جان دار Emotional یا جذباتی تعلق استوار کر لیتے جو بسا اوقات سحر انگیزی کی صورت دکھائی دیتا۔

شہری متوسط طبقے کے مجھ جیسے افراد اس روایت سے قطعاً نا آشنا ہیں جو برصغیر میں انگریزوں کی آمد کے بعد مختلف مسالک کے علمائے کرام نے بہت لگن اور ثابت قدمی کے ساتھ کئی دہائیوں کی جدوجہد سے عام مسلمانوں کے دلوں میں اجاگر کی ہے۔ اس روایت نے مسلمانوں کی بے پناہ تعداد کو یہ سوچنے کو مجبور کیا کہ ان کی مذہبی شناخت خطرے میں ہے۔ سامراج گھناؤنی سازش کے ذریعے انہیں دین سے دوری اختیار کرنے کے جال بچھا رہا ہے۔ 1857ء کی جنگ آزادی یا غدر نے ان کے خدشات کو مزید تقویت پہنچی۔ سرسید اور ان کی علی گڑھ تحریک کو اسی باعث شدید تنقید اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اس کے مقابلے میں دیوبند اور جامعہ ملیہ جیسے ادارے نمودار

ہوئے تھے۔ ”سامراجی سازشوں“ کی بابت دنیا بھر کے مسلمانوں میں شک و شبہ والے دوسو سے آج بھی بہت شدت سے موجود ہیں۔ ٹرمپ اور فرانسیسی صدر جیسے عالمی سطح کے طاقت ور ترین افراد ان کے دوسووں کو اپنے رویے سے بلکہ ٹھوس جواز فراہم کرتے ہیں۔ Identity یا شناخت دور حاضر میں سیاست کا کلیدی سوال بن چکی ہے۔ دنیا بھر کے مسلمان اس تناظر میں خود کو دوبار سے الگ محسوس کر رہے ہیں۔ تشویش کے اس عالم میں وہ ایسے رہنماؤں کے بے تابی سے منتظر ہیں جو ان کی دانست میں ”اوپن“ کو بچانے والی مزاحمت کا اہتمام کریں۔ ہمارے پاس علامہ خادم حسین رضوی صاحب نے سکی ہی مزاحمت دکھائی اور اس راہ پر جسمانی معذوری کے باوجود دلیری اور ثابت قدمی کے ساتھ چلتے نظر آئے۔

مذہبی شناخت کے بارے میں فکر مند ہونے کے علاوہ عام مسلمانوں کا وسیع تر حصہ بہت سنجیدگی سے یہ بھی سوچتا ہے کہ ان پر مسلط ہوئے حکمران اور اشرافیہ ”اسلام دشمن قوتوں“ کے سامنے سرنگوں ہو جاتے ہیں۔ علامہ خادم حسین رضوی صاحب کے جن کلمات کو ہم ”ناشائستہ“ تصور کرتے ہیں وہ ان کے پرستاروں کو مزاحمت کی للکار سنائی دیتے تھے۔ ان کے پرستاروں کی عقیدت کی بنیاد اور Dynamics کو ہمیں کھلے ذہن کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ اس سے اتفاق اگرچہ لازمی نہیں۔ پڑھئے مکمل شہ کی طبقہ پر مشتمل میرا حلقہ احباب مگر State of Denial کی زد میں آچکا ہے۔ حقائق دیکھنے سے انکاری۔ ان حقائق کے منطقی انداز میں تجزیے کی لہذا کوئی مخلص ہی نظر نہیں آ رہی۔

State of Denial مگر اس حقیقت کو جھٹلا نہیں سکتی کہ کرونا کی دوسری لہر کی وحشت ناک شدت کے باوجود ایک تاریخ ساز تعداد نے ہفتے کے روز علامہ خادم حسین رضوی کے جنازے میں شرکت کی ہے۔ ہمارے ہاں تحقیقی صحافت نامی کوئی شے موجود ہوتی تو تھوڑی لگن سے باآسانی دریافت کیا جاسکتا تھا کہ علامہ صاحب کے جنازے میں شریک افراد کا اجتماعی Profile کیا ہے۔ 2018ء کے انتخاب میں علامہ صاحب کی جماعت نے پاکستان کے کئی شہروں میں حیران کن تعداد میں ووٹ حاصل کئے تھے۔ ایک عالمی صحافتی ادارے سے وابستہ میرے ایک ساتھی 2018ء کی انتخابی مہم کے دوران ان لوگوں کو ”ڈیمونڈ نا“ چاہ رہے تھے جو تحریک لبیک کو ووٹ دینے کو آمادہ تھے۔ چند مہربان دوستوں کی معاونت سے بالآخر چکوال کے ایک نواحی علاقے میں ایک موٹر Pocket بلیک سے وابستگی کا ڈٹ کر اظہار کر رہے تھے۔ اس

گھاؤں میں موجود ایک پڑھی لکھی خاتون نے جو زندگی میں پہلی بار ووٹ دینے کے قابل ہوئی تھی کمرے کے روبرو کمال اعتماد سے وہ وجوہات بیان کر دیں جنہوں نے اسے علامہ خادم حسین رضوی صاحب کی جماعت کو ووٹ دینے کو مائل کیا تھا۔ کاش ہماری ”رہنمائی“ کو ہمہ وقت بے چین پاکستانی میڈیا بھی ایسے دھوکوں اور ان کی سوچ کو کسی فیائنہ تجسس کی بدولت منظر عام پر لانا علامہ صاحب کی نامہانی موت کی خبر نے ان کے حامیوں اور مخالفوں کی بے تحاشہ تعداد کو فوری طور پر جس سازش کہانی کی افواہوں کرنے پر مجبور کیا اس کی مقبوضت اور فروغ بھی ہر نوعیت کی اشرافیہ کے سے باعث پریشانی ہونا چاہیے۔ اس سازشی کہانی کی پذیرائی نے عمران اشرافیہ کی اجتماعی ساکھ کے بارے میں کلیدی سوالات اٹھ دیئے ہیں۔

شہری متوسط طبقے کی شہریت منافقانہ انداز میں مخالفین کی رائے سے اختلاف کے باوجود ان کی سوچ کو درگزر کرنے کا دھوکہ دیا جاتا ہے۔ علامہ خادم حسین رضوی صاحب کی وفات کی خبر ملتے ہی سوشل میڈیا پر ان کے حامیوں اور مخالفین نے ہر جہت طور پر جو خیارات Post کئے وہ اندھی نفرت و عقیدت کی بنیاد پر خوفناک حد تک منقسم ہوئے معاشرے کی تلخ حقیقت عیاں کر رہے تھے۔ ہماری اکثریت مگر شٹر مرغ کی طرح ریت میں سر چھپا کر اسے دیکھنے کی جرأت سے محروم نظر آ رہی ہے۔

☆---☆---☆

احادیث صحاح ستہ

کی تلخیص وارد و ترجمہ

تجربہ صحاح ستہ

ڈاکٹر مفتی محمد کریم خان و رفقاء محققین علماء

کنز الایمان پبلیکیشنز، دہلی روڈ، صدر، لاہور کینٹ

مولانا خادم رضوی

عبداللہ طارق سمیل

مولانا خادم رضوی کی سیاسی منظر نامے پر اٹھان ان کا فیض آباد والا دھرتا، اچانک وفات اور بے مثال جنازہ ہر معاملے نے لوگوں کو حیران کیا۔ وہ ممتاز قادری کو پھانسی کے خلاف اول اول سامنے آئے اور قادری مرحوم کے جنازے کی قیادت کی۔ یہ بہت بڑا جنازہ تھا۔ ممتاز قادری کو گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل پر سپریم کورٹ کے حکم پر پھانسی چڑھایا گیا تھا۔ نواز حکومت کے خلاف آپریشن اقامہ کو تیز تر کرنے کے لئے قادیانی والے حلف نامے کا مسئلہ اٹھا تو خادم رضوی نے تحریک چلائی۔ اس دوران بعض افراد مارے گئے اور ایک وزیر کو گولی مار دی گئی۔ ملک بھر میں ہنگامہ برپا تھا اس بار ان کی تحریک کو میڈیا نے مسلسل کوریج دی۔ پچھلے ہفتے فرانس میں توہین رسالت کے خلاف مولانا نے ایک اور دھرنے کا اعلان کیا تو میڈیا نے اس کا مکمل بلیک آؤٹ کیا۔ ایک سطر بھی اس دھرنے کی خبر کی اخبار میں چھپنے دی گئی نہ ٹی وی پر چلنے دی گئی اس کے باوجود بہت بڑا ہجوم اسلام آباد پہنچا اور دھرتا دے کر بیٹھ گیا۔ مذاکرات ہوئے اور دھرتا ختم ہو گیا لیکن سمجھوتے میں حکومت نے کس چالاقی سے ہاتھ کر دیا۔ دھرنے کا مطالبہ تھا کہ فرانسیسی سفیر کو ملک بدر کر دیا جائے، معاذے میں کہا گیا کہ ایسا پارلیمنٹ کی منظوری سے کیا جائے گا۔ دو تین روز بعد اچانک ان کی وفات کی خبر آگئی جس پر ہر شخص حیران رہ گیا۔ ہفتے کو مینار پاکستان پر ان کا جنازہ تھا۔ شرکاء کی تعداد لاکھوں میں تھی اور صحافیوں کا اتفاق ہے کہ اس جگہ اتنا بڑا اجتماع اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ اتنے بڑے جنازے نے بھی ملک بھر کو حیرت میں مبتلا کر دیا اور اس جنازے کی تصاویر غیر ملکی میڈیا نے بھی تبصروں کے ساتھ شائع کیں۔ مولانا کا منظر عام پر آنا اور پھر اس دنیا سے رخصت ہو جانا کل چند برس کی بات ہے۔ ہر بار دھرنے سے لوگوں کو حیران کیا اتنی مختصر مدت میں انہوں نے دسیوں لاکھ افراد کو اپنا عقیدت مند بنایا جو خود ایک ریکارڈ ہے۔ شعلہ مستعجل کی طرح بھڑکے اور بجھ گئے۔ خدا ان کی مغفرت کرے۔ ان کی سیاست جب تک نواز شریف کے خلاف رہی وہ میڈیا اور ریاست کے محبوب رہے جو جونی ان کا رخ موجودہ حکومت کی طرف ہوا وہ میڈیا کے لیے شجر ممنوعہ قرار پائے۔ ان کی تحریک لبیب افرادی قوت کے اعتبار سے ملک کی بہت بڑی قوت تھی۔ اب ان کی مقناطیسی مرکزیت والی شخصیت نہیں رہی تو دیکھئے اس تحریک کے مستقبل پر کیا نظر آتی ہے؟

کچھ بھی نہ تھا، غلام تو تھا

مظہر برلاس

لوگ جنازے کے مناظر دیکھ چکے، دیکھ نہیں رکھوں افراد شریک تھے۔ نہ وہ کبھی حکمران رہا، نہ اُس کے پاس دولت کے ذخیرے تھے، پندرہ ہزار روپے ماہوار تنخواہ کا روادار، محض ڈیڑھ مرلے کے مکان میں رہنے والا، نہ سیاست دان تھا، نہ دولت کا پیجاری، مختصر یہ کہ کچھ بھی نہ تھا مگر وہ حضور ﷺ کا غلام تو تھا۔ اسی غلامی نے اُس کی شان بڑھائی۔ محبوب خدا ﷺ کی غلامی سے بڑھ کر کوئی غلامی ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ یہی غلامی روشنی کا سفر ہے۔ علامہ خادم حسین رضوی نے اسی غلامی کا درس دیا، اسی غلامی میں وہ رخصت ہوئے۔ پاکستان کی تاریخ میں سب سے بڑے جنازے کے مناظر دیکھنے والوں کے لئے ایک سوال بڑا اہم ہے کہ اس جنازے میں شرکت کرنے والوں کے لئے نہ کسی نے ٹرانسپورٹ کا بندوبست کیا، نہ قیے والے نان آئے اور نہ ہی بریانی کی دنگلیں اتاری گئیں مگر خدای رسول ﷺ نے کیا منظر دکھا دیے۔ گریز اقبال پارک بھر گیا، شاہی مسجد کھولنا پڑی، شاہی قلعے پر بھی لوگ تھے، پل بھر چھتے تھے، سڑکوں پر رحم غفر تھا، میت کو جنازے کی جگہ تک پہنچانے میں چار گھنٹے لگ گئے، راستے میں طنپہ، وکلاء اور مختلف طبقات کے افراد نے گل پاشی کی۔ ضلع انک کی تحصیل پنڈی گھیب کا رہنے والا خادم حسین رضوی کسی بڑے عظیم دین کا فرزند نہیں تھا، نہ ہی کسی درگاہ کا گدی نشین، اس حافظ قرآن تھا، شیخ الحدیث تھا، عشق نبی ﷺ میں مبتلا غلام تھا، خطابت کے جوہر سے خوب واقف تھا، تقریروں میں پنجابی اور فارسی کا تذکرہ لگاتا تھا، عشق نبی ﷺ کی لہروں پر ہوگرماتا تھا، اقبال علیہ الرحمہ اسے ازبر تھا، اُس نے نوجوان نسل تک قنبر لاہوری علامہ اقبال علیہ الرحمہ کے کلام کو پہنچانے کی بھرپور کوشش کی، وہ کلام اقبال کے ذریعے عشق نبی ﷺ کی وسعتیں بیان کرتا۔ یہی اُس کا خاصہ تھا، وہ تو کسی مسجد میں اوقاف کی ملازمت کرتا تھا پھر مئی پارلیمنٹ میں اک ایسی ترمیم آئی کہ وہ چپ نہ رہ سکا۔ نوکری چلی گئی مگر غلامی نہیں گئی پھر وہ اسی غلامی میں مست رہنے لگا، اُس نے سرکاری نوکری کے بعد غلامی رسول ﷺ میں چار برس ایسے لگائے کہ بلیک یا رسول ﷺ کا نعرہ اُس سے منسوب ہو گیا، وہ گفتگو میں کڑوی باتیں کر جاتا تھا، جذبات میں کڑواہٹ تھی مگر قرآن پڑھتا تو حلاوت گھوں کے رکھ دیتا، حدیث بیان کرتا تو پہلو جاگر کر دیتا۔ خطاب کرتا تو دلوں کو تسخیر کرتا چلا جاتا۔ جناب، وراثت کے سنگم پر

سحر طاری کر دیتا، کلام اقبال پڑھتا تو کھول کھول کے وضائیں کر دیتا، مغرب سے متعلق اس کے خیالات وہی تھے جو علامہ اقبال علیہ الرحمہ کے تھے، جیسے اقبال علیہ الرحمہ نے کہا کہ

خیرہ نہ کر سکا مجھے جوہ و آتش فرنگ سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

مکمل 54 سال کی عمر میں وفات پانے والا خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ پر خاموش رہنے والوں کو کواستارہ، خاص طور پر مسلمان حکمرانوں کو ہدف تنقید بناتا رہا، اس کا ایک ہی اصرار تھا کہ غلامی رسول ﷺ میں آجاؤ، شہید و اسی لئے اکثر کہا کرتا تھا کہ

یہ تو حبیب کی محبت کا اثر ہے ورنہ کون روتا ہے پٹ کر درو دیوار کے ساتھ

علامہ خادم حسین رضوی کا ایک ہی مشن تھا، "میں نے لوگوں سے بارہا کہا کہ "غلامی رسول ﷺ میں آجاؤ، بہانے بازیں چھوڑ دو، جب حرمت رسول ﷺ پر حرف آئے تو کھڑے ہو جاؤ، ہم مذہب کے ٹھیکیدار تو نہیں مگر چوکیدار تو ہیں، ایک جلسے میں دورانِ خطابت علامہ خادم حسین رضوی کہنے لگے کہ "اگر رسول ﷺ نے پوچھ لیا، اوچھوڑی، اوکھنسر، اوایم پی اے، اوایم این اے اس دین کیلئے میں نے پتھر کھائے، مٹی اٹھائی، تلواریں کرمیدانوں میں گھسی، اس دین کی خاطر میرے نواسے نے گردن سوائی، اس دین کے لئے میرے چچا نے جگہ کلیجے نکھوائے مگر چھوڑی تیرے ہوتے ہوئے مسجد سے، پتھر اتارے گئے، اس وقت تیری پاور کدھرتی؟ اس دن اگر رسول ﷺ نے پوچھ لیا کہ بتا مالدارہ، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تو سارا مال دین کو دے دیا تو نے کبھی زکوٰۃ بھی نہ دی، دین سے غداریاں کیوں کرتے ہو؟ دین کو آپ لوگوں نے دیا کیا ہے؟ یہ بوڑھے فلمیں دیکھتے ہیں، حقہ پیتے ہیں سارا سارا دن، اگر حضور ﷺ نے قیامت کے روز حضرت عمر بن سعدی کرب کو بلایا کہ یہ میرا بوڑھا صحابی رضی اللہ عنہ دینے سے چل کر یوموگ گیا، تو زیادہ بوڑھا تھا کہ میری عزت کی خاطر ماں روڈ تک نہ گیا؟ اگر کسی نے کہا کہ میرے بچے چھوٹے تھے تو رسول ﷺ نے ام حسین رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کو پیش کر دیا کہ ان سے بھی چھوٹے تھے؟ تم اپنے بچوں کی جوانیاں بچاتے ہو، تیرے پتر علی اکبر رضی اللہ عنہ سے زیادہ خوبصورت تھے؟ آج حالت یہ ہے کہ چھوٹے بڑے پتر بھی بچاؤ، مال بھی بچاؤ تو دین کدھر گیا، اگر کسی نے کہا کہ میں چاچے کی خاطر نہیں گیا تو رسول پاک ﷺ نے اپنے چچا کو سامنے لے آتا ہے، اپنے بوڑھے صحابہ رضی اللہ عنہ کو لے آتا ہے۔"

آہ! امیر المجاہدین بھی ہمیں روتا چھوڑ گئے!

سید صابر حسین شاہ بخاری

ابھی جمیل العلماء علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی کا زخم تازہ ہی تھا کہ آج تحریک لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امیر المجاہدین حضرت علامہ مولانا حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیت کی اچانک خبر نے تڑپا کر رکھ دیا ہے۔

حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ چند دنوں سے علیل تھے انہیں تیز بخار اور سانس کی تکلیف تھی۔ آج صبح ان کی طبیعت خراب ہونے پر انہیں جناح اسپتال لاہور میں لے جایا گیا لیکن مرض بڑھ گیا جوں جوں دوا کی اور یوں 3 ربیع الآخر 1442ھ / 19 نومبر 2020ء بروز جمعرات عین نماز مغرب کے وقت امیر المجاہدین ہمیں داغ مفارقت دے گئے اور ہمیں روتا ہوا چھوڑ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔۔۔

علامہ حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ عالم اسلام کی جانی پچھنی شخصیت تھی۔ آپ کی ولادت مملکت خداداد پاکستان کے صوبہ پنجاب کے ضلع انکب کی تحصیل چنڈی گھیب کے ایک گاؤں نکلہ توت میں 22 / جون 1966ء کو ہوئی۔ آپ کے والد گرامی کا نام حاجی خان ہے جو اپنی شرافت کے وجہ سے شہرت رکھتے تھے۔ دینی تعلیم کی تڑپ نے آپ سے گھربار چھوڑا۔ چنانچہ آپ نے جہلم اور دینہ کے مدارس اسلامیہ سے حفظ و تجوید کی تعلیم حاصل کی، بعد ازاں جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور سے درس نظامی کی تکمیل فرمائی۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت علامہ مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا نام نہایت نمایاں ہے۔ آپ عالم باعمل، حافظ قرآن، شیخ الحدیث، خطیب اور معتمد تھے۔ آغاز میں آپ نے محکمہ اوقاف کے زیر اہتمام پیر کی مسجد لاہور میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیئے بعد ازاں بعض ناگزیر وجوہ کی بنا پر یہاں سے مستعفی ہو گئے۔

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور اور جامعہ نعمانیہ لاہور میں مدرس فرائض سرانجام دیئے۔ کچھ عرصہ جامعہ نظامیہ رضویہ بھائی گیت لاہور کے مہتمم بھی رہے۔ آپ سے اکتساب فیض حاصل کرنے والوں کی ایک کثیر تعداد ہے۔ آپ نے اپنے تلامذہ میں عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی

روح بھونک دی ہے کہ جب بھی کہیں ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے کوئی فتنا اٹھا تو آپ کے علاوہ اس کے آگے اپنی دیوار بن کر سامنے آئے۔ 2708ء میں تلہ گنگ کے قریب ایک خوفناک حادثے میں آپ شدید زخمی ہوئے اور پھر ہمیشہ کے لیے معذور ہو گئے۔ اس کے بعد آپ کا زیادہ وقت ویل چیئر پر گزرا۔ مبدائے فیاض نے آپ کو عربی، فارسی، پنجابی اور اردو میں کمال کا ملکہ ودیعت فرمایا تھا۔ آپ کا حافظہ بھی بلا کا تھا۔ میدان خطابت میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کی ہر تقریر ہی قرآنی آیات، احادیث نبویہ، عربی، فارسی، پنجابی اور اردو اشعار سے مزین ہوتی تھی۔ فکر رضا کے امین اور اقبال کے خوشہ چکن تھے۔ اسی لئے کلام رضا اور کلام اقبال کے حافظ نظر آتے تھے۔ آپ ایک سچے عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تھے، ناموس رسالت اور ختم نبوت ﷺ کے عقائد کے لئے تیغ مسلول تھے۔ اسی لئے دنیا بھر میں مقبول تھے۔ آپ تحریک فدایان ختم نبوت کے امیر رہے۔ اور اس کے تحت ایک عرصے تک سہ ماہی "العاقب" لاہور شائع فرماتے رہے۔ اس رسالہ کا ہر شمارے ہی اپنے موضوع پر لا جواب ہے لیکن اس کے "شہید آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نمبر" نے شہرت عام حاصل کی ہے۔ آپ جب دہلوی قلم سے محاذ پر بھی سرگرم رہے ہیں۔ آپ نے مختلف موضوعات پر مضامین و مقالات لکھے ہیں۔ اسی طرح طلباء کے لئے کتابیں بھی لکھی ہیں جن میں "تعلیقات خادمیہ" کو کافی شہرت ملی ہے۔ جب ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چہرہ دینے کی وجہ سے عاشق رسول ملک ممتاز حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ کو مملکت خداداد پاکستان میں سزائے موت دی گئی تو آپ نے تحریک لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، پاکستان کی بنیاد رکھی۔

اس کے تحت ملک بھر میں جلسے کئے۔ لوگ آتے گئے اور کاروان بن گیا۔ 2016ء میں توہین مذہب قانون کے حوالے سے آپ نے ایک بھرپور ریلی نکالی۔ ریلی پر لاشی چارج کیا گیا اور آپ کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا۔ 2017ء میں این اے 120 لاہور کے ضمنی انتخابات میں پہلی بار سیاسی مظہر نامے پر ظاہر ہوئے اور سات ہزار ووٹ حاصل کر کے لوگوں کو درطہ حیرت میں ڈال دیا۔ این اے 4 پشاور کے ضمنی انتخابات میں تقریباً دس ہزار کے قریب ووٹ حاصل کئے۔ لودھراں کے انتخابات میں بھی گیارہ ہزار کے قریب ووٹ حاصل کئے۔ 2017ء میں نواز شریف حکومت نے ایک پارلیمانی بل میں حکومت کی طرف سے قانون ختم نبوت کی ایک شق میں جب الفاظ بدلے تو امیر المجاہدین نے اس کے خلاف عملی قدم اٹھایا نومبر 2017ء میں فیض آباد اور اولپنڈی پر

تحریک لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے ایک دھرتا دیا جو کئی دن جاری رہا جس کے مثبت نتائج سامنے آئے اور حکومتی دزیر کو مستغنی ہونا پڑا۔

اسی طرح 2018ء میں بھی دھرتا دیا۔ جس پر حکومت بوکھلاہٹ کا شکار ہوئی اور آپ کو پھر اسیر بنالیا گیا۔ فرانسیسی صدر کیرون نے جب ہمارے پیارے نبی آخر الزمان حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں گستاخانہ خاکوں کو سرکاری عمارتوں پر آویزاں کرنے کی جسارت کی تو خادم ملت اسلامیہ حضرت علامہ مولانا حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ پھر تڑپ اٹھے اور آپ نے فرانسیسی صدر کے خلاف 15 نومبر 2020ء کو فیض آباد راولپنڈی کے مقام پر بھرپور احتجاج کا اعلان کیا۔ عمران حکومت ایک بار پھر بوکھلاہٹ کا شکار ہو گئی اور فرانس کے خلاف تحریک لبیک کے پرامن احتجاج کو سبوتاژ کرنے کے لئے اوجھے جھکنڈوں سے باز نہ آئی۔ رکاوٹیں کھڑی کیں۔ سڑکیں ہلاک کیں، موبائل سروس جام کر دی۔ میڈیا پر خبر نشر نہ ہونے دی لیکن اس کے باوجود امیر المجاہدین اپنی علامات اور ضعف العمری کے باوجود یہاں پہنچے۔ ملک بھر سے محفّظین ناموس رسالت و ختم نبوت بھی رکاوٹیں توڑتے ہوئے پہنچ گئے۔ پرامن احتجاج پر آنسو گیس کی شینگ کی انتہا کر دی گئی۔ آپ نے جب حکومت کو ملکا راتو رات دو باہم گونج اٹھے۔ اور عشاق جھوم اٹھے۔ آپ نے 3 نومبر 2020ء کو ہی حکومت کو کچھ اس انداز میں خبردار فرما دیا تھا۔ "میں بالکل قریب آ کر تمہیں کہہ رہا ہوں پھر نہ بہنا کہ تمہیں مہلت نہیں دی۔ فرانس کا سفیر نکالو، مصنوعات کا بائیکاٹ کرو، یہ معمولی سا مطالبہ ہے۔ بڑا مطالبہ یہ ہے کہ فرانس کے ساتھ اعلان جہاد کرو، نہیں تو اگلا لائحہ عمل ہم نے دینا ہے۔" فیض آباد کی ساری فضا "من سہانیا فاقلوہ" سے گونج اٹھی۔

تحریک لبیک کے کارکنوں کا جوش و جذبہ دیدنی تھا بالآخر حکومتی ٹیم نے مذاکرات کئے اور مطالبات تسلیم کرنے کی یقین کرائی۔ تب احتجاج اختتام پذیر ہوا۔ حضرت علامہ مولانا حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ، فقیر کے ہم عمر تھے لیکن سیادت کی وجہ سے فقیر کو ہمیشہ احرام کی نگاہ سے دیکھا۔ مولانا فدا حسین رضوی نے جب ایک کتاب "حق چار یار" لکھی۔ تو اس پر آپ کی تقریظ کے لئے مصنف کو ایک مختصر سا مکتوب دے کر بھیجا تو آپ نے ذرا دیر نہ فرمائی بلکہ فوراً برجستہ اور قلم برداشتہ تقریظ لکھ کر عنایت فرمادی اور فقیر کا بھرم رکھ۔ اسی طرح چند سال قبل حسن ابدال شہر میں ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے ایک کانفرنس میں آپ کو مدعو کیا گیا۔ تو

آپ بھی تشریف لائے۔ فقیر گیت پر کھڑا رہا جوں ہی آپ آئے تو فقیر نے ملاقات کی، سلام دعا ہوئی۔ فقیر نے ماہ نامہ مجلہ الحقیقہ کے تحفظ ختم نبوت نمبر جلد اول آپ کی خدمت میں پیش فرمائی، آپ نے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اسے ختم نبوت کے حوالے سے ایک عظیم کارنامہ قرار دیا۔ آپ کو ویل چیمبر پر آگے سٹیج پر پہنچا دیا گیا۔ سٹیج پر پہنچتے ہی آپ نے فرمایا کہ "صاحب حسین شاہ صاحب کہاں ہیں" کسی نے اشارہ کر کے نشان دہی کی کہ وہ نیچے سامعین کے مجمع میں بیٹھ گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ تو غلط ہے کہ شاہ صاحب نیچے بیٹھ جائیں اور ہم سٹیج پر براجمان ہوں۔ سٹیج سیکرٹری مولانا قاری عبدالرحمن صاحب سے فرمایا کہ "شاہ صاحب کو فوراً سٹیج پر بلاؤ"۔ انہوں نے فقیر کا نام پکارا کہ "صاحب حسین شاہ بخاری صاحب سٹیج پر آجائیں استاد جی بلارہے ہیں" چنانچہ فقیر بادشاہت سٹیج پر گیا تب پروگرام شروع ہوا۔ اللہ اللہ، سادات سے احترام و محبت کی اس قسم کی مثالیں کم کم دیکھنے میں آتی ہیں۔۔۔ حضرت علامہ مولانا حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ صحیح معنوں میں "امیر المجاہدین" تھے۔ فرانسیسی صدر کے خلاف آپ نے جس طرح غیض و غضب کا اظہار فرمایا ہے اس طرح کی مثال بھی اور کہیں نظر نہیں آتی۔ اس طرح کا غیض و غضب انٹرنیشنل سطح کے جنس "پیران عقار" میں نظر نہیں آیا۔

آہ! ہم سے آج عزم و استقامت کا ایک کوہِ تراں رخصت ہو گیا۔ "واگستاخوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر انہیں للکارنے والا اب خاموش ہو گیا۔ آہ! جبلِ استقامت نہ رہا، آہ! ناموس رسالت و ختم نبوت کے قافلہ عشق و محبت کا حدی خواں ہم سے نچر گیا۔ ایسا مرد مجاہد اور عاشق صادق صدیوں بعد پیدا ہوتا ہے۔

۔۔۔ ڈھونڈو گے گر ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں تابیاب ہیں ہم

آپ کی وفات حسرت آیات کی خبر جنگل میں آگ کی طرح پوری دنیا میں پھیل گئی۔ سارا عالم اسلام افسردہ ہو گیا۔ ہر طرف آہ و فغاں اور سوگواری کی کیفیت نظر آتی ہے۔ ہمارا ناقابلِ حلافی نقصان ہوا ہے۔ جو غلا پیدا ہوا ہے اس کا پر ہونا محال ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کی اولاد و عجاوہ و نیکر پسماندگان بلکہ ہم سب کو صبر جمیل اور صبر جمیل پر اجر جزیل عطا فرمائے آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

ڈاکٹر اظہر وحید

صاحب نوح البلاغہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے منسوب ایک قول بلاغت ہے، مفہوم جس کا یوں ہے کہ دنیا تمہیں برا سمجھے جبکہ باطن میں تم اچھے ہو یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ دنیا تمہیں اچھا سمجھے جبکہ باطن میں تم برے ہو۔ فقر میں یہ قول باب ملامت کی توجیہ ہے۔

سچی بات یہ ہے کہ ایک مرد درویش ہمارے پڑوس سے رخصت ہو گیا اور اس کی زندگی میں اس کے مقام کی کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ میزبانی حلقے اس کا تسخیر ہی اڑاتے رہے۔ سنی سنائی بات سننے اور کرنے والے اس کے اندازِ تکلم پر ہی کلام کرتے رہے۔ ظاہر پرستوں کا حال بردور میں یہی ہوتا ہے، کسی فقیر درویش قدرِ خدا مست کی اس دنیا سے دم واپسی با حسرت و یاس یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ ہمیں پہلے معلوم ہوتا تو ان سے شرفِ ملاقات ہی کر لیتے۔ ان کے جنازے کا حجم اور ہجوم۔۔۔۔۔ بلکہ ہجومِ عاشقان اس دنیا میں ان کی پذیرائی کا اندازہ بھی دیتا ہے اور اس دنیا میں خلقِ خدا کے دلوں میں ان کی وسعتِ حکمرانی کا بھی!

کسی نے کسی کو نہیں بلایا، جس نے بلایا تھا اس کا حکم دلوں پر چلتا ہے۔ پس مرگ مقبولیت صداقت کی بے بدل دلیل بھی ہوا کرتی ہے۔ بہت کم لوگوں کو ان کی زندگی میں اندازہ ہو سکا کہ خادم حسین... حسین رضی اللہ عنہ کا سچا خادم تھا۔۔۔۔۔ خادم حسین علیہ الرحمہ دراصل خادم دین تھا۔ اہل ظاہر بھی دیکھ لیں، اس قدر بڑا ذوقِ حام جنازہ ایک عوامی ریفرنڈم ہے... یہ ایک ریفرنڈم ہے کہ اس ملک کے عوام حرمتِ رسول ﷺ اور ختمِ نبوت ﷺ کے معاملے میں کس قدر حساس ہیں۔ یہ اندرونی اور بیرونی عناصر کے لیے ایک واضح پیغام ہے کہ مملکتِ خداداد پاکستان کے عوام ناموسِ رسالت ﷺ اور ختمِ نبوت ﷺ ایسے حساس معاملے پر کوئی سمجھوتا کرنے کے لیے تیار نہیں۔ یہ ان کے لیے ایمان اور کفر ہی کا معاملہ نہیں بلکہ زندگی اور موت کا معاملہ بھی ہے۔

اب دنیا ڈھوٹنے والی چیز پر بیٹھے اس جسمانی معذور با بے کو۔۔۔ جس نے فکری معذوروں کو بابِ عشق کا سبک خرام راستہ دکھا دیا۔ ضلعِ انک سے تعلق رکھنے والا احوانِ قبیلے کا بے سہوت کسی مصلحت اور سیاست سے بے نیاز اپنی دھن میں ایک ہی نعرے پر پھر دیتا رہا۔ و غرہ، خودی کی

کچھنے کی کوشش بس ایک فکری کوشش ہے اور فکری کوشش ایک بشری عمل ہے، اور بشری حال میں خطا کے خطر سے پاک نہیں ہو سکتا۔ یہ صرف اور صرف معصومیت و عصمت کا جہان ہے، جہاں فطرت کا انکاس بلا کم و کاست ہوتا ہے۔

تمہید ہمیشہ طرالی کر دیتا ہوں، آج کا کالم دراصل ایک حاضری ہے۔۔۔ قلمی حاضری۔ ایک مرد و رولش اور سچے عاشق رسول ﷺ کی نماز جنازہ میں حاضرنہ ہوسکا بوجہ ناسازی طبع... اس لیے ضروری سمجھا کہ اپنی قلمی حاضری لکوالی جائے تاکہ عاقبت کے لیے کچھ زاد راہ میسر آ سکے۔ اگرچہ تعداد صداقت کا معیار نہیں لیکن دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ آخر یہ تعداد کن افراد پر مشتمل ہے۔ اگر کلمہ گو ایک بوی تعداد میں نکل کر کسی کے حق میں کلمہ خیر کہہ دیں، تو یہ زبان خلق نہیں بلکہ تقارہ خدا ہے۔ خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ کے طریق تکلم اور طریقہ کار سے اختلاف ہوتا ہو لیکن ان کے مقصد پر کسی کو کوئی اختلاف نہ تھا۔ اپنے مقصد سے غیر متزلزل و مستقل اس معذور شخص کا طرہ امتیاز تھا جس نے اپنی معذوری کو مجبوری نہیں بننے دیا۔ استقامت کے اس کوہ گراں کے جنازے میں لاکھوں کی تعداد میں خلق خدا کا آئنا ایک درجہ قبولیت ہے۔ سنا ہے شہر لاہور نے اپنی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ دیکھا ہے۔ پس مرگ ان کے مسلک کے مخالفین بھی ان کے حق میں غیر مشروط کلمہ خیر کہے بغیر نہ رہ سکے۔ اس شخص نے ناموس رسالت ﷺ پر اس وقت پہرہ دیا جب لوگ شش و پنج میں مبتلا تھے۔ کہتے ہیں علامہ صاحب شدت پسند تھے، وہ شدت پسند صرف محبت میں تھے۔ محبت میں شدت کا نام عشق ہے اور عشق نبی ﷺ ہی دین کا معیار ہے۔ مرشدی حضرت واصف علی واصف علیہ الرحمہ کا ایک نعتیہ شعر ہے

۔ دین کیا ہے عشق احمد ﷺ کے سوا دین کا بس اک یہی معیار ہے

خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ اس معیار پر پورے اترے۔ عشق رسول ﷺ کا تقاضا حرمیت رسول ﷺ اور حرم نبوت ﷺ پر غیر مشروط پہرہ دینا ہے، اور یہ فقیر تمام عمر اس مشن پر ڈٹا رہا۔ ملامت کی گلی سے گزرنا اخلاص کا امتحان ہوتا ہے۔ علامہ خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ اخلاص کے اس امتحان پر بھی پورے اترے۔ ایک اعلیٰ پائے کے عالم دین، عربی گرامر اور علم الحدیث کے بہترین ماہر اس شخص نے محض ایک عالم دین ہونے کا پرڈو کو ل بھی سمجھی وصول نہ کیا۔ عربی کے اساتذہ کہتے ہیں کہ عربی دانی میں نابغہ روزگار شخصیت تھے۔ عربی اور فارسی دونوں پر عبور تھا۔ کلام اقبال کو حفظ کر رکھا تھا۔ انداز عوامی تھا اس لیے عوام الناس ان کے عسی قد کاٹھ سے آگاہ نہ ہو

سکے۔ میری نظر میں وہ ایک ملا متی فقیر تھا، جس کا مجید اس کے جانے کے بعد کھلا۔

اس عاشقِ رحل رحل نے صرف محبت کا دعویٰ ہی نہیں کیا بلکہ اس دعوے کو ثابت بھی کر کے دکھا دیا۔ وہ عاشقِ صادق تھا۔ لاکھوں مریدین و معتقدین کی موجودگی میں ڈیڑھ مرلے کے گھر میں قیام کرنے والا اور سوکھی روٹی پر اچار کی پھانک رکھ کر کھانے والا یہ درویش عشق و محبت کا ایک نیا معیار قائم کر گیا۔ راہِ عشق و وفا میں مالی و معاشرتی مفاد کی طلب، صداقت کی نفی ہے۔

اس وقت میں علامہ صاحب کے اعزازِ تلقیم پر کلام نہیں کروں گا۔۔۔۔۔ ہمارے بابا جی واصف علی واصف علیہ الرحمہ فرمایا کرتے کہ جب کسی کو قبول کر لیا جاتا ہے تو اس کو تمام خامیوں سمیت قبول لیا جاتا ہے۔ عزتِ خدائی رازدوں میں سے ایک راز ہے۔ خدا جب کسی کو عزت دیتا ہے تو مخلوق کے دلوں میں اس کی محبت نافذ کر دیتا ہے۔

۔ خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

۔ وفا کے رستے کا ہر مسافر گواہی دے گا کہ تم کھڑے تھے

☆---☆---☆

فرمانِ امیرِ المجاہدین

صحابہ رضی اللہ عنہم کو کفارِ مکہ کہتے تھے تم لوف تو مفلوک الحال ہو نہ تمہیں کھانے کو اچھا کھانا میسر ہے نہ پہننے کو اچھا کپڑا!

پیارے آقا، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے حسان انہیں جواب دو۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جو جواب دیا وہ ہم سب کیلئے سرمایہ

افتخار ہے انہوں نے کفارِ مکہ کو فرمایا!

اے جہان والو! سن لو ہمارے لئے پوری دنیا پر یہی فضیلت کافی ہے کہ

ہمارے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت موجود ہے۔

وہ شان سلامت رہتی ہے

قاضی عبدالرؤف معینی

12 نومبر سال 2020ء بروز ہفتہ چشم فلک نے ایک ایمان پرور منظر دیکھا۔ معروف عالم دین، عاشق سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ کی تیاری کے آخری مراحل تھے۔ وطن عزیز کے کونے کونے سے بلا امتیاز فرقہ و عقیدہ خلق خدا کے قافلے پنجاب کے دارالحکومت لاہور کی طرف رواں دواں تھے۔ ”عظیم تر اقبال پارک“ کے وسیع و عریض میدان آج عوام سے بھرتے نظر آ رہے تھے۔ جہوم تھا کہ بڑھتا جا رہا تھا لیکن نظم و ضبط حیرت انگیز ہے کس قسم کی افراطی نہیں۔ ہر طبقہ، ہر پیشہ اور ہر عمر کے لوگ شریک تھے۔ بھریوں ہوا کہ ملحقہ آبادیوں میں بھی قل دھرنے کو جگہ نہ رہی۔ مکان روڈ کی مسجد سے ملحقہ ایک مختصر و سادہ رہائش گاہ سے فخر دو جہاں کے عاشق صادق کا جنازہ ایسی دھوم اور شان و شوکت سے نکلا کہ کیفیت دیدنی تھی۔ جگہ جگہ عوام نے عقیدتوں کے پھول نچھاور کئے۔ آخری دیدار کیلئے اتنی خلقت تھی کہ چند کلو میٹر کا فاصلہ ایبوالینس کے باوجود کئی گھنٹوں میں طے ہوا۔ لیوں پرورد و سلام کا ورد، لبیک، لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیک کے خروں کی گونج نے جو روں پرور منظر پیدا کیا الفاظ اسکے بیان سے قاصر تیں۔ عقیدت مندوں نے سارے سفر میں منوں کے حسب سے پھولوں کی پتیاں نچھاوریں۔ بلا مبالغہ کروڑوں افراد نے ٹیلی ویژن سکرین اور سوشل میڈیا پر ان روح پرور مناظر کا مشاہدہ کیا۔ قومی اور بین الاقوامی میڈیا نے بھرپور کوریج کی۔ شرکاء کی تعداد کے اندازے لگانے کی کوششیں ہوئیں لیکن سچی بات ہے کہ کتنی ممکن نہ تھی۔ دانشور، مبصر اور تجزیہ نگار و رطہ حیرت میں ہیں کہ علامہ صاحب کی شخصیت کے متعلق کوئی بڑا دنیاوی تعارف نہیں، قابل ذکر معاشی، سیاسی اور معاشرتی بیک گراؤنڈ بھی کوئی نہیں، نہ امیر ہیں نہ وزیر ہیں۔ لیکن مخلوق خدا میں اتنی مقبولیت کی وجہ؟ ایک تعارف ضرور تھا کہ کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا سبیل پختہ تھا۔ کالم لکھنے کے مرحلے کے دوران راقم بھی اس والہانہ دارق کی گتھیاں سلجھاتا رہا تھا کہ اچانک جناب سعید آسی صاحب کی طرف سے ایک مختصر ویڈیو موصول ہوئی۔ اس ویڈیو میں علامہ رضوی صاحب خود ہی اپنے دنگ انداز میں اس راز سے پردہ اٹھاتے ہوئے نظر آئے۔ فرماتے ہیں ”وڈے جنازے پیسیاں نال نہیں ہوندے، حکمرانیاں نال نہیں ہوندے وڈے جنازے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دی غلامی نال

ہوندے نہیں۔ یعنی بڑے جنازے دولت اور بادشاہی سے نہیں ہوتے بڑے جنازے حضرت محمد ﷺ کی غلامی سے ہوتے ہیں۔ بلاشبہ کریم آقا ﷺ کی غلامی کا ہی پاکیزہ رشتہ تھا کہ رضوی صاحب سے شدید فکری اختلاف رکھنے والے اور سوشل میڈیا پر مخالفانہ پوسٹس لگانے والے بھی کچھ دھامگے سے بندھے چلے آئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو جبرائیل علیہ السلام کو پکار کر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتے ہیں اس لیے تو بھی اس سے محبت رکھ۔ چنانچہ جبرائیل علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اہل آسمان میں اعلان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے اس لیے تم سب بھی اس سے محبت کرو چنانچہ آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور زمین میں اس کے لیے قبولیت لکھ دی جاتی ہے۔ اسلامی تاریخ اللہ کے مقبول بندوں اور غلامان مصطفیٰ ﷺ کے عظیم الشان جنازوں کے اجتماع کے ایمان افروز تذکروں سے بھری پڑی ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ اٹھا تو کندھادینے والوں میں لاکھوں کی تعداد میں مرد اور ہزاروں کی تعداد میں خواتین نے شرکت کی تھی۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے دن خلق خدا کی بھیڑ اتنی زیادہ تھی کہ آپ کی نماز جنازہ چھ بار پڑھائی گئی۔ غازی حضرت علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ لاہور کی تاریخ کی سب سے بڑی نماز جنازہ تھی جس میں لاکھوں لوگوں نے شرکت کی۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ عاشق رسول کے جنازے کو کندھادے۔ کئی بار پڑھا اور سنا کہ لاکھوں کی تعداد میں لوگ شامل تھے مگر علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ لاہور کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ ٹھہرا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے (آمین)

دیوانہ مر گیا آخر کو دیرانوں پہ کیا گذری

منظہر علی خان لاشاری

زندگی آخر ایک دن موت کی آغوش میں جا کر چلتے پھرتے جیتے مسکراتے انسان کو مردہ بنادیتی ہے۔ ہم جو دن رات زندگی کی بقا کے لیے ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچتے رہتے ہیں۔ دوست اور شہرت کی ہوس ہمیں پاگل کئے ہوئے ہے کبھی ہم نے سوچا ہے کہ ایک دن ہمارا نام بھی نہ ہوگا اور ہم ایک گمنام قبر میں پڑے ہوئے انسان کی یہ بڑی آرزو ہوتی ہے کہ وہ اس فانی دنیا میں ہمیشہ طاقت ور اور بڑا بن کر جیسے لیکن یہ اس کی خام خیالی ہے بھلا جس نے مر کر فنا ہونا ہے اور مٹی میں جا کر مٹی ہو جانا ہے وہ کیسے طاقت ور رہ سکتا ہے ہاں ایک طریقہ یہ ضرور ہے کہ انسان اللہ اور اس کے محبوب حضرت محمد ﷺ کی خاطر جینا شروع کر دے اور اپنا سب کچھ اللہ اور اس کے محبوب حضرت محمد ﷺ کی عزت اور ناموس پر قربان کر دے جیسے ملک کے ایک عام سے مووی علامہ خادم حسین رضوی نے کیا اور ایسے خلوص کے ساتھ کیا کہ مرنے کے بعد ہاتھوں لوگوں نے اس دیوانے کے جنازے میں شرکت کر کے دنیا کو دکھا دیا کہ جو حضور اقدس ﷺ کے سچے عاشق ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ایسا مقام عطا کر دیتا ہے کہ جو مقام بڑے بڑے بادشاہوں کے نصیب میں بھی نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب سے بڑی محبت ہے اور پھر جو اس کے محبوب ﷺ سے محبت کرتا ہے تو بس یہی ایک ادائیگی جس نے مولانا خادم حسین کو فرش سے عرش تک پہنچا دیا ورنہ مولانا خادم حسین سے بڑے ملتے ان کی سخت زبان کی وجہ سے ناراض رہتے تھے لیکن یہی ایک ادائیگی کہ خادم حسین رضوی کہ جو حضور اقدس ﷺ کی ناموس کے لیے مرنا اور ایسی مجاہدانہ ضرب لگائی کہ کفر کے ایوانوں میں لرزہ برپا کر دیا علامہ خادم حسین رضوی ایک مسلک کی نمائندگی کرتے تھے وہ بڑے بڑوں کو گالیاں دیا کرتا تھا اس لیے کہ وہ دیوانہ تھا انہوں کو اس لیے لکارتا تھا کہ وہ غیروں کے آلہ کار بن رہے ہیں اور وہ صرف یہی چاہتا تھا کہ میرے آقا جناب رسالت مآب ﷺ کی ناموس پر حملہ کرنے والوں کو اس دھرتی پر جینے کا کوئی حق نہیں ہے معذور ہوسنے۔ کے باوجود بھی اس نے ایسا کارنامہ سرانجام دیا کہ جو بڑے طاقت ور لوگ بھی سر انجام نہ دے سکتے ان کا ایک ہی مشن تھا اور ایک ہی نعرہ تھا کہ کالی کالی دالے کی عزت پر حملہ ہو اور ہم کچھ نہ کر سکیں۔ تو پھر جو۔۔۔ جینے کا کوئی فائدہ نہیں چاہا کامیاب دھرنوں کے بعد آخر کامیاب

دھرنا بھی فیض آباد راوی پنڈی میں دیا جوش اور ایمانی جذبے کے ساتھ اپنوں اور غیروں کو لاکارتے رہے کہ۔

روزہ اچھا نماز اچھی حج اچھا زکوٰۃ اچھی مگر میں باوجود اسکے مسلمان ہو نہیں سکتا کہ جب تک نہ کٹ مروں میں خواجہ طیب کی عزت پر خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا مولانا ظفر علی خان کی زبانی خادم حسین رضوی نے 1935ء کی تحریک کی یاد تازہ کرا دی تھی کہ جب لاہور کے مسلمانوں نے سکھوں سے مسجد شہید گنج آزاد کرانے کی تحریک چلائی تھی اس زمانہ میں سینکڑوں مسلمانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا تھا۔

کہ جو اپنے عشق رسول ﷺ اور اپنی خطابت میں اپنے ایک الگ مقام رکھتے ہیں مولانا خادم حسین بھی پچاس سال کی عمر تک لاہور کی مکی مسجد میں امامت اور خطابت کرتے رہے ہیں لیکن آخری پانچ سالوں میں وہ حضور اقدس ﷺ کی عظمت اور ناموس کا پرچم لے کر اٹھے اور یہ ثابت کر دیا کہ

۔ عاشق جامعے ہمارے ہو

چونکہ اُن کے اندر درد اور غم تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی عزت اور عظمت کا پرچم ایک معذور کو دے دیا کہ جس نے اپنی تحریک اور دھرنے کے ذریعے اپنی ہر بات حکومت وقت سے منوائی اُن کی اپنی بات ہوئی کیا سکتی تھی اُن کی تو صرف یہی بات ہوتی کہ ہمارے آقا اور پوری امت کے محبوب حضرت محمد ﷺ کی ناموس پر حملہ کرنے والوں کو عبرت ناک سزا دی جائے۔ مولانا خادم حسین رضوی نے جب اپنا سب کچھ حضور اقدس ﷺ کی محبت پر قربان کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اُس شخص کو مرنے کے بعد بھی ایسی عزت دے دی کہ لاکھوں مسلمانوں نے اُن کے جنازے میں شرکت کر کے ایک اور غازی علم دین کے جنازے کی یاد تازہ کر دی۔

غزالاں تم تو واقف ہو کہو مجھوں کے مرنے کی

دیوانہ مر گیا آخر کو دیرانوں پہ کیا گزری

بامقصد زندگی کا استعارہ۔ علامہ خادم رضوی

سعید آسی

بے شک موت برحق ہے اس سے منفر نہیں ہر ذی روح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور بے شک آپ کہیں بھی گئے چوٹ میت، یزدی سے آپ کا چہچہا کرتی موت بین متعینہ وقت پر آپ پر آن لپکے گی...

۔ موت سے کس اور تنگاری ہے آج وہ کل ہماری پارٹی ہے

بے شک سب نے پہ متعینہ وقت پر کر کے آگے کا سفر باندھنا ہے گویا...

۔ موت ایک مائدہ کا وفد ہے یعنی آگے چلیں گے دم لے کر

سوائی موت تک کے سزا کو اس سے آگے کے سفر کیلئے تسان بنائیں۔ اس وقت تک کی زندگی کو بامقصد بنالیں تو حیات بعد از موت کی کٹھنائیاں آسانی سے گزرتی، طے ہوتی رہیں گی۔ بامقصد زندگی وہ ہے جو خلق خدا کی خدمت میں بسر ہو۔ جو شرف انسانیت کی پاسداری کرتے گزرے جو خالق کائنات کی تابع فرمان اور حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بے پایاں جذبے کی فراوانی کے ساتھ گزاری جائے۔ بے شک خداوند کریم نے اپنے ان بندوں کو ہی محبوب رکھا ہے جو اسکی مخلوق کو محبوب رکھتے ہیں۔ اس بے ثبات زندگی کو ان لوازمات کے ساتھ بامقصد بنالو تو زمانہ آپ کا اسیر ہوگا ورنہ تو بس ایسا ہی ہے کہ...

۔ زندگی تیرے تعاقب میں لوگ اتا چلتے ہیں کہ مر جاتے ہیں

تو بھائی صاحب! چلتے چلتے مر جانے سے پہلے کچھ کر جائیے تاکہ اس جہان فانی میں بھی آپ کو یاد رکھا جائے اور جہان لا فانی میں بھی آپ اپنے خالق کے محبوب بنیں رہیں۔

مجھے علامہ خادم رضوی سے کبھی کوئی خاص نسبت نہیں رہی وہ میرے ملاقاتی سبزہ زار کے قرب و جوار میں عرصہ دراز تک مقیم رہے اور دو سال قبل وہ سبزہ زار سکیم ڈی بلاک کے ایک گھر میں تحریک لبیک کا مرکزی دفتر منتقل کرنے کے بھی خواہش مند تھے مگر میری ان سے ملاقات کا سلسلہ کبھی نہ بن پایا۔ بس ایک خطیب اور مبلغ کی حیثیت سے ان کا نام سن رکھا تھا ان سے کبھی ملاقات کا شرف حاصل نہ ہو پایا۔ جب رسول ﷺ سے سرشار ایک پولیس اہلکار ممتاز قادری نے شامہ رسول آسیہ بی بی کی حمایت اور جیل میں اس سے ملاقات کی پاداش میں اس وقت کے گورنر پنجاب سلمان

ناشر کو انکے دورہ اسلام آباد کے موقع پر سرکاری آتشیں اسلحہ برسٹ مار کر قتل کیا اور پھر خود کو گرفتاری کیلئے پیش کیا تو نبی آخر الزمان سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پر وانوں میں حرمیت رسول ﷺ پر کٹ مرنے کا ایک نیا جذبہ پیدا ہو گیا اور ممتاز قادری نے رحمۃ اللعالمین ﷺ کیلئے دار فقی کی اس فضا میں ہیر و کا درجہ حاصل کر لیا۔ اسکی گرفتاری سے اسکی سزائے موت تک اس ارض وطن کی فضا اس پر گلاب کے پھولوں کی چٹاں بچھا دے گئی تھی۔ لاہور ہائیکورٹ کے سابق چیف جسٹس خواجہ محمد شریف نے اعلیٰ عدلیہ میں اسکی وکالت کا فریضہ نبھایا اور جید علماء کرام اسکے کیس کی سماعت مکمل ہونے تک عوام الناس کو سرور کائنات خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و عزیمت کا درس دیتے حرمیت رسول ﷺ پر اپنی جانیں بچھا دے کرنے کا جذبہ اجاگر کرتے رہے۔ اسی دوران علامہ خادم رضوی کا نام بھی سامنے آیا۔ ممتاز قادری کو ملکی قوانین کے تحت پھانسی کی سزا ہوئی جو سپریم کورٹ تک برقرار رہی اور پھر وہ جب رسول ﷺ میں پھانسی کے پھندے پر جمبول گیا تو اس عاشق رسول ﷺ کی میت کا منظر دیدنی تھا۔ میل ہا میل لمبا جلوس اور جنازے میں لاکھوں افراد کی شمولیت بے شک کسی بندے کے خدا کے محبوب ہونے کا اندازہ اسکے جنازے کے شرکاء کی تعداد سے لگایا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے ممتاز قادری خدا کی محبوبیت کے بلند درجے پر فائز تھا۔ اسکے بعد علامہ خادم رضوی حرمیت رسول ﷺ کے پاسان کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آئے اور دیکھتے ہی دیکھتے ملک کی سیاسی فضاؤں پر بھی حاوی ہو گئے۔ بہت کہانیاں چلیں کہ وہ کسی کے مہرے کے طور پر منظر عام پر لائے گئے ہیں۔ انہوں نے تحریک لبیک یا رسول اللہ تعالیٰ دی اور عاشقان رسول ﷺ کا ہجوم انکے جلو میں آگیا۔ انکے ذریعے محاذ آرائی کی سیاست میں نئی پہچل پیدا کر نوجوانوں کے یقیناً اپنے مقاصد ہونگے مگر علامہ خادم رضوی شاتمان رسول ﷺ کو بامگ دہل لکانے اور حرمیت رسول ﷺ پر پہرہ دینے والی مضبوط آواز بن گئے۔ اسی تناظر میں اسکی تقاریر میں انکے جذبات کی وارفتگی گہرے خطرے کے نوری کرنیں بکسیرتی نظر آتی تھی۔ اپنے جسم کی معذوری کو انہوں نے کبھی اپنی مجبوری نہ بننے دیا اور جہاں بھی حرمیت رسول ﷺ کی پاسبانی کیلئے انہیں پکارا گیا وہ ڈیل چیئر کے ساتھ وہاں موجود پائے گئے۔ 2018ء کے انتخابات کی مہم کے دوران وہ ملک کی مکدر ہوتی سیاسی فضا میں تیسری قوت کے طور پر ابھرتے نظر آئے اور سندھ میں صوبائی اسمبلی کی کچھ نشستیں حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہو گئے۔ چنانچہ ”دائیں بائیں“ والی سیاست میں وہ

دائیں بازو کی سیاست کے ترجمان کی حیثیت سے ابھرنے لگے۔ پھر فیض آباد دھرنے نے انکی سیاسی قوت مرید تسیم رائی۔ وہ بلاشبہ کاخ امراء کے در و دیوار ہلانے والی عوامی طاقت کی علامت بن کر اقبال کے شاہین کے رتبہ بلند پر سرفراز ہوتے نظر آ رہے تھے۔

حب رسول ﷺ سے سرشار اس عوامی طاقت کا عملی مظاہرہ انہوں نے فرانسیسی صدر میکرون کی گستاخانہ خاکوں کی سرپرستی کرنیوالی مکروہ حرکت کیخلاف شیع رسالت ﷺ کے لاکھوں پروانوں کے ہمراہ اسلام آباد کی سڑکوں پر آکر کیا اور نفاذ ایسی بنی نظر تھی کہ وہ فرانسیسی سفارتخانہ کی جانب سے اشارہ کرتے تو محبان رسول اس ایک اشارے پر لبیک کہتے ہوئے سفارتخانہ کو روکی کے گاؤں کی طرح دھنک کر اڑا دیتے۔ انہوں نے اس کیلئے حاکمان وقت کو اپنی بھرپور طاقت کا مظاہرہ کر کے بھی دکھا دیا اور امن عامہ میں خلل بھی پیدا نہ ہونے دیا۔ مگر ایک معاہدے کے تحت حکومت کو پابند کر دیا کہ وہ دوبارہ کے اندر اندر فرانسیسی سفیر کو یہاں سے نکالنے اور اپنا سفیر فرانس سے واپس بلانے کا قطعی فیصلہ کرے گی۔ حرمت رسول ﷺ کیخلاف شرارت پر آمادہ الحی دی قوت کے ذہن ٹھکانے پر لگانے کیسے ایسے ہی جذبات کی ضرورت ہے جس کا عملی مظاہرہ علامہ خادم حسین رضوی نے شیع رسالت ﷺ کے پروانوں کی معیت میں اسلام آباد میں اقتدار کی راہداریوں میں کیا۔ اس کے ٹھیک دو روز جبکہ حکومت انکے ساتھ ملے پانے والے معاہدے سے منحرف ہو چکی تھی علامہ خادم رضوی کا سانحہ ارتعاش ہر گھنٹہ کو نم اور ہر سوچ کو دکھی کر گیا اور پھر...

جس دھج سے کوئی قتل کو گیا وہ شان سلامت رہتی ہے

یہ جان تو آتی جانی ہے اس جاں کی تو کوئی بات نہیں

جہنم فلک نے دیکھا کہ انسانوں کا سمندر انکے آخری دیدار کو آند آیا تھا اور انکی نماز جنازہ کے وقت تو مینار پاکستان اور اسکے چاروں اطراف میل ہا میل تک تل دھرنے کو جگہ نہیں بچی تھی۔ بے شک رب کائنات اپنے کسی بندے کے محبوب ہونے کی خود گواہی دیتا ہے تو اسے علامہ خادم رضوی جیسی عزت افزائی سے سرفراز کرتا ہے۔ برل ازم والے پر گشتہ لوگ انکے عظیم الشان جنازے کے حوالے سے بے شک اپنی آنکھیں بند اور دماغ ماؤف کئے رکھیں وہ انسانوں کے اس سمندر کو جھٹلا سکتے ہیں نہ حرمت رسول ﷺ کی پاسبانی کے بیدار ہوئے جذبے کو اپنی منشاء کے معانی نکال

شہید ناموس رسالت ﷺ کی للکار

ڈاکٹر علی اکبر الازہری

ہمارے کئی دوست - جنازے میں شامل ہونے والوں کی تعداد گن رہے ہیں - کچھ دانشور پاکستانی قوم کے ثوابی پن اور جنازوں میں شرکت کی روش پر شاکی ہیں - دوستان محترم! بات کثرت یا قلت کی نہیں - سچ کے اظہار اور اسکی قدردانی کی ہے - مجھے ایام طبعی میں انکے ساتھ کچھ ماہ گزارنے کا موقع ملا ہے - حقیقت یہ ہے کہ خادم حسین رضوی نے خدمت دین اور ناموس رسالت ﷺ کے پرچم کو پوری قوت اور خلوص کے ساتھ تھا - امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم ہونے کا حق ادا کیا - اللہ پاک نے انکے نام اور کام کو ان کے مخالف اور موافق کو ان کا مداح بنا دیا - کہتے ہیں - حق وہ ہوتا ہے جس کا اعتراف دشمن بھی کرے - علامہ رضوی کی جہادی گن گرج نے تو بھارت میں صف نام بچھ رکھی ہے - اس ”معذور شخص“ کی بے باک شخصیت کی دھاک ترقی یافتہ مغرب کی منافقت پر بھی بیٹھ چکی ہے -

جسمانی معذوری کے باوجود جس چابک دستی سے انہوں نے ناموس رسالت ﷺ پر ہم ادیا اور ہمت و استقامت سے چوکیداری کا فریضہ سرانجام دیا - کسی سے ادا نہ ہو سکا - یہ بڑے کرم کے ہیں فیصے یہ بڑے نصیب کی بات ہے - چار سال پہلے ان کو یہ تو کوئی جانتا تھا - باپ چڑھوئی سی مسجد کے امام کے طور پر لوگ انہیں بھی ایک مولوی سمجھتے تھے اور بس - میسر روایتی دینی علم کے ساتھ انہیں شاعر مشرق وارث عشق رومی قلندر لاہوری علامہ اقبال اور دور فتن میں عشق رسول ﷺ اور غیرت ایمانی کی دوسری بڑی علامت ہمہ گیر عالمی شخصیت امام احمد رضا محدث بریلی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و اشعار سے سرشاری مقدر میں ملی تھی - اس سرشاری سے لیس عشق و جنون کے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں آئے تو - بڑے بڑے شاہسواروں کو پیچھے چھوڑ دیا -

انکے سرعت رفتار کی وجہ جو میری سمجھ میں آئی یہ ہے کہ میں نے انکے کسی جلسے اجتماع یا جلوس میں ان کا ذاتی نعرہ بلند ہونے نہیں سنا انہیں اپنی ذات سے کوئی سروکار تھا ہی نہیں - دوسرے لفظوں میں وہ فتانی الرسول تھے - انہیں تاجدار ختم نبوت ﷺ کی محبت کا ایسا سرمدی نشہ چڑھا ہوا تھا کہ ہمیشہ

حضور ختمی مرتبت ﷺ کے نعروں میں مدھوشی کو ہی اپنے قلب و باطن کی خوراک بنا رکھا۔ انکی زبان اگر سخت تھی تو یہ بھی ان کے عشق رسول ﷺ کی بے ساختہ اور بے باکانہ پن کی علامت تھی۔ مجھے خود انکے بعض کلمہ سخت ناگوار گزرتے تھے۔ مگر جب انکی زبان و بیان سے حضور ختمی مرتبت ﷺ آپ کے جلیل القدر صحابہ کے ایمان افروز تذکرے اور مجاہدین اسلام کے عزیمت بھرے واقعات سننے کو ملتے ہیں تو سب تکلیاں اس سرشاری میں فنا ہو جاتی ہیں۔ میں نے ان کے ساتھ جامعہ نظامیہ میں گزرے تین وہائیاں قلم یادگار ایام کے تذکرے کی بقیہ قسط ابھی لکھنی تھی کہ جنازے کا روح پرور منظر دیکھنے کو ملا تو یقین ہو گیا کہ اللہ اور اس کے رسول کریم کی بارگاہ بڑی مہربان اور لہجہ پال ہے عشق رسول ﷺ واقعی کائنات کی عظیم قوت ہے جو اقوام سے لیکر افراد کو عظمتوں سے سرفراز کر دیتی ہے اللہ پاک اقبال کے اس قدسی شاہین اور سچے عاشق رسول ﷺ کے جذبوں کو ہمارے بے جہت ذوجوانوں کی دھڑکن بنا دے اور اس راست جذبے کے ہاتھوں ملک عزیز پاکستان اور دین کے دشمنوں کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملائے۔

آخر میں تمام مذہبی اور سیاسی کارکنان و قائدین سے گزارش ہے کہ مرحوم علامہ خادم حسین رضوی کی روح اب اپنے خالق و مالک کے حضور پیش ہو چکی ہے۔ انہیں ہمارے لہجہ پال آقا ﷺ کی شفقت بھی میسر آ چکی ہے۔ وہ اپنا سراویہ محبت پیش کر کے اللہ اور اس کے حبیب کی بارگاہ میں سرخرو ہو گئے ہیں مگر ان کی روح ہم سب سے بجا طور پر مطالبہ کرتی ہے کہ امت کے مفادات کی حفاظت ناموس رسالت ﷺ کی حفاظت سے مشروط ہے آؤ سب کلمہ گو حضور ﷺ کے امتی اپنی اپنی شناختوں اور جماعتوں کو دل رکھتے ہوئے۔ اپنے عظیم آقا ﷺ کی ناموس کی خاطر حرم کی پاسبانی کے لیے پرچم اسلام سے نیچے جمع ہو جائیں چھوٹے چھوٹے ذاتی اور جماعتی مفادات کی قربانی سے اگر ہماری جمعیت امت کے کام آ سکتی ہے تو اس سے ہمارا رب اور ہمارے آقا ﷺ خوش ہوں گے اور ان کی خوشی میں ہماری ابدی سعادتیں اور کامیابیاں پوشیدہ ہیں۔

عالم مغرب فرانس کے صدر کی غلیظ حرکت پر اگر اس کے ساتھ کھڑا ہونے میں عار نہیں سمجھتا تو اسے نبی آخر الزمان ﷺ کے امتیو! اے اللہ کے بند و تم اکٹھے کیوں نہیں ہو رہے ایک قرآن کو ماننے اور ایک کعبہ کی طرف مڑ کر نماز پڑھنے والو یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ عالم نقر تہارا ازلی دشمن ہے اسے تم

سے تمہارے دین سے اور تمہارے رسول معظم سے کبھی بھی ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ وہ تمہیں منتشر اور کمزور دیکھنا چاہتا ہے تاکہ دنیا میں تمہیں نیست و نابود کر سکے تو کیا تم شیطان لعین اور عالم کفر کی اس ناپاک خواہش کو باہمی نفرتوں کے باعث پورا کرو گے یا اپنا وجود اللہ پاک کی آخری امت کے طور پر عزت و افتخار سے برقرار رکھو گے؟ کفر ہر دور میں تمہاری جڑ کاٹنے کے درپے رہا ہے مگر تمہارے رب اور رسول ﷺ کو تمہاری عزت و ناموس ج بھی عزیز ہے تم اس کی پسندیدہ اور آخری امت ہو۔ تم زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہو۔ یہ روح عصر کی پکار بھی ہے اور شہید ناموس رسالت ﷺ علامہ رضوی کی باطل فتنہ نکار کا حاصل بھی اور یہی مشیت ایزدی بھی ہے سنو! اقبال کی الہامی آواز میں الوہی پیغام کو

کی محمد ﷺ سے دفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

☆---☆---☆

فرمان امیر المجاہدین

میرے بارے میں جو کوئی بات کہے گا وہ خود ذمہ دار ہے کہ حضرت بہت
پہنچے ہوئے تھے وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔۔ میرا دنیا، قبر و حشر میں صرف
ایک ہی تعارف ہے، ”میں کتا پاک رسول اللہ ﷺ کا“
(آپ علیہ الرحمہ کی عاجزی بارگاہ رسالت ﷺ میں مقبول ہوئی
اور متفق علیہ عاشق رسول ٹھہرے)

علامہ رضوی، پاسبانِ ناموسِ رسالت ﷺ

فضل حسین اعوان

علامہ خادم حسین رضوی سے پہلی ملاقات جوہر ٹاؤن لاہور میں علامہ غلام عباس فیضی کے مدرسہ و مسجد میں ہوئی۔ اس کا بھی ایک دلچسپ پس منظر ہے۔ خادم حسین رضوی کی کسی سے قربت کی وجہ بادشاہِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستگی تھی۔ دس سال قبل کی بات ہوگی میں نے ایک کالم کے آخر میں یہ لکھا تھا ”حکمرانوں کو یاد رکھنا چاہئے ان کا قہار نبی کریم ﷺ کے خاک پا کے صدمتے ہے۔“ مولانا کے بقول انہوں نے اس فقرے پر اپنے معتمد غلام عباس فیضی کو مجھ سے رابطہ کیلئے کہا۔ پھر ان کے فون آنے لگے میں بھی فون کر لیتا۔ ایک کالم میں واقعہ تحریر کیا کہ کس طرح ایک کتاب بھرے دربار میں ایک عیسائی راہب پر جھپٹ پڑا تھا جب وہ ناموس رسالت میں گستاخی کر رہا تھا۔ علامہ خادم کے فون پر اس کا حوالہ پوچھنے پر میں نے بتا دیا۔

غلام عباس فیضی ربیع الاول ۱۴۰۷ کے آخری اتوار کو مدینہ سے فارغ التحصیل بچوں کی دستِ رہندی کراتے ہیں۔ انہوں نے مجھے بھی اس تقریب میں دعوت دی۔ عشاء کے بعد یہ تقریب ہوتی ہے۔ علامہ خادم حسین رضوی کو خطیب کی داتا دربار کے قریب علی مسجد میں خطابت کے باعث کہہ جاتا ہے۔ اپنے مسلک کے لوگوں میں وہ شہرت رکھتے تھے۔ عالمی سطح پر شہرت نومبر 2017ء کے فیض آباد دھرنے کے باعث ملی۔

عشاء کے وقت میں بروقت مسجد پہنچ گیا۔ مسجد بھر چکی تھی۔ لوگ انکی آمد کے مشتاق تھے۔ مجھے دیگر مہمانوں کے ساتھ محراب و منبر کے سامنے دیگر مہمانوں کے ساتھ بٹھادیا گیا، میرے بغیر سب جہود و ستار والے حضرات تشریف فرما تھے۔ تھوڑی دیر میں علامہ صاحب کی آمد پر مسجد لبیک یا رسول اللہ کے نعروں سے گونج اٹھی۔ ان کو وکیل چیئر پر لایا جا رہا تھا۔ وکیل چیئر ہی ان کیلئے منبر تھی۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ چلنے پھرنے سے قاصر اور وکیل چیئر انکی ضرورت ہے۔ شرکاء کا شوق و ذوق دیدنی تھا۔ ان دنوں ممتاز قادری کا کیس چل رہا تھا انکے حق میں نعرے بازی ہو رہی تھی۔ مہمانوں کے ہجوم میں بھی انہوں نے مجھے پہلی نظر میں پہچان لیا تھا۔ انکی تقریر کا ہمیشہ ایک ہی موضوع رہا، ناموس رسالت ﷺ، شان رسالت ﷺ۔ اپنے خطاب میں انہوں نے میری طرف

اشرہ کرتے ہوئے کہا، گستاخ راہب کی گردن کاٹنے کا واقعہ انہوں نے اپنے کالم میں بیان کیا اور میں نے وہ کتاب منگوائی جس میں واقعہ درج ہے۔ کتاب عربی میں تھی جو انہیں پڑھ کر دستیاب ہو سکی۔

وہ ایک دور و زقبل کا واقعہ سنار ہے جسے کہ کسی کی تعزیت کیلئے گئے تو سامنے سے اٹھو دیکھ کر جسٹس خواجہ شریف چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ اپنی طرف آتے نظر آئے۔ میں نے کہا ”کری موزا، منڈیا، ایس نے ممتاز قادری دی ضمانت نہیں کئی“، رینارمنٹ کے بعد خواجہ شریف نے ممتاز قادری کے وکالت کی تھی۔ علامہ کے خطاب کے بعد دستار بندی ہوئی۔ شرکاء وہیں کھانے کیلئے بیٹھ گئے۔ مسجد مدرسے کے دانے کے ساتھ ہی چھوٹی سی لاہری ہے جس میں چھ کرسیاں رکھی ہیں۔ رضوی صاحب کو وہاں کھانا کھلایا جاتا۔ مجھے بھی وہیں اتنے ساتھ لے جایا گیا۔ وہ میری ان سے پہلی ملاقات تھی۔ تعارف میں انہوں نے بتایا کہ وہ بھی اعوان ہیں اور چکوال سے تعلق ہے۔ ”اور پھر یہ رضوی؟“ میرے استفسار پر ان کا کہنا تھا یہ عاشق رسول ﷺ اور شمع رسالت ﷺ کے پروانے، احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کی نسبت ہے۔ غلام عباس فیضی کے مدرسے میں پھر کئی سال تک ان سے ملاقات ہوتی رہی آخری ملاقات 2017ء میں اسکے فیصل آباد میں دھرنے کے بعد آنے والے ماہ ربیع الاول کے آخری، تواریخ وہیں پر ہوئی۔ اس دھرنے نے علامہ کو شہرت کی بندیوں پر پہنچا دیا تھا۔ انکی مصروفیات بڑھ گئیں۔ فون بھی اسکے اسٹنٹ آف کے پاس ہوتا۔ موت سے زندگی کی طرف کتاب کیلئے علامہ نے دو ملاقات کا ذکر کیا تھا۔ بقول علامہ رضوی ”میں لاہور سے اپنے گاؤں جاتا تو صبح فجر کی اذان کے ساتھ کھیتوں میں اپنے کنویں پر چلا جاتا۔ جہاں کنواں چلا کر اسکے پانی سے وضو کر کے نماز ادا کرتا۔

1995ء کی ایک صبح بھی حسب معمول میں نے کنواں تیزی سے چلایا اور اس سے بھی زیادہ تیزی سے برتن میں پانی ڈالنے کیلئے لپکا۔ برتن اٹھایا اسے پانی سے بھرنے کیلئے کنویں کے تھوڑے سے حصے کے اوپر چھلانگ لگا دی مگر توازن بگڑ گیا اور دوسری طرف نہ پہنچ سکا۔ کنویں میں گرے ہوئے بے ساختہ زبان سے اللہ اکبر نکلا۔ اسکے ساتھ ہی ایسا محسوس ہوا، کسی نے پکڑ کر سوتا کمر پر بٹھا دیا ہے۔ سوتا کمر مائل کو متوازن رکھنے کیلئے ہتھیر کی طرح لکڑی لگائی جاتی ہے جو کنویں کے کنارے سے چند فٹ نیچے ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں، اللہ نے دین کیلئے ناچیز سے کام لینا تھا اس لئے محفوظ رکھا۔ اسکے بعد 2009ء میں صبح کے وقت تلہ گنگ سے لاہور جا رہا تھا۔ ایک سی این جی سٹیشن

سے گیس بھروائی، مسجد میں نماز ادا کی نوافل پڑھنے لگا تھا کہ سوچا گاڑی میں نقل ادا کر لوں گا۔ گاڑی میں بیٹھا۔ تھوڑی دیر بعد موڑ آیا تو مرنے کی بجائے گاڑی سیدھی جا رہی تھی۔ ڈرائیور سو گیا تھا۔ میں نے کہا کیا کر رہے ہو، ساتھ ہی گاڑی سڑک سے نیچے آگری۔ میں نے اس دوران ان لمحات کو آخری سمجھ کر تین مرتبہ کلمہ پڑھ لیا۔ اسی حادثے میں ریزہ کی ہڈی متاثر ہوئی جس کا کئی سال سے علاج جاری ہے۔ اس حادثے میں ڈرائیور اور کار کو خراش تک نہیں آئی۔ اس واقعہ میں وہ چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے۔ یہ دیندار لوگ ہیں ہماری اور انکی زندگیوں میں بہت فرق ہے۔

2017ء اور چند روز قبل کے دھرنوں میں وہ اپنے بیٹوں کو بھی لے گئے تھے۔ جس کا تذکرہ انہوں نے اپنی زندگی کی آخری تقریر میں بھی کیا۔ وہ ہاتھ سے برائی روکنے کے ایمان کے درجے پر فائز تھے۔ غلام عباس فیضی کے حکومت کے ساتھ ہونے والے گزشتہ ہفتے کے معاہدے پر دستخط ہیں وہ بھی اپنے بیٹے سمیت دونوں دھرنوں میں شامل ہوئے۔ ہم لاہور سے ایک بڑے سنور سے ہر ماہ خریداری کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ وہ فرنیچر فرنیچر ہے تو اس کا بائیکاٹ کر دیا وہاں خریداری کیلئے نہیں گئے۔ یہ ہم دنیا داروں کی طرف سے شاید ایمان کا آخری درجہ ہے۔ آج ان کا جنازہ ہے۔ اللہ تعالیٰ پاسبان ختم نبوت کو کروٹ کروٹ جنت نعیم فرمائے۔ انکے چاہنے والوں کو صبر جمیل عطا کرے اور انکی سیاست کا علم بلند۔ کھنے والوں کو انتشار سے بچائے۔

☆...☆...☆

عظمت موت کے دروازے پر

آغا مشہود شورش

عزت، شجاعت، بے خوفی، بے نیازی اور ہر سانس میں چلتا اور ہر خون کے قطرے میں دوڑتا عشق محمد ﷺ کسی شخص کی صورت اختیار کرتا ہے تو وہ تھے حضرت علامہ خادم حسین رضوی، یوں تو وہ شیخ الحدیث بھی تھے اور مفسر قرآن لیکن جس قرآن کو انہوں نے اپنی ذات کا محور اور اپنی بخشش کی سند قرار دیا ہوا تھا وہ صاحب قرآن ﷺ تھے۔ آپ سرکار ﷺ کا عشق ہی تو تھا جس نے حضرت علامہ رضوی کو ہمت و طاقت کی ان بلند یوں پر پہنچا دیا تھا کہ بقول شاعر۔۔۔۔۔

۔ پاؤں کی ٹھوک پر رکھتا ہوں جلال خسرواں میرے آقا میرے مولا رحمت للعالمین ﷺ
وہ ختم نبوت کی فوج کا وہ سپہ سالار تھا جس میں مسیلمہ کذاب جیسے منکروں سے لڑنے اور مر مٹنے کا ہا کپن موجود تھا۔ وہ صدیق کی وفا، فاروق کا جذبہ، عثمان کی حیا اور علی کی شجاعت (رضی اللہ عنہم) کا پرچم اٹھائے محمد ﷺ کے باغیوں پر اس طرح ٹوٹا تھا کہ جیسے بقول شاعر۔۔۔
۔ اٹھے تو بجلی پناہ مانگے
گرے تو خانہ خراب کر دے

علامہ صاحب کی ذات کا سب سے بڑا کمال اور وصف یہی تھا کہ انہوں نے ختم نبوت کی حرمت اور آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ کی عزت کی پاسبانی اور نگہبانی اس طرح کی کہ جس کی نظیر اس دور میں ملنا بہت مشکل ہے۔ عشق محمد ﷺ نے انہیں بادشاہوں، حکمرانوں، فرمانرواؤں، مادر پدر آزاد، باؤں جانوروں، پڑھے لکھے جاہلوں کے مزاجوں کو درست اور ٹھکانے لگانے کے لیے اتنا جری اور بے خوف بنا دیا تھا کہ وہ واقعی اپنے علمی مرشد جنہیں وہ پیار سے قلندر لاهوری کہا کرتے تھے اس شعر کی زندہ مثال تھے۔۔۔۔۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

مجھے اس مضمون میں ان کی علمی عظمت، دینی خدمت یا روحانی کرامت کا ذکر نہیں کرنا، حقیقت میں وہ ان تمام معاملات سے بہت آگے جا چکے تھے، وہ اس ذات مبارک ﷺ سے تعلق جوڑ چکے

تھے جس کے لیے تمام جہانوں کو پیدا کیا ہے بقول مولانا ظفر علی خان...

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تھی تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تھی ہو

میں اپنے پورے ایمان سے کہہ رہا ہوں کہ حضرت علامہ خادم حسین رضوی اس وقت حضرت پیر مہر علی شاہ کے اس شعر کی عملی تصویر بنے بیٹھے ہیں

کھٹے مہر علی کھٹے تیری ثناء
گستاخ اکھیاں کھٹے جا اڑیاں

اور نہ جانے کیوں مجھے حضرت علامہ خادم حسین رضوی اس قوم کو حضرت امام مالک علیہ الرحمہ کے ان الفاظ کو دہراتے ہوئے نظر بھی آتے ہیں۔

خلیفہ ہارون الرشید نے حضرت امام مالک علیہ الرحمہ سے پوچھا

”کسی جگہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخی ہو جائے تو حضور ﷺ کی امت کیا کرے“

امام مالک علیہ الرحمہ نے فرمایا ”امت مسلمہ اس کا بدلہ لے“

پھر پوچھا ”گر وہ ایسا نہ کرتے تو پھر؟“ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے تاریخی جملہ ادا کیا جو یاد کر لو

”پھر امت کو چاہیے وہ مرجائے، اس کو جینے کا کوئی حق نہیں۔“

☆---☆---☆

الصلوة والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

وعلیٰ مالک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

(نوائے وقت۔۔۔ ۲۰ نومبر ۲۰۲۰ء)

علامہ خادم حسین رضوی انتقال کر گئے

لاہور (خصوصی نامہ نگار) تحریک بیک پاکستان (ٹی ایل پی) کے سربراہ علامہ خادم حسین رضوی قضائے الہی سے انتقال کر گئے، انکی عمر 54 برس تھی۔ نماز جنازہ کل 11 بجے دن مینار پاکستان گراؤنڈ میں ادا کی جائے گی۔ وہ طویل عرصے سے علیل تھے۔ مولانا خادم حسین رضوی انک سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے قرآن پاک حفظ کیا ہوا تھا۔ انہیں عربی اور اردو کے علاوہ فارسی زبان پر بھی عبور تھا۔ علامہ خادم حسین رضوی 22 جون 1966ء کو ضلع انک کے علاقہ نکلہ توت میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام حاجی لعل خان تھا۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم جہلم دینہ سے حاصل کی۔ جس کے بعد انہوں نے درس نظامی جامعہ نظامیہ لاہور سے مکمل کیا۔

آرمی چیف جنرل قمر جاوید باجوہ، وزیراعظم عمران خان نے الٹحانہ سے تعزیت کی ہے۔ وزیراعظم نے ٹویٹ میں کہا کہ مولانا خادم حسین رضوی کے انتقال پر ان کے الٹحانہ سے تعزیت کرتا ہوں۔ دریںثناء وزیراعلیٰ پنجاب عثمان بزدار نے بھی انتقال پر افسوس کیا ہے۔ چودھری شجاعت چودھری پرویز الہی، سینیٹ کا علی آمانی خادم حسین رضوی کے انتقال پر گہرے دکھ اور رنج کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے اپنے تعزیتی پیغام میں کہا کہ خادم حسین رضوی ایک سچے عاشق رسول تھے۔ ان کی دینی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ مسلم لیگی قائدین نے دعا کی کہ اللہ عزوجل خادم حسین رضوی کے درجات بلند فرمائے، انہیں جنت الفردوس میں حضور نبی کریم ﷺ کا قرب عطا فرمائے اور ان کے لواحقین و معتقدین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

فیصلی ذرائع نے تصدیق کی کہ خادم حسین رضوی کو گزشتہ چند روز سے بخار تھا اور وہ انتقال کر گئے ہیں۔ علامہ اشرف آصف جلالی نے بھی انتقال کی تصدیق کی۔ خیال رہے کہ خادم حسین رضوی نے گزشتہ دنوں فیض آباد میں ہونے والے ٹی ایل پی کے گستاخانہ خاکوں کی خلاف مظاہرے دھرنے کی بھی قیادت کی تھی اور اسی دوران انہیں بخار ہوا تھا۔ طبیعت بگڑنے پر خادم حسین رضوی کو شیخ زید ہسپتال لے جایا گیا جہاں ان کا انتقال ہو گیا۔ شیخ زید ہسپتال انتظامیہ کا کہنا ہے خادم حسین رضوی رات پونے 9 بجے کے قریب ہسپتال لایا گیا۔ ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی وہ انتقال کر چکے تھے۔

خادم حسین رضوی کی موت کی تصدیق کیلئے ای سی جی بھی کی گئی۔ خادم رضوی کے ساتھ ہسپتال آنے والوں نے اس کی بیماری کی ہسٹری نہیں بتائی۔ خادم حسین رضوی کو میت ہسپتال سے ان کے گھر گرینڈ بیٹری شاہ پستان روڈ منتقل کر دی گئی۔ جبکہ گھر کے باہر بڑی تعداد میں ٹی ایل پی کے کارکن اور ان کے عقیدت مند جمع ہو گئے ہیں۔

خادم حسین رضوی کا تعلق ضلع انک سے تھا۔ خادم حسین رضوی نے جہلم دینہ کے مدارس وینیہ سے حفظ و تجوید کی تعلیم حاصل کی اور جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور سے درس نظامی کی تکمیل کی۔ پاکستان علماء کونسل کے سربراہ علامہ طاہر محمود اشرفی نے علامہ خادم حسین رضوی کے انتقال پر تعزیت کرتے ہوئے اسے سانحہ قرار دیا ہے۔ تحریک انصاف کے رہنما سینیٹر فیصل جاوید نے نوٹ کرتے ہوئے دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ خادم حسین رضوی کو جنت میں جگہ عطا فرمائے ان کے درجات بلند فرمائے ان کے الہخانہ اور عزیز و اقارب کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)۔ پیر افضل قادری نے کہا جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ آپ کی خدمات جلیلہ ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ اللہ کریم آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام صابرا دگان دیکر الہخانہ اور تمام ساتھیوں و عقیدت مندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ پیر امجد ز اشرفی، قاری زوار بہ در، حامد رضا، علامہ طاہر القادری نے بھی افسوس کا اظہار کیا ہے۔ راجب حسین نعیمی، مولانا فضل الرحمن نے علامہ خادم حسین رضوی کے انتقال پر دکھ اور افسوس کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ مولانا خادم حسین رضوی کا انتقال بڑا نقصان ہے۔ الہخانہ اور متعلقین کے غم میں برابر کا شریک ہیں۔ وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی، امیر جماعت اسلامی سراج الحق اور گورنر خیبر پی کے شاہ فرمان نے علامہ خادم حسین رضوی کے انتقال پر اظہار افسوس کیا ہے۔ خاندانی ذرائع نے بتایا وہ گزشتہ چند روز سے بخار میں مبتلا تھے۔ تیز بخار اور سانس اکھڑنے کی وجہ سے انہیں شیخ زید ہسپتال منتقل کیا گیا جہاں انہیں دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ ہر کسی نے کلمہ پڑھنا شروع کر دیا۔ علامہ کو فوری طور پر شیخ زید ہسپتال دوبارہ لیجا گیا لیکن ڈاکٹروں نے انکی موت کی تصدیق کر دی۔ وہ جامع مسجد رحمۃ للعالمین میں رہائش پذیر تھے۔ انکے پسماندگان میں ایک بیوہ، دو بیٹے، چار بیٹیاں شامل ہیں۔ بڑا بیٹا محمد سعد رضوی عمر 22 سال نائب ناظم تحریک لبیک ہے اور تنظیمی معاملات کو سنبھالتے ہیں، چھوٹا بیٹا محمد انس رضوی عمر 18 سال درس نظامی میں زیر تعلیم ہیں۔

علامہ خادم رضوی کی نماز جنازہ آج مینار پاکستان گراؤنڈ میں ادا کی جائیگی

لاہور (خصوصی نامہ نگار/نمائندہ خصوصی) تحریک لبیک پاکستان کے سربراہ مولانا خادم حسین رضوی کو آج دن گیارہ بجے مینار پاکستان گراؤنڈ میں نماز جنازہ کے بعد سپرد خاک کیا جائے گا۔ نماز جنازہ اور تدفین کے تمام تر انتظامات مکمل کر لئے گئے ہیں۔ تحریک لبیک کے ذمہ داران کے مطابق میت سبزہ زار سے بذریعہ ہیلی کاپٹر مینار پاکستان گراؤنڈ لے جانی جائے گی جہاں 11 بجے ان کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔ تدفین ملتان روڈ پر ان کی مسجد رحمۃ للعالمین کے ساتھ واقع مدرسے سے ملحقہ جگہ پر کی جائے گی۔ گزشتہ روز تحریک لبیک پاکستان کے سربراہ مولانا خادم حسین رضوی کی تحریک کے رکن اور ان کے عقیدت مند انتقال کی خبر سنتے ہی ملک بھر سے مدرسہ رحمۃ للعالمین ملتان روڈ پہنچ گئے جس کی وجہ سے پولیس نے چوک یتیم خانہ کو کئی کلومیٹر دور تک عام ٹریفک کے لئے بند کر دیا۔ جبکہ کارکنان کئی کلومیٹر کا سفر پیدل طے کر کے مدرسہ رحمۃ للعالمین پہنچے۔ گزشتہ روز مولانا کی میت دیدار کے لئے رکھی گئی تو ہزاروں کارکنوں کی آخری دیدار کے لئے طویل قطاریں بن گئیں۔ پولیس نے تحریک لبیک پاکستان کے کارکنان اور مذہبی شخصیات کی آمد کے باعث دوسرے روز بھی سکیورٹی کے سخت انتظامات اور درجہ وار سکیورٹی حصار قائم کیے ہوئے ہیں۔ پولیس ذرائع کے مطابق جنازے کے لیے سکیورٹی انتظامات مکمل کر لیے گئے ہیں۔ پولیس کے 50 ریزرو دستے، 26 ایس ایچ او 13 ڈی ایس پیز اور ایس پیز سمیت بڑی تعداد میں پولیس تعینات ہوگی۔ تحریک دعوت حق پاکستان کے امیر علامہ محمد اسفند نورانی کی اہلی پر ممتاز عالم دین و محافظ عقیدہ ختم نبوت علامہ خادم حسین رضوی کے انتقال پر تین روزہ سوگ کا اعلان کیا گیا ہے۔ جمعہ کے اجتماعات میں علامہ خادم حسین رضوی کی مغفرت، ان کے درجات کی بلندی کیلئے دعائیں کی گئیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی معاون خصوصی برائے اطلاعات فردوس عاشق ایمان نے تحریک لبیک کے سربراہ خادم حسین رضوی کے انتقال پر گہرے دکھ اور افسوس کے ساتھ لواحقین سے دلی ہمدردی و اظہار تعزیت کیا ہے۔ جے یو آئی کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا

محمد امجد خان، محمد اسلم غوری، حاجی محسن الرحمن شمس، مفتی ابرار احمد، عبدالرزاق عابد لاکھو اور صوبائی رہنماؤں نے بھی دلی دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ علامہ خادم حسین رضوی ختم نبوت اور تادموس رسالت پر ایک گونجی آواز تھے۔ علاوہ ازیں وزیر ہاؤسنگ پنجاب میاں محمود الرشید نے علامہ خادم حسین رضوی کے انتقال پر اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔

تحریک دعوت توحید کے مرکزی قائد میاں محمد جمیل نے تحفظ تادموس رسالت کیسے خدمات پر علامہ خادم حسین رضوی کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ان کی وفات کو ناقابل تلافی نقصان قرار دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمن ثانی، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنصیم، مولانا علیم الدین شاہ، پیر رضوان نفیس، قاری جمیل الرحمن اختر، مولانا محمد اشرف مجہر، مولانا خالد محمود نے مولانا خادم حسین رضوی کے انتقال پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا ہے کہ مولانا خادم حسین رضوی تحفظ ختم نبوت اور تحفظ تادموس رسالت کے محاذ پر ایک پر جوش اور توانا آواز تھے۔ وہ ایک بیباک و نڈر عالم دین تھے۔ سربراہ پاکستان سنی تحریک ثروت اعجاز قادری نے علامہ خادم حسین رضوی کے انتقال کو اہلسنت کے لئے عظیم سانحہ قرار دیا۔ دریں اثناء حافظ شاہد حسین صوبائی صدر پاکستان سنی تحریک پنجاب نے کہا ہے ان جیسی شخصیات صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔ کل مسالک علماء بورڈ کے چیئرمین مولانا محمد عامر مخدوم نے ممتاز عالم دین علامہ خادم حسین رضوی کی وفات پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا۔ جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی رہنما پیر سید محمد محفوظ مشہدی نے علامہ خادم حسین رضوی کے انتقال پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ان کی موت کو اہل سنت کا عظیم نقصان قرار دیا ہے۔ دارالعلوم جامعہ نعیمیہ کے ناظم اعلیٰ علامہ ڈاکٹر راغب حسین نعیمی نے جمعہ المبارک کے اجتماع سے خطاب میں کہا ہے کہ علامہ خادم حسین رضوی کی وفات دینی حلقوں کے لئے ایک عظیم نقصان ہے۔ علامہ خادم حسین رضوی کی دینی اور علمی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ جامعہ نعیمیہ کے اساتذہ و طلبہ، انتظامیہ اور نعیمین ایسوسی ایشن کے ذمہ داران، کارکنان مولانا خادم حسین رضوی کے اہل خانہ اور چاہنے والوں سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ صدر عیشی مشائخ کونسل و سجادہ نشین آستانہ عالیہ گڑھی خواجہ غلام قطب الدین

فریدی، مولانا فصل الرحمن، اکاڑوی اور صاحبزادہ عثمان علی جلالی، صاحبزادہ غلام نصیر الدین چراغ
 ودیکر نے علامہ خادم حسین رضوی کے انتقال پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ
 اہل علم ایک عظیم شخصیت سے محروم ہو گئے۔ درسِ اثناء مشائخ نے پیر عبدالنسان آف بھر چوٹڑی
 شریف اور پیر سیف اللہ خالد گیلانی کے انتقال پر بھی افسوس کا اظہار کیا ہے۔ سربراہ عظیم غوثیہ مہتمم
 جامعہ فاضل شاہی حکیم مولانا عمر منشاء جشتی نے علامہ خادم حسین رضوی کے انتقال پر اظہار تعزیت
 کیا ہے۔ لاہور سے آن لائن کے مطابق وفاقی وزیر ریلوے شیخ رشید احمد نے اظہار افسوس کرتے
 ہوئے کہا ہے کہ مولانا خادم حسین رضوی کی اچانک وفات پر بہت دکھ ہوا۔ وہ ایک سچے عاشق
 رسول تھے۔ دوسری طرف علامہ خادم حسین رضوی کا اپنی موت سے متعلق ایک بیان سوشل میڈیا
 پر وائرل ہو گیا۔ ویڈیو میں خادم حسین رضوی نے کہا کہ ایک دن اعلان ہوگا کہ مولوی خادم مر گیا، تو
 دو ہی باتیں ہیں یا تو لوگ کہیں گے یہ اچھا بندہ تھا یا یہ برا بندہ تھا، درمیان میں تو کچھ نہیں ہو سکتا۔
 آپ کہہ دیں گے کہ ٹھیک تھا مگر بہت سخت تھا۔ بچہ آج ہمارے ساتھ کھڑے ہو جاؤ، بعد میں
 میرے جیسا بھی نہیں ملے گا۔



درود ابراہیمی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی
 اِبْرٰهِيْمَ وَّ عَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ
 عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَّ عَلٰی
 اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

نوائے وقت --- ۲۳ نومبر ۲۰۲۰ء --- سرراہے

عاشق رسول ﷺ کا تاریخی جنازہ

لاکھوں افراد شریک ہوئے

بے شک جو لوگ رسالت مآب ﷺ کی عظمت و حرمت اور ختم نبوت کے تحفظ کیلئے اپنی زندگیاں وقف کرتے ہیں، عوام کے دلوں میں ان کی محبت خود بخود بحکم الہی پیدا ہوتی ہے۔ مولانا خادم حسین رضوی بھی ایک سچے عاشق رسول تھے جنہوں نے ختم نبوت، عظمت رسول ﷺ اور اہلبیت و اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کی حرمت و عظمت کیلئے ساری زندگی بسر کی۔ ان کے جوش و خطابت کے باوجود ان کا بیان سادہ اور آسان ہوتا تھا۔ ان کی تلخ نوائی اقبال کے بقول

۔ ہو حلقہ یاراں تو برہم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فو لاد ہے موسم

عکاس تھی۔ ان کی وفات کی خبر سن کر ملک بھر سے ان کے لاکھوں چاہنے والے ان کے جنازے میں شرکت کیلئے لاہور آئے اور ملکی تاریخ کے بڑے بڑے اجتماعات میں ایک اور ریکارڈ اجتماع کا اضافہ ہوا جو اس بات کا گواہ ہے کہ مسلمانان عالم اور خاص طور پر پاکستانی مسلمان اپنے نبی ﷺ کی شان میں کوئی گستاخی برداشت نہیں کر سکتے۔ یہی مشن علامہ صاحب مرحوم کا تھا جو انہوں نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ ان کے تاریخی جنازے سے ان سیکولر اور لادین نظریات رکھنے والے نام نہاد لبرلز پر لرزہ طاری ہے۔ انہیں بھی علم ہو گیا ہے کہ اس ملک میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے چاہنے والے پر امن ضرور ہیں، کمزور نہیں وہ ہر بے دینی طاقت اور قوت کی راہ روکنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ دعا ہے اللہ کریم مرحوم خادم حسین رضوی کی قبر کو نور سے بھر دے اور انہیں شفاعت رسول ﷺ نصیب فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے۔ (آمین)

ادارہ نوائے وقت لاکھوں عاشقان رسول ﷺ کے ساتھ مرحوم کے اہل خانہ کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اللہ کریم انہیں بھی صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

(نوائے وقت۔۔۔ ۲۰ نومبر ۲۰۲۰ء)

علامہ خادم رضوی کی وفات عظیم نقصان مختلف شخصیات کا خراج عقیدت

لاہور، گوجرانوالہ (خصوصی نامہ نگار، سٹاف رپورٹر، نمائندہ خصوصی) تحریک لبیک پاکستان کے سربراہ علامہ خادم حسین رضوی کی نماز جنازہ کے موقع پر گفتگو کرتے ہوئے امیر جماعت اسلامی لاہور میاں ذکرا اللہ مجاہد نے کہا ہے کہ مرحوم علامہ محمد اقبال سے بھی گہری عقیدت اور وابستگی رکھتے تھے۔ علامہ خادم حسین رضوی کی زندگی حرمت رسول ﷺ کے تحفظ اور غلبہ دین کی جدوجہد میں گزری جو بڑے اعزاز کی بات ہے۔ جماعت اسلامی کی پوری قیادت مرحوم کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتی ہے۔ اس موقع پر رہنما جماعت اسلامی میاں مقصود احمد، صدر جے آئی پوتھ لاہور صہیب شریف سمیت دیگر رہنما بھی موجود تھے۔ جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی، نائب مہتمم مولانا قاری ارشد عبید، مولانا احمد حسن اشرفی، حافظ اسد عبید، حافظ ابو جود عبید، مولانا حافظ زبیر حسن، حافظ خالد حسن، پروفیسر مولانا یوسف خان، مولانا محمد اکرم کاشمیری، مولانا نعیم الحسن تھانوی اور مولانا مجیب الرحمن انقلابی نے تحریک لبیک کے سربراہ علامہ خادم حسین رضوی کی وفات پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ علامہ خادم حسین رضوی کی تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے لیے خدمات ناقابل فراموش ہیں ان کی وفات سے ملک ایک عاشق رسول ﷺ سے محروم ہو گیا جامعہ اشرفیہ لاہور میں مہتمم حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم اشرفی نے علامہ خادم حسین رضوی کے لیے مغفرت کی دعا کرائی۔ انٹرنیشنل فٹم نبوت مومنٹ کے مرکزی امیر مولانا ڈاکٹر سعید احمد عتایت اللہ، مرکزی سیکرٹری جنرل مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج، نائب امیر مولانا حافظ ملک عبدالصمد، مولانا عبدالروف کی، مولانا محمد الیاس چنیوٹی ایم پی اے، مولانا صاحبزادہ زاہد محمود قاسمی، معاون خصوصی امیر مرکزیہ مولانا محمد بن سعید، مولانا قاری محمد طیب عباسی، مولانا امداد اللہ قاسمی، مولانا قاری شبیر احمد عثمانی، مولانا قاری محمد رفیع وجہوی اور مولانا غلام یاسین صدیقی نے تحریک لبیک کے سربراہ علامہ خادم حسین رضوی کی اچانک وفات پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم نے زندگی کی آخری سانس تک فٹم نبوت کے محاذ پر پہرہ دیا۔ پیر محمد افضل قادری نے کہا علامہ خادم حسین رضوی کی وفات سے عالم اسلام کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ جتنا

(نوائے وقت۔۔۔ ۲۲ نومبر ۲۰۲۰ء)

علامہ خادم رضوی قلیل عرصہ میں شہرت یافتہ شخصیت بن گئے

لاہور (سید عدنان فاروق) تحریک لبیک پاکستان کے سربراہ علامہ خادم حسین رضوی قلیل عرصہ میں بین الاقوامی شہرت کی شخصیت بن گئے۔ ان کے جوش خطابت اور عشق مصطفیٰ ﷺ میں سخت موقف کے باعث انہیں دینی حلقوں میں منفرد حیثیت حاصل ہوئی۔ تاہم 2011ء میں غازی ممتاز قادری کی گرفتاری کے نتیجہ میں شروع ہونے والی تحریک سے ان کی عوامی سطح پر مقبولیت کا آغاز ہوا اور فیض آباد دھرنے کی وجہ سے دنیا میں پہچان پائی اور بین الاقوامی میڈیا کی زینت بھی بنے۔ علامہ خادم حسین رضوی محکمہ اوقاف میں نائب خطیب بھی رہے اور لاہور کی بیکہ مسجد میں امام و خطیب کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ جبکہ جامعہ نظامیہ لاہور میں درس تھے۔ تحفظ ناموس رسالت کے پلیٹ فارم سے معروف دینی درسگاہ جامعہ نعیمیہ کے شہید ناظم اعلیٰ مفتی ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی قیادت میں ڈنمارک میں گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کے خلاف سرکوں پر احتجاج کرتے دکھائی دیئے۔ ممتاز حسین قادری کی حراست پر رہائی کے لئے تین علماء کرام نے تحریک رہائی ممتاز حسین قادری کے نام سے تحریک چلائی۔ ان تین علماء کرام میں علامہ خادم حسین رضوی، پیر افضل قادری اور ڈاکٹر اشرف آصف جلالی تھے۔

ممتاز حسین قادری کے جہلم پر تحریک رہائی ممتاز حسین قادری تبدیل ہو کر تحریک لبیک یا رسول اللہ ہو گئی۔ کچھ مہینے اکٹھے چلنے کے بعد علامہ خادم حسین رضوی، پیر افضل قادری اور ڈاکٹر اشرف آصف جلالی میں تحفظ ناموس رسالت کی تحریک کے متعلق فیصلوں کے معاملات پر اختلافات پیدا ہو گئے۔ ان اختلافات کی وجہ سے علامہ خادم حسین رضوی اور پیر افضل قادری ایک ہو گئے۔ جبکہ ڈاکٹر اشرف آصف جلالی نے اپنی الگ سے جدوجہد جاری رکھی۔

☆۔۔۔☆۔۔۔☆

(نوائے وقت --- ۲۳ نومبر ۲۰۲۰ء)

علامہ خادم رضوی کی رسم قتل، ہزاروں افراد کی شرکت،

لبیک یا رسول اللہ کے نعرے

لاہور (خصوصی نامہ نگار) تحریک لبیک پاکستان کے امیر مرحوم علامہ خادم حسین رضوی کے ایصالِ ثواب کے لیے حضرت علی بن عثمان الہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں قرآن خوانی و ختمِ قل شریف کا اجتماع منعقد ہوا جس میں جمیع علماء کرام، عقیدت مندوں اور مختلف شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ اجتماع میں اندرون و بیرون ملک سے عقیدت مند بھی شریک ہوئے۔ اجتماع میں ”لبیک لبیک یا رسول اللہ“ ”تاجدارِ ختم نبوت زندہ باد زندہ باد“ کے نعرے لگائے گئے۔ چیئرمین رویت ہلال کمیٹی و تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کے صدر مفتی نیب الرحمن، علامہ خادم حسین رضوی کے استاد شیخ الحدیث علامہ عبدالستار سعیدی، علامہ خادم حسین رضوی کے صاحبزادے حافظ سعد حسین رضوی، حافظ انس حسین رضوی، علامہ فاروق الحسن قادری، رکن سندھ اسمبلی مفتی قاسم فخری، رکن شوری امیر کراچی مفتی علامہ رضی حسینی، امیر کشمیر عبدالغفور سمیت دیگر جمیع علماء کرام نے شرکت کر کے خطابات کئے۔

اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے مرحوم علامہ خادم حسین رضوی کے صاحبزادے مرکزی امیر تحریک لبیک پاکستان حافظ سعد حسین رضوی نے کہا کہ جہاں کارکنوں کا پسینہ گرے گا وہاں رہنماؤں کا خون گرے گا۔ ختم نبوت کی طرف آنے والے تیروں کو اپنے سینوں پر لیں گے۔ ناموس رسالت کی پہرہ داری کریں گے۔ زبان کو اٹھا سکتے ہیں ناموس رسالت ﷺ پر کوئی سودا نہیں کر سکتے۔ قائد کے پیغام پر کاربند رہیں گے۔

مفتی نیب الرحمن نے کہا کہ گواہی دیتا ہوں عقیقہ ختم نبوت نے زندگی کی آخری سانس تک وفا کی، میں نے اپنی شعوری زندگی میں حسینیت کے نعرے لگانے والے دیکھے، تجوری بھرنے والے دیکھے لیکن میں شہادت دیتا ہوں خادم حسین رضوی کو دیکھا جس نے جو جوان نسل کو عشقِ مصطفیٰ ﷺ میں ڈال دیا۔ علامہ خادم حسین رضوی نے جو عشق کے شعلے جلائے ہیں وہ ان لوگوں کو بہا کر لے

جائیں گے جو علامہ خادم حسین رضوی کے انتقال پر حوش فہمی پر جھٹلا ہیں، وہ ہاتھ ٹوٹ جائیں گے۔ خادم حسین رضوی کا چمن کھلا رہے گا۔ خادم حسین رضوی کی طرح ناموس رسالت پر ہتھ دیتے ہوئے مریں گے۔

علامہ عبدالستار سعیدی نے کہا کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے سائے تلے یہ اجتماع مثالی ہے، جنازہ سچا عاشق رسول ہونے کی دلیل ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت علامہ خادم حسین رضوی سے کام لینا تھا۔ جامعہ نظامیہ رضویہ سے ہزاروں علماء پیدا ہوئے ان میں کوئی خادم حسین رضوی پیدا نہیں ہوا۔ مجھے جن شاگردوں پر فخر ہیں ان اول میں علامہ خادم حسین رضوی ہیں۔ حافظہ سعد حسین رضوی کی پیدائش پر علامہ خادم حسین رضوی نے ناموس پر رائے لی تو میں نے سعد نام رکھنے کا کہا مجھے معلوم نہیں تھا عظیم باپ کے بیٹے کو اتنی بڑی وراثت ملے گی۔ اب اس کو سنبھالنا تحریک لبیک کی ذمہ داری ہے۔ سید ظہیر الحسن بخاری نے کہا کہ ہم شعلوں پر چلنے والے ہیں، نہیں ڈرتے چند انگاروں سے، پارلیمنٹ میں بھی لبیک لبیک یا رسول اللہ گویے گا، آخری سانس تک امیر مجاہد کے مشن کے ساتھ رہیں گے۔ ہماری سب سے بڑی سعادت ہے کہ ہمیں حسرت محمد ﷺ کے نام پر موت دے گئے۔ امیر سہرپختونخواہ شفیق امینی نے کہا کہ اپنی زندگی میں ایب ونٹی تقی پر ہیروز کار نہیں دیکھا۔ علامہ فروق الحسن قادری نے کہا کہ علامہ خادم حسین کے کھانے سے ہی کستاخ کو غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ ہمارا مشن کمزور ہوا ہے۔ مفتی علامہ رعتی سینٹی نے کہا کہ شوری نے اہلیت دیکھ کر جانشین مقرر کیا۔ علامہ صاحبزادہ عبدالمصطفیٰ ہزاروی نے کہا کہ ہمیں علامہ خادم حسین رضوی کے مشن کو آگے بڑھانا ہے۔ میر سید سرور شاہ نے کہا کہ علامہ صاحب نے پوری زندگی عشق رسول میں گزاری، حافظہ سعد حسین رضوی کے آنے سے ایک بار پھر کفر کے ایوان میں زلزلہ آ گیا ہے۔ صاحبزادہ عنایت الحق امیر شمالی پنجاب نے کہا کہ ناموس رسالت کے معاملے پر اگر مگر نہیں ہوتی، بابائی نے ثابت کیا جب بھی ناموس رسالت پر مسئلہ آیا تو اس معاملے پر اگر مگر سے کام نہیں لیا، تحفظ ناموس رسالت کا پرچم اٹھائے رکھا۔ امیر آزاد کشمیر عبدالغفور نے کہا کہ قائد کے مشن کو جاری رکھیں گے، بھارت میزائل سے اتنا خوفزدہ نہیں جتنا امیر المجاہدین کی تقاریر سے خوفزدہ تھا۔

امیر سندھ علامہ غوث بغدادی نے کہا کہ امیر مجاہد اللہ کے ولی تھے۔

اجتماع کے اختتام پر مرحوم کے درجات میں بلندی کے لئے دعا کی گئی۔

بقیہ نمبر 1

رسول ﷺ کی شمع جلائے رکھنے اور تحریک تحفظ ناموس رسول ﷺ کا حقیقی پہرہ دار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ ریاست، حکومت اور عوام کے لئے جنازے کا پیغام واضح ہے، پاکستان قریب عشق محمد ﷺ تھا ہے اور رہے گا، عشق رسول ﷺ اسامیان پاکستان کی قوت، طاقت، سرمایہ حیات اور زاد آخرت ہے، کوئی شک میں نہ رہے۔

☆...☆...☆

بقیہ نمبر 2

خادم رضوی ایسے حوالے دے رہی لوگوں کو خلائی رسول ﷺ کی دعوت دیتے رہے، انہوں نے نوجوان نسل کو جو پیغام دیا ہے، ان کا مشن باری رہے گا۔ شعیب بن عزیز یاد رکھئے کہ دوستی کا دعویٰ کیا، عاشقی سے کیا مطلب میں ترے فقیروں میں، میں ترے غلاموں میں

☆...☆...☆

بقیہ نمبر 3

کرسد سکتے ہیں۔ علامہ خادم حسین رضوی اس بے پایاں جذبے کا مضبوط ستون ہیں اور سودہ خاک ہو کر بھی با مقصد زندگی کی علامت بنے رہیں گے۔ یہ ارض وطن عاشقان و محبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دھرتی ہے جس کے گلہ گو باسی حرمت رسول ﷺ پر اپنی زندگیاں نچھاور کرنے کی سرشاری کے ساتھ با مقصد زندگی گزارنے کا عزم ٹھانے رہیں گے۔ علامہ خادم حسین رضوی کا طرز حیات کسی کی آنکھ کو نہیں بھاتا تو یہ اس کا اپنا معاملہ ہے مگر علامہ صاحب ختم نبوت ﷺ پر آنکھ نہ آنے دینے کا جو جذبہ ابھار گئے ہیں اسے سرد کرنا اب کسی کے بس کی بات نہیں اور یہی ان کیلئے توشہ آخرت ہے...

۔ خدا رحمت کنند ایں عاشقان پاک طینت را

☆...☆...☆

پیدغوث محمدی قطب ربانی حضرت شیخ سید عبد القادر دیرپانی

نہ پیمانہ سستی کے زیر اہتمام

بسانہ بڑی کیا رہیں شریف

آٹھویں سالانہ

محفلِ نعت

72133.v1

[Faint handwritten notes]

— 100 —

خادم حسین رضوی

کی ندرت مرسون

تجوید القرآن

محرم سن

ممشاء احوال

مئی ۱۹۸۱ء

— 100 —

الحاق محبوبہ احمدیہ : خزانہ سید صف علی ظہوری محمد ظہیر سہروردی

سید محمد رفیع، صاحب، دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند، کی، نیاز احمد، محمد، ارسال

سراپکی، دودلی، رودی، اور کھٹ

0333-4284340, 0333-41



ربیع الاول کی آمد پر 29 صفر المظفر کو عظیم الشان مشعل بردر جلوس نہایت تزک و احتشام کیساتھ نکلا جاتا ہے۔ شعبان اور رمضان میں خواتین اور اسکے علاوہ مرد حضرات کیسے دورۂ قرآن کا ہتھما بھی سادھ سالتے کیا جا رہے۔

برادرانِ اسلام! آپ کو ”کنز الایمان سسائٹی“ کی کارکردگی اور سرگرمیوں سے آگاہ کرنے کے بعد اب ایک نہایت اہم اور انتہائی ضروری بات آپ کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے ہمیں امید ہے کہ آپ کنز الایمان سسائٹی کی اس تحریک کی فلاح و ترقی کے لیے جو جدوجہد کے پس منظر کو دامن میں رکھتے ہوئے گزارشات و توجہ و ترغیبات سے مدد فرمائیں گے۔

جناب والا، کنز الایمان موسیقی کا دفتر اور ہیری رائے کے چھوٹے چھوٹے سروں پر مشتمل ہے۔ بدقسمتی
اور ناہمواری میں آئیوے تمام قومی اخبارات اور هزاروں نام ترین رسائل و جرائد کی قانون کی حد اور جماعت
ریا دہ ہو چکا ہے کہ ان قیمتی ترین فی کسوں کو ایہیری میں رکھنا ممکن نہیں رہا۔ اس لئے 36 سال کے اخبارات اور
رسائل و جرائد کے اس ریکارڈ کو الگ سے سنور کر کے پریئر محفوظ کر دیا گیا تھا۔ مسئلہ یہ تھا کہ یہ مطلب ہے جتنے سال
کے مجہ سے اخبارات و رسائل و جرائد کی ان فی کسوں کو باقاعدہ ڈسپسے کر کے ان سے استفادہ کرنے کا تقاضا
نہیں ہو سکا تھا۔ جسکی وجہ سے اس قیمتی ریکارڈ کے ضائع ہونے کا اندیشہ تھا۔ اس کے علاوہ کنز الایمان موسیقی
کی تقریبات و ذیلی اجتماعات و تربیتی، اصلاحی اور روحانی پروگراموں کے انعقاد، ایسے مناسب جگہ کا مسئلہ ہر
وقت درپیش رہتا تھا۔ ان تمام مسائل و مشکلات کے پیش نظر کہ ایہیری موسیقی کے صاحبزادے فضل
خریدار اہل پر **”کنز الایمان کمپلیکس“** تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس شہداء صدیقہ میں
تفصیلات ذیل میں دی جا رہی ہیں۔

محمد دین و ملت، عظیم البرکت، معجزات لاشواہام احمد رضا خان فاضل بریل علیہ رحمۃ شہر و آفاق ترجمہ قرآن کے مبارک نام سے منسوب **کنز الایمان کمپلیکس** کی یہ امور شدت اہمیت جدید عصری تقاضوں کے مطابق تعمیر کی جائے گی۔ دین مصطفیٰ کے فروغ اور تنظیمی و تبلیغی سرگرمیوں کو مربوط اور منظم انداز میں انجام دینے کیلئے یہ شاندار مرکز اہم کردار ادا کرے گا۔ جدید سہولیات سے آراستہ یہ کمپلیکس ۱۶۷ سے دیرینہ خوابوں کی تعبیر ثابت ہوگا۔ اس سنٹر میں مندرجہ ذیل شعبہ جات قائم کئے جا رہے ہیں۔

مرکزی جامع مسجد عطاء المصطفیٰ غوثیہ رضویہ

”کنز الایمان کہائیس“ چونکہ ایک مذہبی عظیم کار مرکز ہے اسلئے اسکا سارا کام مسجد کے بغیر تصور ہوگا۔ بہذا ایک خوبصورت تاریخی مسجد تعمیر کی گئی ہے جو رہتی دنیا تک تعمیر میں حصہ لینے والوں کیلئے اجر و ثواب کا ذریعہ بنے

گی۔ اسی مسجد میں نمازوں کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ درس قرآن وحدیث اور دوسرے دینی فکری، تربیتی اور روحانی اجتماعات کے انعقاد کا سلسلہ جاری ہے۔

جامعہ کنز الایمان

”جامعہ کنز الایمان“ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جس کے زیر اہتمام حفظ و ناظرہ جاری ہیں۔

دفاتر

”مپلیکس“ کا ایک حصہ کنز الایمان سوسائٹی کے دفاتر پر مشتمل ہے ان دفاتر کو جدید سہولیات سے آراستہ کیا جا رہا ہے۔ یہ دفاتر سوسائٹی کے تنظیمی امور کو بہتر طریقے سے انجام دینے میں معاون ثابت ہو سکتے۔ ان شاء اللہ عزوجل

احقر رضا انبری

”کنز الایمان مپلیکس“ کا بہترین حصہ سکیٹنگ ڈرائیو ایج لیب وی ہے۔ سکیٹنگ پلیٹ فارم اسٹیمپنگ ہاؤس بڑے بڑے کتب خانے موجود ہیں لیکن یہ سکیٹنگ کوئی ایک لائبریری نہیں جہاں دیا پھرنے مصنفین، موفقیں اور محققین کی جمع کتب تمام زبانوں کے حوالے سے موجود ہوں۔

”کنز الایمان مپلیکس“ میں ”احقر رضا انبری“ کو جدید بنیادوں پر ستوار کیا جا رہا ہے۔ یہ وی ایج ڈرائیو کشتادہ ہاؤس پر مشتمل ہے۔ جس میں گرمی، سردی، پوسٹ مائیں ایسے اقدامات کے جا رہے ہیں۔ ہماری فہم پوروشش ہے کہ اہل غیر کے تعاون سے اس لائبریری میں ایسا بہترین کتب خانہ بنایا جائے۔ بہترین محققین کو قدر سہولتوں کی فراہمی کی جائے ایسے اقدامات کے جا رہے ہیں۔

ریسرچ سینٹر

”کنز الایمان مپلیکس“ میں ایک ریسرچ سینٹر قائم کیا جا رہا ہے اس سینٹر میں 36 سائنس کے مامورین خدمات در سال و جہاز کی فیکٹس، سپر سٹی میں در مختلف دینی، دینی، سیاسی اور دوسرے موضوعات پر تحقیق کا کام کرنے والوں کو اس ریکارڈز استفادہ کرنے کی سہولت فراہم کی گئی ہے۔ اس شعبہ میں چھوٹے بڑے ہر سائز کی جدید فوٹو کاپی، سلیب اور انٹرنیٹ کی ہوتوں، ہندوستان یا جا رہا ہے۔

سوشل میڈیا سنٹر

موجودہ دور میں سوشل میڈیا کی اہمیت وضاحت سے انکار ممکن نہیں۔ اس لئے ”کنز الایمان مپلیکس“ میں سوشل میڈیا سنٹر کا قیام عمل میں لائے ایسے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ اس سنٹر کے ذریعے سوشل میڈیا کے تمام ذریعہ بروئے کار لائیں، اسلام کی تبلیغ، اصلاح عقائد، تعمیر سیرت و کردار کا مشن تیز کیا جائے گا۔ اس سنٹر کے

ذریعے سوشل میڈیا پر اصلاحی ویڈیو کلیپس اور ترجیحی پوشیں اور اہم کتب کو اپ لوڈ کیا جائے گا۔ اسکے علاوہ اسلام کی حقانیت کو معترضین پر آشکار کرنے کیلئے تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لایا جائے گا۔ ان شاء اللہ عزوجل

دیگر شعبہ جات

”کنز الایمان کمپیکس“ میں مندرجہ ذیل شعبہ جات کی تعمیر کا کام جاری ہے

☆ ہوسٹل برائے رہائشی طلباء

کنز الایمان سوسائٹی کے زیر انتظام ”جامعہ کنز الایمان“ میں بیرون شہر سے داخلہ لینے والے طلباء کیلئے ہوسٹل تعمیر کی جائے گی۔ جہاں مفت رہائش دھانے پینے کی ہوسٹل کیساتھ طلباء توجہ دہندہ ہی سے حصول علم رکھیں گے۔

☆ اعلیٰ حضرت فری ڈسپنسری

طلباء و اہل علاقہ کو علاج معالجہ کی بہترین سہولت مہیا کرنے کیلئے ڈسپنسری کا قیام عمل میں لارہا ہے جہاں میڈیکل سٹاف طلباء و اہل علاقہ کی بھرپور خدمت سرانجام دیتے گئے۔

☆ واٹر فلٹریشن پلانٹ

صاف پینے کا پانی، ہر شخص کی ضرورت ہے اس سلسلے میں واٹر فلٹریشن پلانٹ کی تنصیب کر کے اہل علاقہ کو صاف پانی بلامعاوضہ مہیا کیا جائے گا۔

”کنز الایمان کمپیکس“ میں مندرجہ بالا پروجیکٹ پر کام جاری ہے۔ کمپیکس کی تعمیر کا تخمینہ دس کروڑ روپے ہے، یہ سب آپ کے دست تعاون سے ہی ممکن ہے۔ لہذا اول کھوں کر اپنے اور اپنے مرحومین کے ایساں ثواب کیلئے اپنے عطیات سے مقدمہ و بھر تعاون فرمائیں۔ تاکہ یہ عظیم الشان منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچ پائے۔

بذریعہ چیک و ڈرافٹ بنام ”کنز الایمان“ کا بنوا کر بھیجیں یا آن لائن

حبیب بینک لمیٹڈ، لاہور کینٹ پاکستان

اکاؤنٹ نمبر 0/250050056857103

ایزی پیسہ اکاؤنٹ 03004109371

محمد نعیم طاہر رضوی موبائل 00923334284340

بانی و صدر کنز الایمان سوسائٹی، دہلی روڈ، صدر لاہور کینٹ۔ پاکستان

ماہنامہ کفر الایمان کے خصوصی شمارے

نمبر شمار	نام شمارہ	صفحات	تاریخ اشاعت
1	تحریک خلافت و ترک موات نمبر	112	نومبر 1994ء
2	تحریک پاکستان نمبر	264	اگست 1995ء
3	پروفیسر ڈاکٹر قلاب نقوی شہید نمبر	40	جنوری 1996ء
4	فتح نبوت نمبر	112	اکتوبر 1997ء
5	قائد اعظم نمبر	160	ستمبر 1998ء
6	حضرت سیدہ آمنہؓ نمبر	80	مئی 1999ء
7	چودھری حمایت علی شہید نمبر	112	دسمبر 1999ء
8	حکیم محمد موسیٰ امرتسری نمبر	304	جنوری 2001ء
9	قائد ملت علامہ شاہ احمد نورانی نمبر	288	فروری 2004ء
10	انٹرنیشنل سنی ڈائریکٹری نمبر	480	مارچ 2004ء
11	حضرت سید امیر شاہ گیلانی نمبر	64	جنوری 2005ء
12	غازی محمد اسحاق شہید نمبر	64	جون 2005ء
13	محفظہ ناموس رسالت نمبر	520	جون 2007ء
14	ڈاکٹر محمد سرفران عیسیٰ شہید نمبر	256	جولائی 2009ء
15	فتح نبوت نمبر	880	دسمبر 2009ء
16	داتا گنج بخش نمبر	482	اپریل 2016ء

فکر رضا کا امین

اہلسنت وجماعت کا ترجمان

لاہور، پاکستان
دسمبر 2020ء

کنز الایمان

ماہنامہ



نظریہ پاکستان کے تحفظ کا علمبردار - روحانی و اخلاقی اقدار کا حامل

☆ خود پر ہیے اپنے بچوں کو پڑھائیے اور دوستوں کو پڑھنے کی ترغیب دیجئے۔

☆ تبلیغی مشن کو آگے بڑھانے کے لئے ادارے کے ساتھ اپنا اخلاقی اور مالی تعاون کیجئے۔

☆ مستحق افراد / طلبہ / یر یوں کے لئے ماہنامہ ”کنز الایمان“ جاری کروائیں۔



اپنے ادارے کے اشتہارات ارسال کریں

اس طرح آپ کے کاروبار کا تعارف بھی ہوگا اور تبلیغ میں آپ کی معاونت بھی ہوگی

اپنے ہمارے طلبہ کیجئے یا براہ راست ہم سے منگوائیے



دفتر: ماہنامہ کنز الایمان، دہلی روڈ صدر لاہور چھاؤنی

0333-4284340

36681927, 36680752 موبائل

فون نمبر

اختر رضا لائبریری

زیر اہتمام

کنز الایمان سوسائٹی (رجسٹرڈ) لاہور

یہاں پر ہر شعبہ ہائے زندگی سے متعلق مفید ترین کتب قیمہ

سے زائد اخبارات اور رسائل و جرائد اور تقاریف و فتاویٰ اور روایات قرآن و حدیث کے

سی ڈیز، گزٹ و ریڈیو ٹیکسٹس بلا مبالغہ دستیاب ہیں۔

نوٹ:

۱۹ اکتوبر ۱۹۸۳ء سے اب تک کے اخبارات اور رسائل و جرائد محفوظ ہیں

انقلابات کار

موسم گرما: یکم اپریل تا ۳۰ ستمبر روزانہ شام ۵ تا ۸ بجے

موسم سرما: یکم اکتوبر تا ۳۱ مارچ روزانہ شام ۴ تا ۷ بجے

☆ اختر رضا لائبریری دہلی روڈ صدر لاہور کینٹ ☆

فون: 36680752 - 36681927

موبائل: 0333-4284340

کنز الایمان سوسائٹی کی مطبوعات

- 1- لوہگریہ عبدالحق صدیقی
- 2- وصایا قریہ ذہب قرہ بن سید انوی
- 3- چالیس احادیث مبارکہ بشیر احمد ملک
- 4- شاہد کے نام خط خولید حمید الدین سید انوی
- 5- رہبر درہما پروفیسر مسعود احمد
- 6- تاثیر قرآن ناری محمود بٹ
- 7- علامہ شاہ احمد نورانی کا خصوصی انٹرویو محمد نعیم طاہر رضوی
- 8- روزے کے فضائل و مسائل مولانا محمد شفیع اویکاڑوی
- 9- نماز مترجم علامہ ارشد القادری
- 10- محمد رسول اللہ ﷺ قرآن میں رباب فکر و نظر اور مشاہیر کی نظر میں محمد نعیم طاہر رضوی
- 11- کنز الایمان سوسائٹی و اختر رضا لاہوری کیا غائبانہ نماز چٹاڑہ سنت نبوی ﷺ ہے؟
- 12- حقوق والدین اعلیٰ حضرت دہلی
- 13- شب برأت کی حقیقت ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
- 14- سورۃ یٰسین مترجم سید جبرائیل حبیب اللہ لون
- 15- نور ظہور مصطفیٰ ﷺ (نور الاحقر) مولانا محمد رفیع
- 16- آیات الہیہ محمد نعیم طاہر رضوی
- 17- لغت مصطفیٰ مانفہ محمد شعیب
- 18- تفسیر سورہ یوسف علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی
- 19- تفسیر سورہ اعراف علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی
- 20- اربعین شہادت اور تہنیت ڈاکٹر سید محمد سلطان شاہ
- 21- خاک جہاز کے گہمبات صلاح الدین محمود
- 22- میدانِ ادب نبی ﷺ کا بہار جسٹس محمد سعید چور
- 23- اسلامی معاشرت اور بتوں کے حقوق امام احمد رضا
- 24- فضائل درود و سلام مولانا محمد سید شمس

Sindh, nearly won a National Assembly seat, secured 2.2 million votes in the elections and ended up as the fifth largest party on the final chart.

The resulting political weight gave him clout, at least in perception of many, at the national level. However, his clout started waning in November 2018 when he crossed lines with powerful institutions in the country during a protest in Lahore and criticised judges and generals at the rally.

He was picked up by law enforcement agencies and languished in jail for the next six months. He was released in March 2019 after furnishing some written guarantees for good behaviour.

Though a wheelchair-bound man, Khadim Rizvi spent an eventful life, especially the last few years when he became a household name. Well versed in Persian and an avid reader, Maulana Rizvi was an orator par excellence who could fire passion of his audience.

"Everything was sudden about him; his rise and his fall. He came from nowhere to rise as the most charismatic and controversial radical Barelvi leader, and he is gone — all within five years," said Nadeem Farooq Paracha, a columnist at *Dawn*.

wa Inna Ilayhi Raji'un," APP quoted the premier as having said in a tweet.

Maulana Rizvi had cut off the federal capital — third time in the last five years — from the rest of the country when he led a protest rally last week against blasphemous caricatures published in France. He had earlier done it twice — in 2016 demanding hanging of blasphemy accused Aasia Bibi, and then in 2017 in defence of blasphemy law and had succeeded in securing resignation of then law minister Zahid Hamid, holding him responsible for conspiring a change in the wording of oath for public representatives.

Maulana Rizvi became a national figure when one of his followers, Mumtaz Qadri, assassinated Punjab governor Salman Taseer in January 2011. He led a movement for the release of Qadri, who was official bodyguard of the governor.

After Qadri's hanging in February 2016, Maulana Rizvi converted the movement into Tehreek-i-Labbaik Ya Rasool Allah for the protection of section 295C of the penal code and vowed to resist any attempt to change or abolish the law. However, he once again renamed and restructured the religious movement into a political party called Tehreek-i-Labbaik Pakistan just before the 2018 polls and contested the elections.

Maulana Rizvi shocked his critics when his party won two provincial assembly seats in

Firebrand Cleric

Khadim Rizvi dies

LAHORE: Khadim Hussain Rizvi, a firebrand right-wing preacher who shot to fearsome prominence on the national scene in the last five years, breathed his last on Thursday evening. He was 54.

Though he was reported to have had temperature for the last few days, the immediate cause of his death is not known. Some blamed it on Covid-19 while others held heart failure responsible for the death. However, neither family nor his party officially shared the cause of his death.

Khadim Rizvi's health situation deteriorated on Thursday afternoon and he was taken to Shaikh Zayed Hospital, where he was reportedly pronounced dead. His family, however, took him to a nearby private hospital, which confirmed his passing away.

Prime Minister Imran Khan expressed condolence over Maulana Rizvi's death.

PM offers condolences

"On the passing of Maulana Khadim Hussain Rizvi my condolences go to his family. Inna lillahi

ذیاب مصطفیٰ ﷺ جس نے اللہ جل شانہ کی رضا کیلئے مسجد بنالی اللہ سبحانہ نے اس کیلئے جنت میں گھر بنالیا

جامع مسجد عطاء مصطفیٰ زیر تعمیر ہے

محرم الحرام ۱۴۴۱ھ
محمد نعیم طاہر رضوی

صدقہ جاریہ کا سنہری موقع



اپنا حصہ ملائیں۔۔۔ جنت میں گھر بنائیں

سیمنٹ

کاشی

سریا

ریت

کھڑکیاں

اینتیں

دروازے

مزدوری

ماربل

کھڑکیاں

آپ سے ملنے کی بات ہے کہ آپ ہر مومن کے لیے سالانہ ایک بار عبادت و فلاح میں ملنا چاہیے آپ کا ہر مومن اور مومنہ

مومن پورہ روڈ احمد کنڈا والی ٹکلی محلہ سردار پورہ حاجی پارک چوکنی شاپ جی ٹی روڈ لاہور

منجانب: محمد خرم نعیمی ناظم اعلیٰ کنز الایمان سوسائٹی (لاہور) کینٹ پاکستان

0321-8453464, 0333-4284340, 0345-4141250

Monthly

KANZ-UL-IMAN

English/Urdu Lahore-Pakistan

Regd. CPL No. 239

Ph: 042-36680752

042-36681927

Mob: 0333-4284340

مناسب دام اعلیٰ معیار پابندی وقت

اسحاق ٹیلرز

کلاتھ مرچنٹ اینڈ ریڈی میڈ گارمنٹس

قائم شدہ

1949ء

اطلاع

مردانہ ملبوسات کیلئے
لوکل اور امپورٹڈ ورائٹی
بازار سے بارعانت اور گارنٹی کیساتھ
دستیاب ہے

ریڈی میڈ پینٹ کوٹ

واسکٹ، پتلون اور شرٹ

186 نیوانارکلی لاہور

Ph: 042-37355919

اعلیٰ معیار کی ٹیلرنگ کیلئے تشریف لائیں